انسانوں کے حسد اور جنات و شیاطین

کے شر سے بچنے کا قرآنی طریقہ

معوذتین

کی روشنی میں

حاسدوں کے شر سے بچو

www.KitaboSunnat.com

امام ابن قیم الجوزی رحمہ اللہ

دار الابلاغ
DARULIBLAGH

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ
قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝١ مِن شَرِّ مَا خَلَقَ ۝٢ وَمِن شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ۝٣ وَمِن شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ ۝٤ وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۝٥

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ
قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝١ مَلِكِ النَّاسِ ۝٢ إِلَٰهِ النَّاسِ ۝٣ مِن شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝٤ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ۝٥ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝٦

حاسدوں کے شر سے بچو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دار الابلاغ
DARULIBLAGH

کتاب و سنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

جملہ حقوق اشاعت برائے دار الابلاغ محفوظ ہیں

نام کتاب .... حاسدوں کے شر سے بچو

مؤلف .... امام ابن قیم الجوزیؒ

ترجمہ .... مولانا عبدالرحیم پشاوری

تسہیل و تفہیم .... محسن فارانی

اعداد و حواشی .... محمد طاہر نقاش

اشاعت اول .... جولائی ۲۰۰۵ء

قیمت ....

پاکستان میں ہماری کتب مندرجہ ذیل اداروں سے مل سکتی ہیں

لاہور: دار الاندلس۔ مرکز القادسیہ 7230549۔ مکتبہ قدوسیہ 7230585۔ مکتبہ سلفیہ 7237184۔ نعمانی کتب خانہ 7321865۔ اسلامی اکیڈمی 7357587۔ مکتبہ رحمانیہ 7224228۔ کتاب سرائے 7320318۔ شرکۃ الامتیاز 7311178۔ مکتبہ دار الھدیٰ 7639557۔ اردو بازار لاہور۔ الکریمو کیسٹ لائبریری 6365526۔ فیصل آباد: مکتبہ اسلامیہ 631204۔ مکتبہ رحمانیہ بھوانہ بازار۔ راولپنڈی: تجلیات طیبہ کشمیری بازار 5535168۔ اسلام آباد: المسعود اسلامک بکس 2261356۔ پشاور: معراج کتب خانہ 214720۔ حیدر آباد: مکتبہ دعوت السلفیہ 0333-2607264۔ کراچی: مکتبہ نور حرم 4965724۔ دی بک ڈسٹری بیوٹرز 7787137، اندلس اسلامک بک شاپ 4381912، مکتبہ دار القرآن، علمی کتب خانہ اردو بازار۔ (دار الابلاغ، لاہور 0300-4453358)

دار الابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور پاکستان 0300 4453358

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معوذتین

حاسدوں کے شر سے بچو

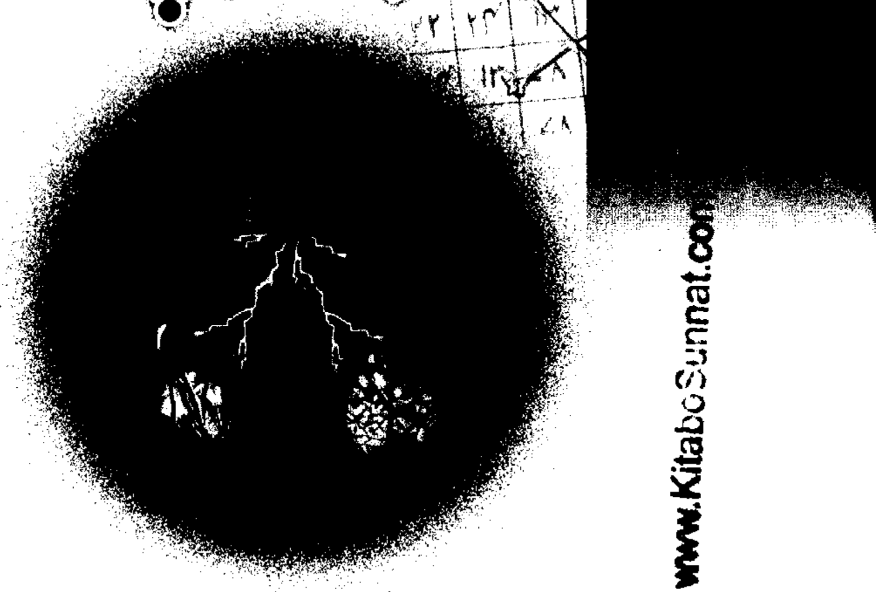

www.KitaboSunnat.com

تالیف : امام ابن قیم الجوزی رحمہ اللہ

ترجمہ : مولانا عبدالرحیم پشاوری

تسہیل و تفہیم : محسن فارانی

دار الابلاغ
پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
لاہور پاکستان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹ ـ جے ماڈل ٹاؤن ـ لاہور
نمبر ....

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئینہ

حاسدوں کے شر سے بچو

❀ حرف آغاز: از محمد طاہر نقاش ۱۸

❀ پیش لفظ: از ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ ۲۲

❀ تقریظ: ابوالحسن از مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ ۲۰

باب: ۱

تفسیر معوذتین

فصل: ۱

معوذتین کی فضیلت و خواص

❀ شانِ نزول ۲۴

❀ معوذتین کے خواص ۲۶

❀ مضامین کا خلاصہ ۲۷

فصل: ۲

استعاذہ: پناہ مانگنا

❀ قابل فہم مثال ۲۹

❀ ایک سوال ۳۰

❀ دربارِ نبوی سے جواب ۳۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ منصبِ رسالت کا تقاضا ۳۲

فصل : ۳ ۞ مُسْتَعَاذٌ بِہٖ

تکلیف کے وقت کس کی پناہ مانگی جائے؟

❀ اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے ۳۴

فصل : ۴ ۞ مُسْتَعَاذٌ مِنْہُ

تکلیف کے وقت کن چیزوں سے پناہ مانگنی چاہیے؟

❀ اقسامِ شر ۳۷
❀ شر اور اس کی حقیقت ۳۸
❀ عالمِ اسباب ۳۸
❀ ایک مثال ۳۹
❀ نعمت چھن جانے کے اسباب ۴۰
❀ شر کا مفہوم ۴۰
❀ سرورِ کونین ﷺ کا پہلا استعاذہ ۴۱
❀ سرورِ کونین ﷺ کا دوسرا استعاذہ ۴۲

فصل : ۵ ۞ (مُسْتَعَاذٌ مِنْہُ کی اقسام)

جس سے پناہ مانگی جاتی ہے ان اشیاء کی اقسام

❀ مسنون دُعاء ۴۵
❀ اعمال کی برائیاں ۴۷

فصل : ۶

شر کے اسباب' ان کا آغاز اور انجام

❀ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا استعاذہ (پناہ مانگنا) ۴۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ شر کے اسباب وانجام ۴۹

فصل : ۷

وہ شرور جن کا معوذتین میں ذکر ہے

❀ اللہ کے افعال سراسر خیر ہیں ۵۱
❀ انتساب شر ۵۲
❀ شر ایک اضافی امر ہے ۵۲
❀ اضافی امر کی تمثیلات ۵۳
❀ مسئلہء تقدیر کا راز ۵۴
❀ اللہ کی حکمتِ بالغہ ۵۵
❀ حکمت بالغہ کا مشاہدہ ۵۶
❀ اللہ کا انتباہ ۵۷
❀ میدانِ قیامت میں دیدار الٰہی ۵۸

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۸

زبانِ رسالت سے اللہ کی پاکیزگی اور شان کے تذکرے

❀ ذاتِ باری تعالیٰ ۶۰
❀ حدیثِ نبوی ﷺ ۶۰
❀ شر کی نسبت ۶۰
❀ پہلی صورت ۶۱
❀ دوسری صورت ۶۲
❀ سیدنا خضر علیہ السلام کا قول ۶۲
❀ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا قول ۶۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۲

تفسیر سورۃ الفلق

فصل : ۱ ❁ شر کی پہلی قسم

ہر طرح کی مخلوق کے شر سے پناہ مانگنا

❀ ﴿وما خلق﴾ سے مراد اور ہر طرح کی مخلوق کے شر سے پناہ مانگنا ٦٦

❀ سفر میں اللہ کریم سے پناہ طلب کرنا ٦٧

فصل : ۲ ❁ شر کی دوسری قسم!

اندھیری رات کے شر سے پناہ طلب کرنا

❀ غاسق کے معنی ٦٩

❀ رات کی خنکی بھی غاسق ہے ٦٩

❀ غاسق سے مراد چاند بھی ہے؟ ۷۰

❀ اِذَا وَقَبَ کے معنی ۷۲

فصل : ۳

رات اور چاند کے شر سے پناہ مانگنے کی حقیقت

❀ رات کی تاریکی میں شیاطین کا غلبہ ۷۳

❀ وحیٔ الٰہی اور دن کی روشنی ۷۴

فصل : ۴

رب الفلق سے پناہ مانگنے کے اسرار

❀ نور اور ظلمت ۷۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ ایمان و کفر کا تقابل ۷۵

فصل : ۵ ❀ ''الفلق'' کی تفسیر

''صبح کے رب'' کی پناہ مانگنے کا مطلب

❀ فلق بمعنی پھوٹنا ۷۸
❀ حق اور باطل میں فرق ۷۸

فصل : ۶ ❀ شر کی تیسری قسم

گانٹھوں پر پھونکنے والوں کے شر سے پناہ مانگنا

❀ سوال : مؤنث کی تخصیص کیوں؟ ۸۱
❀ جواب : نفوس شریرہ اور ارواح خبیثہ ۸۱
❀ نبی ﷺ پر جادو کا اثر ۸۲
❀ کیا جادو نکالا جائے؟ ۸۳
❀ روایات کے اختلاف کی حقیقت ۸۴
❀ اہل کلام کی رائے ۸۵
❀ اہلِ علم کی تحقیق اور فیصلہ ۸۶
❀ جادو ایک عارضہ ہے ۸۷
❀ منکرین سحر کا ردّ ۸۹
❀ سحر و مسحور (جادو اور جادو کیے گئے انسان) کی تحقیق ۹۰
❀ سُحِرَ بمعنی جُنّ ۹۱
❀ اہل کلام کے قول کا ردّ ۹۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۷

جادو کا اثر مسلّم ہے

❀ جادو کے بارے میں معتزلہ کا مؤقف ۹۳

❀ صحابہؓ اور سلفؒ کا مذہب ۹۳

❀ تاثیر سحر کے منکرین کا ردّ ۹۵

فصل : ۸ ❀ شر کی چوتھی قسم

حاسد کے شر سے پناہ طلب کرنا

❀ حسد کا اثر مسلم ہے ۹۷

❀ نظر بد کا اثر ۹۸

❀ عالم اجسام اور عالم ارواح ۹۹

❀ عالم ارواح کا مشاہدہ ۹۹

❀ پہلی مثال: روح نکل جانے کے بعد انسان کی کیفیت ۱۰۰

❀ دوسری مثال: روح پر اثر انداز ہونے والی بیرونی محرکات ۱۰۰

فصل : ۹

نظر بد و حسد میں اشتراک اور فرق

❀ نظر کی مقناطیسی قوت ۱۰۳

❀ مہلک نظر کے اسباب و اثرات ۱۰۵

❀ نظر بد ایک حقیقت ہے ۱۰۵

❀ نظرِ بد اور تقدیر ۱۰۷

❀ بری نظر والا بھی حاسد ہے ۱۰۷

❀ جادو اور حسد ۱۰۷

❀ دونوں سورتوں کا موضوع ۱۰۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ ساحر اور حاسد کا عمل ۱۰۸
❀ زیادہ قوی جادو کونسا ہے؟ ۱۱۰

فصل : ۱۰

حاسد کے شر سے پناہ مانگنا

❀ سورۂ فلق کا خلاصہ ۱۱۱
❀ جادوگر اور شیطان ۱۱۲
❀ شیطان کی عبادت ۱۱۲
❀ غیر اللہ کی عبادت ۱۱۳

فصل : ۱۱

حاسد جب حسد کرے تو ..

حاسد کے شر پر اِذَا حَسَدَ کی قید

❀ ایک اہم نکتہ ۱۱۵
❀ مؤمن حاسد ہوسکتا ہے ۱۱۵
❀ حسد کے مراتب ۱۱۶
❀ جائے پناہ ۱۱۷

فصل : ۱۲

حاسد کے شر سے بچاؤ کے دس طریقے

❀ پہلا طریقہ: استعاذہ باللہ (اللہ کی پناہ چاہنا) ۱۲۱
❀ دوسرا طریقہ: اللہ کا خوف اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر عمل ۱۲۲
❀ تیسرا طریقہ: حاسد کے حاسدانہ رویے پر صبر کرنا ۱۲۳
❀ چوتھا طریقہ: توکل علی اللہ (اللہ پر بھروسہ کرنا) ۱۲۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ پانچواں طریقہ: دل کو حاسد کی فکر سے خالی رکھنا ۱۲۵
❀ چھٹا طریقہ: رضائے الٰہی کی تلاش میں مشغولیت ۱۲۷
❀ ساتواں طریقہ: گناہوں سے استغفار کرنا ۱۲۸
❀ آٹھواں طریقہ: صدقات اور نیک اعمال کا لازمی اہتمام ۱۳۰
❀ نواں طریقہ: آتش حسد کو احسان سے بجھانا ۱۳۰
❀ دسواں طریقہ: عالم اسباب نظر انداز کر کے خالق حقیقی کو نفع وضرر کا مالک سمجھنا .. ۱۳۳
❀ خلاصۂ بحث ۱۳۵

فصل : ۱۳

جن، جادو اور حسد کے متعلق چار مختلف نظریات

❀ پہلا فرقہ: اہل کلام اور مادہ پرست ۱۳۶
❀ دوسرا فرقہ: معتزلہ وغیرہ ۱۳۷
❀ تیسرا فرقہ: کاہن وغیرہ ۱۳۷
❀ چوتھا فرقہ: اہل حق کی جماعت ۱۳۸

باب : ۳

تفسیر سورۃ الناس

فصل : ۱

جس ذات سے پناہ مانگی جاتی ہے، اس کا تعارف

❀ ربّ کی تفسیر ۱۴۰
❀ مَلِك کی تفسیر ۱۴۱
❀ إِلٰه کی تفسیر ۱۴۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ قرآن کا اسلوب ۱۴۱
❀ خلاصۂ کلام ۱۴۱
❀ تینوں اسمائے الٰہی کی جامعیت ۱۴۲
❀ رَبِّ النَّاس کا مفہوم ۱۴۳
❀ مَلِكِ النَّاس کا مفہوم ۱۴۴
❀ اِلٰهِ النَّاس کا مفہوم ۱۴۴

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۲

سورۃ فلق اور سورۃ ناس کا باہم موازنہ

❀ دنیاوی شرور ۱۴۵

فصل : ۳

وسواس کیا ہیں؟

❀ لفظی اور اصطلاحی معنی ۱۴۶

فصل : ۴

خناس کی پہچان

❀ خنّاس کے معنی ۱۴۸
❀ مؤمن کا شیطان ۱۵۰

فصل : ۵

لوگوں کے دلوں میں شیطان کی وسوسہ انگیزیاں

تفسیر اَلَّذِىْ يُوَسْوِسُ فِىْ صُدُوْرِ النَّاسِ

❀ شیطانی وسوسہ ۱۵۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ شیطان کا نفوذ ۱۵۱
❀ نفوذ شیطان کے دلائل ۱۵۱
❀ وسوسہ کی اقسام ۱۵۲
❀ شیطان کا سب سے بڑا شر ۱۵۳
❀ شیطان کا طرز عمل ۱۵۴

فصل : ۶

شیطان کے دوسرے شر

❀ شرور کی اقسام ۱۵۷
❀ ① شیطان چور اور زانی ہے ۱۵۷
❀ ② شیطان گناہ کا پردہ فاش کرتا اور فتنہ برپا کرتا ہے ۱۵۷
❀ ③ تہجد سے باز رکھنا ۱۵۸
❀ ④ نیکی کے کام سے روکنا ۱۵۸
❀ ⑤ شیطان اپنی پرستش چاہتا ہے ۱۵۹
❀ ⑥ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈلوانا ۱۶۰
❀ ⑦ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھانا ۱۶۰
❀ ⑧ سیدنا یحییٰ علیہ السلام کی شہادت ۱۶۰
❀ ⑨ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں ورغلانا ۱۶۱
❀ ⑩ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کرنا ۱۶۱

فصل : ۷

شیطانی شر کی چھ بڑی اقسام

❀ ① شرک وکفر ۱۶۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ ⓶ بدعت ۱۶۲
❀ ⓷ کبائر (بڑے گناہ) ۱۶۳
❀ ⓸ صغائر (چھوٹے گناہ) ۱۶۴
❀ ⓹ مباحات ۱۶۵
❀ ⓺ افضل عمل سے باز رکھنا ۱۶۵
❀ آخری حربہ اور اوچھا وار ۱۶۷
❀ شیطان کی رسائی دل کے اندر تک نہیں ۱۶۷

فصل : ۸

جنوں اور انسانوں سے پناہ مانگنا

❀ مفسرین کا اختلاف ۱۶۸
❀ جن وانس کی بحث کا فیصلہ ۱۶۹
❀ سیاق کلام سے استدلال ۱۷۰

فصل : ۹

شیطان کے شر سے بچاؤ کے دس طریقے

❀ پہلا طریقہ: استعاذہ باللہ (اللہ کی پناہ مانگنا) ۱۷۵
❀ دوسرا طریقہ: استعاذہ بالمعوذتین (سورۃ فلق اور الناس کے ذریعے پناہ مانگنا)... ۱۷۶
❀ تیسرا طریقہ: آیۃ الکرسی کا کو اپنا ورد بنا لینا ۱۷۷
❀ چوتھا طریقہ: سورۃ بقرہ کا ورد ۱۷۷
❀ پانچواں طریقہ: سورۃ بقرہ کے خاتمہ کی آیات ۱۷۸
❀ چھٹا طریقہ: سورۃ حم المؤمن کی ابتدائی آیات ۱۷۸
❀ ساتواں طریقہ: مسنون وظیفہ ۱۷۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ آٹھواں طریقہ: ذکر الٰہی اور سیدنا یحییٰ علیہ السلام کی وصیت ١٧٩
❀ ① شرک مت کرو ١٨٠
❀ ② نماز پڑھو ١٨٠
❀ ③ روزہ رکھو ١٨٠
❀ ④ صدقہ دو ١٨١
❀ ⑤ اللہ کا ذکر کرو ١٨١
❀ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت ١٨١
❀ نواں طریقہ: غصہ ضبط کرنا ١٨٢
❀ دسواں طریقہ: فضول اور لغو سے احتراز ١٨٣
❀ پیٹ بھر کر کھانا بھی شر کا باعث ہے ١٨٥

فصل : ١٠

کثرت سے میل جول کے نقصانات

❀ میل ملاپ کے لحاظ سے لوگوں کی چار اقسام ١٨٧
❀ قسم اول: بمنزلہ غذا ١٨٧
❀ دوسری قسم: بمنزلہ ادویہ ١٨٨
❀ تیسری قسم: بمنزلہ مرض ١٨٨
❀ چوتھی قسم: بمنزلہ ہلاکت ١٨٩

باب : ۴

شیطانوں کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرنا

❀ استعاذہ کے لیے بنیادی شرط ١٩٥

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ شیطانوں سے پناہ مانگنے کے بعض مقامات ١٩٦
❀ بیت الخلاء میں داخلہ کے وقت اللہ کی پناہ طلب کرنا ١٩٦
❀ غصہ کے وقت اللہ کی پناہ طلب کرنا ١٩٧
❀ ہم بستری کے وقت شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرنا ١٩٧
❀ کسی وادی یا منزل پر اترتے وقت اللہ کی پناہ طلب کرنا ١٩٨
❀ گدھے کا ہینکنا سن کر شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرنا ٢٠٠
❀ مسجد میں داخلہ کے وقت اللہ کی پناہ طلب کرنا ٢٠٠
❀ مسجد سے نکلتے وقت اللہ کی پناہ طلب کرنا ٢٠١
❀ نماز میں شیطانی وسوسوں سے اللہ کی پناہ طلب کرنا ٢٠١
❀ قرآن کی تلاوت کے وقت اللہ کی پناہ طلب کرنا ٢٠٣
❀ بچوں کے لیے اللہ کی پناہ طلب کرنا ٢٠٤
❀ بیماری کے وقت اللہ کی پناہ طلب کرنا ٢٠٤
❀ نیند میں بے چینی اور وحشت کے وقت اللہ کی پناہ ٢٠٦
❀ برا خواب دیکھنے پر اللہ کی پناہ طلب کرنا ٢٠٦
❀ صبح وشام اور بستر پر لیٹتے وقت اللہ کی پناہ طلب کرنا ٢٠٧
❀ عقائد میں شیطانی وسوسوں سے اللہ کی پناہ طلب کرنا ٢٠٨
❀ موت کے وقت شیطانی حملہ سے اللہ کی پناہ طلب کرنا ٢٠٩
❀ صبح وشام کا مخصوص استعاذہ ٢١٠
❀ بہترین استعاذہ ٢١٠
❀ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہنا ٢١٢

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرفِ تمنا

اس معاشرے میں رہتے ہوئے ہر انسان ترقی و خوش حالی' کاروبار میں وسعت' عزت و شرف جاہ و حشمت اور بلند مقام و مرتبہ کے حصول کے لیے ہمہ تن سرگرم عمل رہتا ہے۔ وہ اس کے حصول کے لیے نہایت تندہی اور جفاکشی سے رات دن محنت کرتا ہے۔ آخر اللہ کریم اس کی کوششوں میں برکت عطاء فرماتا ہے اور وہ در مقصود جب حاصل کر لیتا ہے تو اس کے اردگرد کے اپنے اور بیگانے لوگ اس سے حسد و بغض کرنے لگتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ شخص تو کمین ہے' کل ہمارے ٹکڑوں پر پلتا تھا آج چوہدری بن کے بیٹھ گیا' کل ایک سو روپیہ کے لیے مارا مارا پھرتا تھا آج ہر طرف سے نوٹوں میں گھرا ہوا ہے۔ یہ تو اس کا حق دار' اہل اور اس رتبہ و مرتبہ کے لائق نہیں' یہ تو ہمارا حق ہے' ہم ایک عرصہ سے اس میدان میں عمریں کھپا رہے ہیں اور ابھی تک وہیں کے وہیں کھڑے ہیں کہ جہاں سے چلے تھے۔ یہ کل آیا اور آج ہم سے آگے نکل گیا ہے۔ نہ اس کا خاندانی رتبہ ہے اور معاشرتی مقام' لیکن یہ کمین اور کم درجہ نیچ ذات کا آدمی ہے کہ آج دولت مند بنا بیٹھا ہے۔

اس کے بعد وہ یہ خواہش کرتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح ان سے یہ دولتیں' یہ رتبے یہ مقام' یہ عزت و وقار' یہ رعب داب' یہ شرافت و کرامت چھن جائے اور یہ سب کچھ ہمیں مل جائے۔ وہ ان لوگوں پر رشک نہیں کرتے کہ یا اللہ جس طرح تو نے اپنے ان نیک بندوں کو اپنی رحمتوں سے نوازا ہے' ہمیں بھی ایسے ہی نواز دے۔

اب وہ ان باعزت لوگوں کے خلاف ہر جائز و ناجائز حربہ اختیار کرتے ہیں' سیاسی اثر و رسوخ استعمال کرتے ہیں۔ معاشرتی اونچ نیچ اور جوڑ توڑ کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ ہر طرف سے ناکامی کے بعد جادوگروں اور عاملوں کے پاس جاتے ہیں۔ یوں وہ شریر جنات و شیاطین کو ان کے پیچھے لگاتے ہیں' تاکہ وہ تباہ و برباد ہو جائے۔ بیماریوں میں مبتلا ہو کر مر مٹ جائے' اس کا کاروبار تباہ اور خاندان تتر بتر ہو جائے۔ گھر میں لڑائی جھگڑا ہو' ایکسیڈنٹ ہو' یا کسی کا دماغ الٹ جائے یا وہ پاگل ہو جائے وغیرہ وغیرہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے ہی لوگ اپنے فریق مخالف کو حسد اور جادو کے علاوہ نظر بد سے بھی ہلاک کر چھوڑتے ہیں' اللہ کریم نے اپنے آخری نبی ﷺ کے ذریعہ ان کی ہلاکتوں سے بچنے کا طریقہ ہمیں بتا دیا ہے۔ قرآن حکیم کی دو سورتوں کو ان حاسدوں کے جادو' نظر بد اور دوسری تباہ کن چالوں سے بچنے کا ذریعہ و کنجی بنا دیا ہے۔ اسلام نے ان ہلاکتوں سے بچنے کا حل آج سے چودہ سو سال قبل ہی تجویز کر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ پر جب جادو کیا گیا اور آپ پر جادو کے اثرات بد ظاہر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے جادو اور حاسدوں کے برے اثرات کو زائل کرنے کے لیے ان سورتوں کو نازل کر دیا۔ قرآن اور احادیث رسول کی روشنی میں یہ کتاب ہر مؤمن کے لیے ایک دفاعی ہتھیار کی حیثیت اختیار کر گئی ہے۔ قیام پاکستان سے قبل اس کو اردو میں مولانا عبدالرحیم پشاوریؒ نے ڈھالا لیکن ترجمہ کی زبان بہت دقیق اور اصطلاحاتی تھی' جو عام قاری کے لیے بہت مشکل تھی۔ اس کو سہل سے سہل اور عام فہم بنانے میں میرے ساتھ مولانا مطیع اللہ ابوالفردوس اور محترم مشہور ادیب اور نوائے وقت و ندائے ملت کے ہر دلعزیز قلم کار جناب محسن فارانی صاحب نے خاص طور پر تعاون کیا۔ بلکہ اس کا حق ادا کر دیا۔ اللہ کریم ان کے علم و عمل میں برکت عطاء فرمائے۔ تحقیق و تخریج بھائی نصیر احمد کاشف نے کی اور مزید مفید اضافے فٹ نوٹ کی شکل میں بندہ ناچیز نے کر دیے ہیں۔ اس کے علاوہ کتاب کے آخر پر میں نے ''شیطانوں کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرنا'' کے نام سے باب چہارم کا اضافہ بھی کر دیا۔ محترم مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ نے اس کو آخری نظر دیکھا اور اس کی تقدیم بھی لکھی۔ بقیۃ السلف محترم المقام جناب ارشاد الحق اثری صاحب کے خیالات بہت پہلے سے موجود ہیں' جن کو ہم نے کتاب میں پیش لفظ کی شکل میں شامل کر دیا ہے۔

دارالابلاغ کے سٹیج سے پہلی دفعہ یہ کتاب اس تحقیقی و اضافی اہتمام کے ساتھ منظر عام پر آئی ہے۔ فللہ الحمد

اللہ کریم سے دعاء ہے کہ وہ پڑھنے والوں کو عمل کی توفیق دے اور اس کتاب پر کام کرنے والوں کی محنت کو قبول کر کے آخرت میں حصہ دے اور بندہ ناچیز کے والد کو بھی کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ آمین ثم آمین۔

خادمِ کتاب و سنت

محمد طاہر نقاش

۲۹ اپریل ۲۰۰۵ء لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

نادر علمی تحفہ ہے

ہر کسی نے اپنی اپنی قسمت کے مطابق اس زندہ و جاوید کتاب قرآن مجید کی خدمت کرنے کی سعی جمیل کی ہے۔ اسی سلسلہ مروارید کی سنہری کڑی حافظ الحدیث، مجتہد و فقیہ اور مفسر قرآن امام ابن القیم رحمہ اللہ بھی ہیں۔ انہوں نے قرآن حکیم کی کئی ایک آیات بینات کی شرح و بسط کے ساتھ تفسیر کی ہے اور کئی ایک اسرار و رموز قرآن کو صفحہ قرطاس پر منتقل کیا ہے۔ امام ابن القیم رحمہ اللہ اہل علم کے ہاں محتاج تعارف نہیں:

شذرات الذھب ۶/۱۶۸ کے مطابق ابن القیم اپنے وقت کے مجتہد مطلق، مفسر، نحوی، اصولی متکلم اور مفسر تھے۔ زیر نظر کتاب ان کی لکھی ہوئی معوذتین کی تفسیر ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے ان سورتوں کا شان نزول، خواص، منصب رسالت، استعاذہ اور اس کی اقسام شر، اس کے اسباب اور اس کا مبتداء و منتہیٰ شر کی اقسام، مسئلہ تقدیر کا راز، میدان قیامت، تقابل ایمان و کفر، سحر، واقعہ سحر النبی ﷺ، اس کے بارے میں صحابہ کرام اور سلف صالحین رحمہم اللہ اجمعین کا مذہب، حسد، اس کے اثرات، نظر بد، حسد کے مراتب، حاسدین کے شر کا دفعیہ اور اسباب وغیرھا جیسے بے شمار عنوانات پر جامع ترین تبصرہ کیا ہے اور ان عنوانات پر جو بحث امام ابن القیمؒ نے سپرد قرطاس کی ہے اتنی جامع تفسیر شاید ہی کہیں اور ہو۔ بہر کیف یہ کتاب اہل علم اور عامۃ الناس کے لیے ایک نادر علمی تحفہ اور علم و عرفان کی گتھیوں کو سلجھانے والا عظیم شاہکار ہے اسے ہر گھر، ہر مکتب، ہر مدرسہ، ہر سکول و کالج، یونیورسٹی و اکیڈمی، وغیرہ کی زینت ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے مؤلف، محقق، ناشر اور قارئین سب کو جزائے خیر عطاء فرمائے اور قرآن مقدس کے کی آیات نورانیہ کو سمجھنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ابوالحسن مبشر احمد ربانی عفی اللہ عنہ

۲۹ اپریل ۲۰۰۵ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

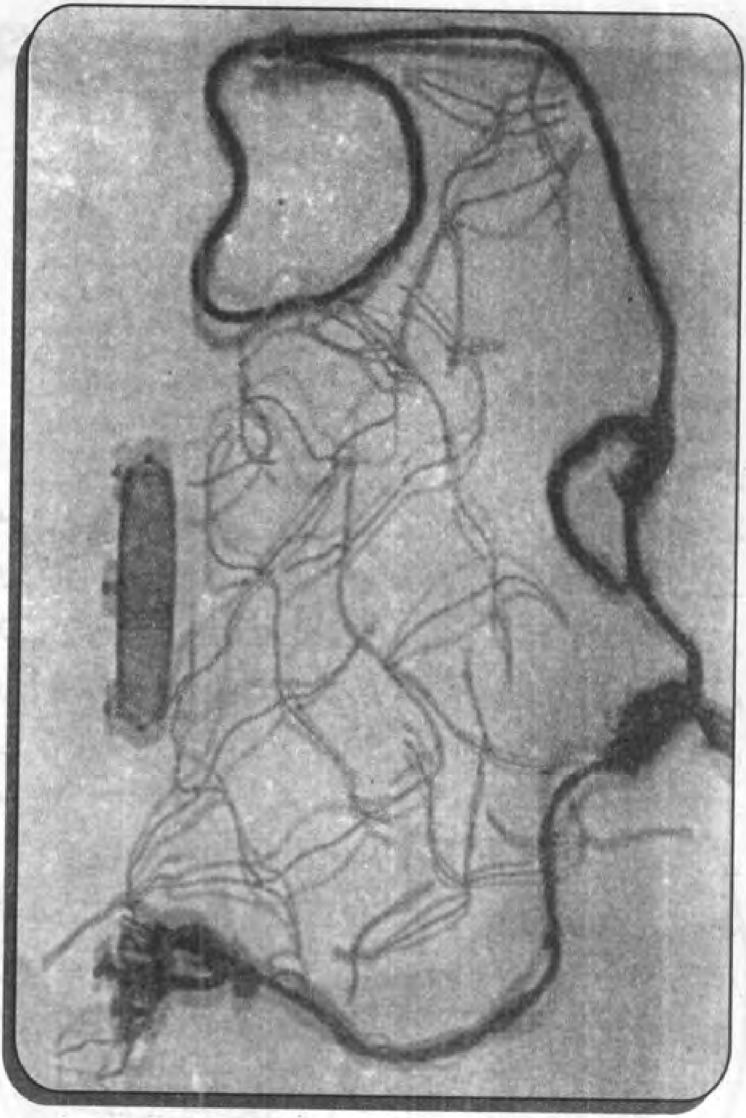

اللہ تعالیٰ نے فرمایا﴿ومن شر النفاثات فی العقد﴾ اور گرہوں میں پھونکیں مارنے والیوں (جادو گروں کے شر سے اللہ کی پناہ) تصویر میں بھی ایک ایسا ہی تعویز نظر آ رہا ہے کہ جس میں ڈوری کو گرہیں لگا کر فریق مخالف پر جادو کیا گیا ہے۔ یہ طریقہ کار جادوگر مخالفین کو تباہ و برباد کرنے کے لئے اختیار کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

یہ کتاب جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے' حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ کی تصنیف لطیف ''تفسیر المعوذتین'' کا اردو ترجمہ ہے۔ موضوع کتاب کے نام سے ظاہر ہے' کہ یہ قرآن پاک کی آخری دو سورتوں کی تفسیر اور اس کے متعلقہ مباحث پر مشتمل ہے۔ کتاب کی علمی حیثیت اور اس کے تعارف کے لیے امام ابن قیم رحمہ اللہ کا نام ہی کافی ہے' جو کہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے شاگرد رشید اور فیض یافتہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے شیخ کی طرح جن مباحث پر قلم اٹھاتے ہیں ان کے متعلق کوئی گوشہ تشنہ نہیں چھوڑتے۔

کتاب کا اردو ترجمہ مولانا عبدالرحیم مرحوم پشاوری رحمہ اللہ کا ہے جس میں انہوں نے جاذبیت پیدا کرنے اور عام فہم بنانے کے لیے جا بجا جلی اور ذیلی سرخیاں بھی قائم کر دی ہیں اور جہاں ضرورت محسوس ہوئی وہاں حاشیہ میں مزید وضاحت فرما دی' تاکہ ہر عام و خاص اس سے پوری طرح استفادہ کر سکے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا

خادم العلم والعلماء
ارشاد الحق اثری
رفیق ادارہ علوم اثریہ فیصل آباد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۱

تفسیر معوذتین

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ
الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ
مَا خَلَقَ وَمِنْ شَرِّ
غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ
وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ
فِی الْعُقَدِ وَمِنْ
شَرِّ حَاسِدٍ
اِذَا حَسَدَ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ
النَّاسِ مَلِكِ
النَّاسِ اِلٰہِ النَّاسِ
مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ
الْخَنَّاسِ الَّذِیْ
یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ
النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ
وَالنَّاسِ

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۱

معوذتین کی فضیلت وخواص

شانِ نزول

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''کیا تم کو وہ آیتیں معلوم نہیں جو آج کی رات نازل ہوئیں اور جن کی مثال اس سے پہلے نہیں دیکھی گئی؟ وہ آیتیں یہ ہیں: ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ (۱)

ایک دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہؓ بن عامر سے مخاطب ہوکر فرمایا: ''کیا میں تمہیں وہ کلمات بتاؤں جو ان تمام کلمات سے بہتر ہیں جن کے ذریعہ سے کبھی کسی پناہ مانگنے والے نے پناہ مانگی ہے؟'' عقبہؓ کہتے ہیں، میں نے عرض کیا: ''ہاں یا رسولؐ اللہ! ضرور فرمادیجیے۔'' آپ نے فرمایا: ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ (۲)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کے بعد معوذتین (سورہ فلق اور سورہ الناس) پڑھنے کا حکم دیا۔ (۳)

معوذتین کی فضیلت کے ایک دوسرے مقام پر بھی سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے

(۱) صحیح مسلم۔ کتاب صلاۃ المسافرین : باب فضل قراءۃ المعوذتین (حدیث ۸۱۴)

(۲) سنن نسائی۔ کتاب الاستعاذۃ : باب ماجاء فی سورتی المعوذتین (حدیث ۵۴۳۴)

(۳) سنن ترمذی۔ کتاب فضائل القرآن : باب ماجاء فی المعوذتین (حدیث ۲۹۰۳)
سنن نسائی۔ کتاب السھو۔ باب الامر بقراءۃ المعوذات بعد التسلیم (حدیث ۱۳۳۷)
سنن ابی داؤد۔ کتاب الوتر : باب فی الاستغفار (حدیث ۱۵۲۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ:

((اِتَّبَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ رَاكِبٌ فَوَضَعْتُ يَدَيَّ عَلٰى قَدَمِهِ فَقُلْتُ أَقْرِئْنِي يَارَسُولَ اللّٰهِ سُورَةَ هُودٍ وَسُورَةَ يُوسُفَ فَقَالَ لَنْ تَقْرَأَ شَيْئًا أَبْلَغَ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ (نسائی کتاب الصلوٰۃ باب الفضل فی قراءۃ المعوذتین)

''میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چلا جا رہا تھا۔ آپ اس وقت (کسی سواری پر) سوار تھے۔ میں نے اپنا ہاتھ آپ کے قدم پر رکھا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے سورہ ہود اور سورہ یوسف پڑھا دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم ہرگز کوئی ایسی چیز نہیں پڑھو گے جو اللہ کے نزدیک قل اعوذ برب الفلق اعوذ برب الناس سے زیادہ (اللہ کے قریب) پہنچانے والی ہو۔''

سیدنا عبداللہ بن حبیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اندھیری رات میں جبکہ بارش ہو رہی تھی، ہم اس لیے اپنے گھروں سے نکلے کہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز ادا کریں۔ ہم آپ کی خدمت میں پہنچے تو ارشاد ہوا' کہو' (کیا کام ہے؟): ''میں چپ رہا۔ آپ نے پھر فرمایا: ''کہو'' میں پھر بھی چپ رہا' تو آپ نے یوں ارشاد فرمایا: ''صبح و شام ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ اور معوذتین پڑھا کرو' تم ہر قسم کے شر سے محفوظ رہو گے۔''[1] (ترمذی نے اس حدیث کو حسن[2] صحیح کہا ہے)

سیدنا ابوہریرہ و ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ جنوں کے

---

(۱) سنن ابی داؤد۔ کتاب الادب : باب مایقول اذا اصبح (حدیث ۵۰۸۲)
سنن ترمذی۔ کتاب الدعوات : باب (۱۱۷) (حدیث ۳۵۷۵)
سنن نسائی۔ کتاب الاستعاذۃ : باب ماجاء فی سورتی المعوذتین (حدیث ۵۴۳۱)

(۲) ترمذی کی اصطلاح میں حسن اس حدیث کو کہتے ہیں جس کا سلسلہ روایت ایک ہی راوی کی روایت تک محدود نہ ہو بلکہ اس مضمون کو مختلف راویوں نے روایت کیا ہو' برخلاف اس کے جب کسی حدیث کا مضمون ایک ہی راوی سے مروی ہو تو اس کو حدیث غریب کہتے ہیں۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شر سے اور آدمیوں کی نظر بد سے پناہ مانگا کرتے تھے' لیکن جب معوذتین نازل ہوئیں تو آپؐ نے انہی کا پڑھنا اپنا معمول بنا لیا اور دوسری تمام دعاؤں کو چھوڑ دیا۔''(۱)

معوذتین کے خواص

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ فرماتے تو ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ اور معوذتین کو پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونکتے تھے' اس کے بعد اپنے منہ پر اور اپنے جسم کے تمام حصوں پر جہاں تک آپ کا دست مبارک پہنچ سکتا تھا پھیر لیتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپؐ بیمار ہوئے تو آپؐ نے مجھ کو ایسا کرنے کا حکم دیا۔(۲)

میں کہتا ہوں (حافظ ابن القیم رحمہ اللہ کا قول ہے) کہ یونسؒ نے بروایت زہری سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مذکورہ حدیث کا آخری حصہ اسی طرح نقل کیا ہے لیکن امام مالکؒ نے بروایت زہریؒ اس طرح نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تھے تب بھی معوذتین پڑھ کر اپنے اوپر دم کرتے تھے' لیکن جب آپ سخت بیمار ہوئے تو میں آپؐ کی طرف سے یہ سورتیں پڑھ کر خود آپؐ کے دست مبارک پر پھونک کر اس کو آپ کے جسم پر پھیر دیا کرتی تھی' جس سے میرا مقصد برکت حاصل کرنا تھا۔''(۳) معمر نے بھی زہری سے اسی طرح روایت کی ہے۔(۴)

---

(۱) سنن ترمذی۔ کتاب الطب : باب ماجاء فی الرقیۃ بالمعوذتین (حدیث ۲۰۵۸)
سنن نسائی۔ کتاب الاستعاذۃ : باب الاستعاذۃ من عین الجان (حدیث ۵۴۹۶)
سنن ابن ماجہ۔ کتاب الطب : باب من استرقی من العین (حدیث ۳۵۱۱)

(۲) صحیح بخاری۔ کتاب الطب : باب النفث فی الرقیۃ (حدیث ۵۷۴۸) و انفرد بہ

(۳) مؤطا امام مالک (۲/ ۹۴۲۔ ۹۴۳)' کتاب العین (حدیث ۱۰)
صحیح بخاری۔ کتاب فضائل القرآن : باب فضل المعوذات (حدیث ۵۰۱۶)
صحیح مسلم' کتاب السلام : باب رقیۃ المریض بالمعوذات (حدیث ۲۱۹۲)

(۴) اس میں اس بات کا ذکر نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس بارے میں کوئی حکم دیا تھا۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معمر کی یہ روایت صحیح بخاری میں ہے[1] اور یہی روایت صحیح معلوم ہوتی ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا از خود یہ فعل کیا کرتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس کا حکم نہیں دیا تھا' البتہ ایسا کرنے سے منع بھی نہیں فرمایا۔ لہٰذا اس حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دم کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ ممکن ہے کہ بعض راویوں نے اس کی روایت بالمعنی کی ہو (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصل الفاظ نہیں بلکہ ان کا مطلب بیان کیا ہو) اور راوی کا یہ خیال ہو کہ چونکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے علم سے ایسا کرتی تھیں اور آپ نے اس پر کچھ اعتراض نہیں فرمایا' اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ نے دم کروایا اور یہ بھی ممکن ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہؓ کو صرف اتنا حکم دیا ہو کہ وہ آپ کے جسم مبارک پر آپ ہی کا ہاتھ پھیر دیا کریں۔ چونکہ آپ مرض سے کمزور ہو جانے کے باعث اپنے جسم کے تمام حصوں پر اپنا ہاتھ نہیں پھیر سکتے تھے' اس لیے آپ نے سیدہ عائشہؓ کو حکم دیا کہ وہ اس بارے میں آپ کی مدد کریں۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ سیدہ عائشہؓ نے اپنا ہاتھ آپ کے جسم مبارک پر پھیرا۔[2]

مضامین کا خلاصہ

بہر حال یہاں ان دونوں سورتوں کا عظیم نفع بیان کرنا مقصود ہے اور وہ یہ کہ ہر شخص

---

(۱) صحیح بخاری۔ کتاب الطب : باب الرقی بالقرآن و المعوذات (حدیث ۵۷۳۵)
صحیح مسلم۔ (حدیث ۲۱۹۲) واللفظ للبخاری۔

(۲) ایک صحیح حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متوکلین کی بعض علامات بیان کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ وہ جھاڑ پھونک نہیں کراتے۔

صحیح بخاری۔ کتاب الطب : باب من لم یرق (حدیث ۵۷۵۲)

صحیح مسلم۔ کتاب الایمان : باب الدلیل علی دخول طوائف من المسلمین الجنة (حدیث ۲۲۰)

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً سید المتوکلین (بھروسہ کرنے والوں کے سردار) تھے اس لیے مصنف علیہ الرحمۃ اس سے آپ کو بری قرار دینا چاہتے ہیں اور ان کی اس بحث کا حاصل یہی ہے۔ مترجم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے ان کا سیکھنا لازم ہے۔ جادو، بری نظر اور ہر قسم کا شر دور کرنے کے لئے ان میں ایک عجیب وغریب تاثیر رکھی گئی ہے۔ اگر کسی آدمی کو زندگی کو برقرار رکھنے کے لیے سانس لینے اور کھانے پینے کی ضرورت ہے تو ان سورتوں کا سیکھنا اور ان کے ذریعہ سے ہر قسم کے شر سے پناہ مانگنا اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔

ان دونوں سورتوں کا مضمون استعاذہ (پناہ مانگنا) ہے، جس کے متعلق تین باتوں کا سمجھنا اور یاد رکھنا لازم ہے:

① استعاذہ: یعنی پناہ مانگنا۔

② مستعاذ بہ: یعنی بچاؤ کے لیے جس کی پناہ لی جاتی ہے۔

③ مستعاذ منہ: یعنی جس کے شر اور خطرے سے پناہ لی جائے۔

ان تینوں کی تفصیل معلوم کر لینے سے آپ پر ان سورتوں کی اہمیت واضح ہو جائے گی، اس لیے ان کی تشریح کے لیے الگ الگ بحث کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۲

استعاذہ...... پناہ مانگنا

لفظ استعاذہ کا مادہ ''ع ۔و۔ذ'' ہے جس کا مفہوم لغت میں یہ ہے کہ کوئی ایسی چیز جس کو تم پسند نہیں کرتے ہو اس سے بھاگ کر کوئی ایسی پناہ ڈھونڈو جو اس کے شر سے تم کو بچائے۔

قابل فہم مثال

ایک لڑکا چلا جا رہا ہے۔ سامنے سے کوئی دشمن اُس کو مار ڈالنے کی غرض سے تلوار میان سے کھینچ کر اس کی طرف بڑھتا ہے۔ لڑکا ڈر کر بھاگنا شروع کرتا ہے۔ راستے میں اس کو اپنا شفیق باپ دکھائی دیتا ہے' جسے دیکھتے ہی وہ اس سے چمٹ جاتا ہے اور نجات کے لیے اس کا تمام تر بھروسہ اپنے والد مہربان کی شفقت اور قوت مدافعت پر ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک مسلمان اپنے دشمن ایمان سے بھاگ کر اپنے مہربان اللہ کی پناہ ڈھونڈتا ہے۔ یہ تمام تشریح صرف سمجھانے کے لیے ہے' ورنہ اس کی حقیقت الفاظ میں بیان نہیں کی جا سکتی۔ استعاذہ کے وقت ایک مؤمن صادق کے دل پر عاجزی' التجاء اور تضرع (یعنی اپنے رب کے سامنے گڑگڑانے) کی جو خاص کیفیت طاری ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اپنے رب تبارک وتعالٰی کے سامنے محض بے اختیار سمجھتا ہے اور اس کی تمام تر نظر اللہ کی

(۱) اس کے بعد فاضل مصنف نے عوذ کے مشتقات (اس سے نکلے ہوئے الفاظ) کو بیان کردہ مفہوم میں استعمال کرنے کی تائید میں ایک حدیث بیان کی ہے' پھر اصل مادہ کے مفہوم پر بحث کرتے ہوئے اصل معنی اور مستعمل معنی میں مطابقت پیدا کرنے کی قابل قدر کوشش کی ہے جسے پورے کا پورا نقل کرنا عام قارئین کے لیے ہرگز دلچسپی کا موجب نہیں ہوگا۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدرت اور رحمت واسعہ کے کرشموں پر ہوتی ہے' یہ ایک ایسی کیفیت ہے جس کا اظہار الفاظ اور عبارتوں میں نہیں ہو سکتا بلکہ اس کا تعلق ذوق اور وجدان سے ہے۔ اسی طرح مؤمن کے دل میں اللہ تعالیٰ کی سچی محبت اور اس کے خوف و جلال اور ہیبت (رعب) کی جو کیفیت پیدا ہوتی ہے اس کو وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جن کے دل میں یہ اوصاف پیدا ہو چکے ہوں' اظہار اور بیان کا یہاں کچھ کام نہیں' جیسے ایک کمسن لڑکا بالغ ہونے کے بعد کے حالات صحیح طور پر نہیں سمجھ سکتا۔(۱)

ایک سوال

یہ ایک معلوم بات ہے کہ جہاں کلام پاک میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ ﴿قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ اس کی تعمیل ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ کہنے سے ہو گی نہ کہ ﴿قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ کہنے سے۔ لیکن کیا وجہ ہے کہ معوذتین ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ الخ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ الخ﴾ کی تعمیل کرتے ہوئے ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ کہا جاتا ہے؟(۲)

دربارِ نبوی سے جواب

یہی سوال ہو بہو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تھا جس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قِيْلَ لِيْ فَقُلْتُ مجھ سے یہی کہا گیا اور میں نے اسی طرح کہہ دیا۔'' ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: اسی لیے ہم بھی اسی طرح کہتے ہیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں

(۱) اس کے بعد علامہ نے استعاذہ اور استغفار کی لفظی تحقیق کے سلسلہ میں ان کے درمیان ایک باریک سا فرق بیان کیا ہے جس کا سمجھنا عربیت میں ماہر ہوئے بغیر دشوار ہے۔ اس لیے ہم اس لفظی بحث کو نظر انداز کرتے ہیں۔ (مترجم)

(۲) یعنی تعمیل ارشاد کرتے ہوئے بھی قُلْ کا لفظ حذف نہیں کیا جاتا' حالانکہ قرین قیاس یہ ہے کہ اس کو حذف کیا جائے۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت کیا ہے۔[۱]

سیدنا زر بن حبیش' سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہما سے اس طرح مخاطب ہوا: اے ابو منذر! آپ کے بھائی ابن مسعود رضی اللہ عنہ تو کچھ اور کہتے ہیں۔[۲] سیدنا ابیؓ بن کعب نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تھا [۳] آپؐ نے فرمایا کہ مجھ سے کہا گیا ہے قُلْ (کہو) اور میں بھی کہتا ہوں قُلْ (کہو) اس لیے ہم بھی اسی طرح کہتے ہیں جیسے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا۔[۴]

الغرض احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ بارگاہِ الٰہی سے یہی ارشاد ہوا ہے کہ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ الخ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ الخ﴾ اس لیے آپؐ نے انہی الفاظ میں تعمیل فرمائی جن الفاظ میں آپؐ پر وحی کی گئی۔ اس میں راز یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن کریم کی تبلیغ میں اپنی طرف سے کچھ بھی تبدیلی نہیں کی' بلکہ جو الفاظ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپؐ پر وحی کیے گئے مِن وعَن وہی الفاظ آپؐ نے بغیر کسی تبدیلی کے اپنی امت کو پہنچا دیے اور چونکہ وہ الفاظ جو آپؐ پر نازل ہوئے یہی تھے کہ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ اس لیے تبلیغ کا پورا حق تب ہی ادا ہو سکتا تھا جب آپؐ ہوبہو انہی الفاظ کو دہرا دیتے' چنانچہ آپؐ نے ایسا ہی کیا۔ آپؐ کے ان الفاظ سے کہ "مجھ سے کہا گیا قُلْ (کہو) اور میں نے وہی کہا" (یعنی میں نے بھی کہدیا قل (کہو) یہی مراد ہے کہ میں اپنی طرف سے ایک حرف بھی گھٹاتا اور بڑھاتا نہیں ہوں بلکہ

---

(۱) صحیح بخاری۔ کتاب التفسیر: سورة قل اعوذ برب الفلق (حدیث ۴۹۷۶)

(۲) سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول تھا کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اکرم ﷺ سے اسی طرح فرمایا ہے کہ قُلْ: تم کہو۔ اس لیے اس ارشاد کی تعمیل حرف قُلْ سے ہوگی یعنی رسول اللہ ﷺ کو اور ہم کو تعمیل ارشاد کے لیے ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ الخ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ الخ﴾ کہنا ہوگا۔

(۳) یعنی یہی شبہ ظاہر کیا تھا کہ ہمیں ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ کی بجائے ﴿أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ کہنا چاہیے۔ (مترجم)

(۴) صحیح بخاری۔ کتاب التفسیر: سورة قل اعوذ برب الناس (حدیث ۴۹۷۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو کچھ مجھ کو بارگاہِ کبریاء سے ارشاد ہوتا ہے اسی کی تعمیل و تبلیغ کرتا ہوں۔ (۱)

منصبِ رسالت

اس سے معتزلہ اور جہمیہ فرقوں کے قول کی واضح طور پر تردید ہوتی ہے جن کا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کو رسول کریم ﷺ نے اپنے الفاظ میں ادا کیا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاداتِ الٰہی کو انہی الفاظ میں ادا کیا ہے جن الفاظ کے ساتھ اُن پر وحی نازل ہوئی' یہاں تک کہ جب آپؐ سے کہا گیا: ﴿قُلْ﴾ تو آپؐ نے بھی اسی کو دوہرایا اور کہا: ﴿قُلْ﴾۔ کیونکہ آپؐ محض مبلغ اور رسولؐ تھے جن کا منصب "رسالت" کا صحیح صحیح پہنچانا ہے' یہ نہیں کہ اپنی جانب سے وحی کے الفاظ میں کسی قسم کا تصرف یعنی ردّو بدل کریں۔

---

(۱) وحی الٰہی کی بابت آپؐ کے اس مؤدبانہ طرزِ عمل کی توثیق خود قرآن نے بھی فرمائی ہے۔ جیسے کہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝﴾ (النجم: ۵۳/ ۳-۴)

"اور وہ (رسول) اپنی مرضی اور خواہش سے کوئی بات نہیں کرتا' وہ تو وہی بات کرتا ہے کہ جو اس کی طرف خالص وحی کی شکل میں نازل کی جاتی ہے۔"

وحی الٰہی کی بابت آپ کے اس انتہائی اندازِ تعظیم و تعمیل نے جہاں آپؐ کی احادیث مبارکہ کو معتبر ترین بنا دیا وہاں آپ کا یہ طرزِ عمل علماءِ امت کے لیے درسِ عبرت بھی ہے کہ وہ قرآن و حدیث کے معاملے میں بے جا تاویل کے بجائے تعمیل کو شیوہ بنائیں اور نام نہاد فقاہت و تقلید کی آڑ میں خود اپنی یا کسی فقیہ کی رائے کے ذریعہ وحی الٰہی (قرآن و حدیث) میں در اندازی سے اجتناب کریں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۳ ۞ مُسْتَعَاذٌ بِہٖ

تکلیف کے وقت کس کی پناہ مانگی جائے؟

جس کی پناہ لی جاتی ہے اُسے مستعاذ بہ کہتے ہیں اور وہ صرف اللہ تعالٰی واحدلا شریک ہے جس کی قدرت سے رات اور دن کا سلسلہ چل رہا ہے اور وہ تمام لوگوں کا پرورش کرنے والا' اُن کا بادشاہ اور معبود ہے۔ اس کے بغیر کوئی جائے پناہ نہیں۔ پناہ مانگنے والوں کو وہی پناہ دیتا ہے اور ہر ایک چیز کے شر سے جس سے وہ پناہ مانگتے ہیں ان کو بچاتا ہے۔ اللہ تعالٰی نے اپنے کلام پاک میں اس حقیقت سے اپنے بندوں کو آگاہ فرمایا ہے کہ جو کوئی اس کو چھوڑ کر کسی مخلوق سے پناہ مانگتا ہے وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا' نیز بسا اوقات اس کا یہ فعل تکبر اور سرکشی کا موجب ہوتا ہے' چنانچہ مؤمن جنوں کی زبان سے سورۃ الجن میں منقول ہے:

﴿ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝ ﴾ (الجن : ۷۲/ ۶)

''اور بے شک بنی آدم کے کچھ لوگ بعض جنوں سے پناہ مانگتے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ اس سے جنوں کی سرکشی بڑھ جاتی تھی۔''

اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں جب کسی مسافر کو بیابان کی کسی سنسان جگہ رات بسر کرنے کا اتفاق ہوتا تھا تو وہ جنوں کو اُس علاقہ پر قابض اور مختار سمجھ کر یہ الفاظ زبان پر لاتا تھا کہ: اَعُوْذُ بِسَيِّدِ هٰذَا الْوَادِيْ مِنْ شَرِّ سُفَهَاءِ قَوْمِهٖ ''میں اس وادی کے سردار کو جن اپنی جائے پناہ سمجھ کر اس کی قوم کے بدمعاشوں کی شرارت سے اس کی پناہ مانگتا ہوں۔'' اہل جاہلیت کا خیال تھا کہ ایسا کرنے سے آدمی اپنی رات امن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دامان سے بسر کر سکتا ہے اور اس کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچتا۔ اس خیال کو عام ہوتے دیکھ کر سردار جنوں کے دل میں ایک طرح کا غرور اور سرکشی پیدا ہوتی تھی اور وہ کہتے تھے کہ بنی آدم اور ہم جنوں پر یکساں حکومت کرتے ہیں۔ (۱)

اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے

ایک حدیث میں رسول کریم ﷺ سے منقول ہے کہ آپؐ فرمایا کرتے تھے:

((اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ)) (۲)

’’میں اللہ تعالیٰ کے ان کلمات کی پناہ مانگتا ہوں جو ہر طرح سے کامل ہیں۔‘‘

اہل سنت نے اس حدیث سے استدلال کر کے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام غیر مخلوق ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے یہ نہایت بعید ہے کہ وہ کسی مخلوق کی پناہ مانگیں، چنانچہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے:

((اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عَقُوْبَتِكَ)) (۳)

’’اے رب ذوالجلال والاکرام! ...... میں تیری ناراضی سے تیری رضاء مندی کی پناہ مانگتا ہوں اور تیرے عذاب کے مقابلے میں تیری بخشش اور معافی کو جائے پناہ ٹھہراتا ہوں۔‘‘

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ رضاء اور عفو کا شمار اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ میں ہے اور ان میں سے ہر ایک صفت غیر مخلوق ہے، علیٰ ہذا القیاس آپؐ کا یہ قول:

((اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ)) (۴)

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم (۱۰/ ۳۳۷۷)۔ در منثور (۸/ ۲۹۸، ۲۹۹)

(۲) صحیح بخاری۔ کتاب احادیث الانبیاء : باب (۱۰) (حدیث ۳۳۷۱)
صحیح مسلم۔ کتاب الذکر والدعاء : باب فی التعوذ من سوء القضاء (حدیث ۲۷۰۸، ۲۷۰۹)

(۳) صحیح مسلم۔ کتاب الصلاۃ : باب ما یقال فی الرکوع والسجود (حدیث ۴۸۶)

(۴) صحیح مسلم۔ کتاب السلام : باب استحباب وضع یدہ علی موضع الالم مع الدعاء (حدیث ۲۲۰۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دھوکہ بازوں، مذہبی بہروپیوں و فراڈیوں کی طرف سے تعویز تیار کر کے ان کو وسیع پیمانے پر یعنی ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں پریس سے چھپوایا جاتا ہے اور پھر عوام میں فروخت کیا جاتا ہے۔ ایسے تعویزوں کے متعلق عوام کے عقیدہ توحید سے متصادم عجیب و غریب شرکیہ عقائد وابستہ ہیں۔ زیر نظر تصویر بھی ایسے ہی تعویزوں میں سے ایک ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"میں اللہ تعالیٰ کی عزت اور اس کی قدرت کی پناہ مانگتا ہوں۔"

نیز آپؐ کی دعاء:

((اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمٰتُ))(۱)

"میں تیری ذات پاک کے چہرۂ اقدس کے نور کی پناہ مانگتا ہوں جس کے سامنے تمام تاریکیاں روشنی سے بدل جاتی ہیں۔"

الغرض جس چیز کی آپؐ نے پناہ طلب کی ہے' وہ یقیناً غیر مخلوق ہوگی' جو اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کاملہ کے سوا اور کوئی نہیں ہوسکتی۔

سورۂ فلق اور سورۂ ناس میں جن اسمائے حسنیٰ کو مستعاذ بہ بنایا گیا ہے وہ رب' ملك اور الله کے الفاظ ہیں۔ نیز ربوبیت کی اضافت فلق (صبح کی روشنی) اور ناس (لوگوں) کی طرف کی گئی ہے۔ یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سورتوں میں اپنے جو اوصاف بیان فرمائے ہیں وہ مطلوبہ استعاذہ کے ساتھ گہری مناسبت رکھتے ہوں گے کیونکہ ہم نے اپنی تصنیفات میں بار ہا اس بات کو واضح کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جب اس کے اسمائے حسنیٰ سے پکارا جائے تو ہمیشہ یہ نکتہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ مدعا اور مطلب کی مناسبت سے کوئی مناسب اسمِ پاک استعمال کیا جائے۔(۲)

رسول اللہ ﷺ نے ان سورتوں کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ کسی پناہ مانگنے والے کو ان جیسے کلمات کے ساتھ پناہ مانگنا نصیب نہیں ہوا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جن اسمائے پاک کے ساتھ ان سورتوں میں استعاذہ کیا گیا ہے (یعنی پناہ مانگی گئی ہے) ان کو حصول مطلب کے ساتھ خاص مناسبت ہے۔

---

(۱) سیرۃ ابن ھشام (۲/ ۴۲۱)۔ تاریخ الطبری (۲/ ۳۴۵)' البدایۃ والنھایۃ (۳/ ۱۳۹)

(۲) مثلاً: گناہوں کی معافی مطلوب ہو تو غفورٌ رحیم کا استعمال موزوں ہوگا۔ رزق کی فراخی کا سوال ہو تو رزّاق اور واسعٌ علیم پکارنا مناسب ہے۔ دشمن پر فتح چاہتے ہیں تو عَزِیْزٌ حَکِیْم کے اسمائے پاک کا ورد کیجیے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۴ ✿ مُسْتَعَاذٌ مِنْهُ

تکلیف کے وقت کن چیزوں سے پناہ مانگنی چاہیے؟

اقسام شر

جن چیزوں سے پناہ مانگی جاتی ہے انہیں مستعاذ منہ کہتے ہیں۔ ان میں شر کی سب قسمیں آ جاتی ہیں، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

انسان کو جو برائی پہنچتی ہے وہ دو قسم کی ہے:

(الف) ہر قسم کے گناہ جن کا انسان اپنے ارادہ اور اختیار سے ارتکاب کرتا ہے اور جن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو دنیا اور آخرت میں سزا ملتی ہے۔ شر کی یہ قسم شدید ترین ہے جو گناہ اور نافرمانیوں اور ان کے ذرائع پر مشتمل ہے اور اس سے مستقل نجات پانا نہایت دشوار ہے۔

(ب) شر کی دوسری قسم وہ ہے، جو انسان کو کسی دوسرے کی طرف سے تکلیف کی صورت میں پیش آتی ہے، چاہے وہ دوسرا مکلّف یعنی ذمہ دار ہستی ہو، جیسے انسان اور جن، یا غیر مکلّف ہو جیسے زہردار اشیاء سانپ اور بچھو وغیرہ۔ سورۂ فلق اور سورۂ ناس میں نہایت مختصر اور جامع عبارت میں شر کی ان تمام اقسام سے پناہ مانگنے کا ذکر ہے، چنانچہ سورۂ فلق میں چار چیزوں سے پناہ مانگی گئی ہے:

① وہ تمام مخلوقات جن سے شر کا صادر ہونا ممکن ہے۔

② شب تاریک کے چھا جانے سے جو شر پیدا ہوتے ہیں۔

③ گانٹھوں (گرہوں) پر پھونکنے والوں کے شر انگیز اعمال۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴ حسد کرنے والے کے حسد کے برے نتائج۔

لیکن ان چاروں کی تفصیل بیان کرنے سے پیشتر شر کے معنی اور اس کی حقیقت کا بیان کرنا لازم ہے۔

''شر'' اور اُس کی حقیقت

شر کا اطلاق دردو تکلیف اور اس کے نتائج و اثرات پر ہوتا ہے' لیکن کفروشرک' ظلم وبدعت اور ہر قسم کے گناہوں کو (اگرچہ ان میں ان کے کرنے والے کی کچھ دلچسپی بھی ہوتی ہے اور اس کے ارتکاب سے اس کو لذت حاصل ہوتی ہے۔) اس لئے شر کہا جاتا ہے کہ ایسی باتوں کے مرتکب کو دنیا یا آخرت میں انہی باتوں کے نتیجہ کے طور پر تکلیف اور عذاب پیش آتا ہے کیوں کہ کفروشرک اور اس قسم کے دیگر امور اور ان کے عواقب ونتائج کا آپس میں وہی تعلق ہے' جو کسی سبب اور اس کے مسبب (نتیجہ) کے درمیان ہوتا ہے۔ مثلاً: زہر کھانے کا نتیجہ (بشرطیکہ کوئی رکاوٹ نہ ہو) ہمیشہ ہلاکت پر منتج ہوتا ہے' ذبح کرنے اور گلا گھونٹنے کا نتیجہ موت ہوتی ہے' اور اگر آدمی آگ میں ہاتھ ڈالے تو یقیناً اس کا ہاتھ جل جائے گا۔

الغرض ہر ایک سبب کا نتیجہ اس کا مسبب ہوتا ہے' بشرطیکہ کوئی مانع (رکاوٹ) پیش نہ آجائے' یا ایک سبب کے لیے کوئی دوسرا سبب رکاوٹ نہ بن جائے' جو اس سے قوی تر ہو اور جس کا نتیجہ پہلے سبب کے نتیجہ کے برعکس ہو۔ صحت اور مرض کے موضوع پر بڑی بڑی ضخیم کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ان کا غور سے مطالعہ کرو' اسباب اور مسببات کے قانون کو جاری ونافذ پاؤ گے۔

عالم اسباب

اسی طرح روحانی امراض میں بھی یہی سبب اور مسبب کا قانون نافذ ہے اور ہر ایک گناہ کی عقوبت (برا انجام) اس کا مسبب ہے۔ گناہ بعینہٖ اسی طرح آخرت میں عذاب اور ہلاکت کا موجب ہوتے ہیں جس طرح اس دنیا میں زہر ہلاکت کا باعث ہوتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ البتہ اگر کوئی دوسرا سبب رکاوٹ بنے' یا کوئی مانع پیش آ جائے تو ان کا نتیجہ ظہور میں آنے سے رک سکتا ہے (جیسے کہ پہلے ذکر ہوا) مثلاً: قوت ایمان' بھلائیوں کی کثرت اور نیک اعمال سے انسان گناہوں اور برائیوں کی عقوبت سے بچ سکتا ہے' جیسے کہ اس دنیا میں بھی جو سبب قوی تر ہو اس کا نتیجہ ظہور میں آتا ہے۔ گویا دنیا اور آخرت میں اللہ کا قانون ایک ہے:

((وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا))

''اور تم اللہ کے قانون میں کوئی تغیر اور تبدیلی نہیں پاؤ گے۔''

ایک مثال

گناہوں اور برائیوں کے ارتکاب میں اگرچہ بظاہر لذت محسوس ہوتی ہے اور اس سے نفس کو فوری خوشی حاصل ہوتی ہے' لیکن اس کی مثال ایک لذیذ کھانے کی سی ہے جس میں زہر ملایا گیا ہو۔ بظاہر وہ نہایت مرغوب ہوتا ہے' مگر اس کا انجام کھانے والے کی ہلاکت ہے۔ گناہ بھی اس لذیذ مگر زہر آلود کھانے کی طرح عقوبت اور عذاب کے موجب ہیں۔ اور گناہ اور عذاب میں سبب اور مسبب کا تعلق ہے۔ اگر بالفرض شریعت اسلامی نے آدمی کو اس کی عقوبت اور انجام بد سے آگاہ نہ کیا ہوتا تب بھی ایک صاحبِ بصیرت انسان' تجربہ کے ذریعہ سے اور واقعات عالم پر غور کر کے اسی نتیجہ پر پہنچتا' کیوں کہ جب کبھی کسی سے کوئی نعمت چھن جاتی ہے اس کا سبب یقیناً اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی ہوتا ہے۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ ۗ وَإِذَآ أَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ۝﴾

(الرعد: ۱۳/ ۱۱)

''بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی اچھی حالت کو بری حالت سے تبدیل نہیں فرماتا جب تک وہ خود اپنے اعمال میں تبدیلی پیدا نہ کر لیں' اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل فرمانا چاہتا ہے تو پھر کوئی بھی اس کو ٹال نہیں سکتا اور نہ اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوا کوئی اور ان کے لیے کارساز ہوسکتا ہے۔''

نعمت چھن جانے کے اسباب

اللہ تعالیٰ کے کلام پاک میں جن قوموں کی ہلاکت اور ان پر نزول عذاب کا ذکر ہے، اگر کوئی سمجھ دار آدمی ان قصوں کو غور سے پڑھے تو اس کو واضح طور پر نظر آجائے گا کہ ہر قوم کی ہلاکت اور عذاب کا سبب اس کی نافرمانی تھی۔ اسی طرح اگر کوئی تاریخی واقعات یا اپنے زمانہ کے احوال پر گہری نظر ڈالے تو اس کو نظر آئے گا کہ زوال نعمت کا اصلی اور حقیقی سبب اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسولوں کی نافرمانی ہے۔ ایک شاعر نے اس مضمون کو نہایت خوبی کے ساتھ منظوم کیا ہے:

اِذَا كُنْتَ فِيْ نِعْمَةٍ فَارْعَهَا
فَاِنَّ الْمَعَاصِيَ تُزِيْلُ النِّعَمْ

''جب تم پر اللہ تعالیٰ کی نظر عنایت ہو اور تم کسی نعمت کا لطف اٹھا رہے ہو تو اس کو محفوظ رکھنے کی کوشش کرو (اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرو) کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں اس کی نعمتوں کے سلب کیے جانے کا سبب ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کی نعمت کو برقرار رکھنے کا سب سے بہتر طریقہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں شکر کو زیادتی نعمت کا باعث بتایا ہے۔[1] لیکن کیا تم جانتے ہو کہ صرف زبانی الحمد للہ کہنے سے شکر گزاری کا حق ادا ہو جاتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں، شکر کی حقیقت یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی عطاء کی ہوئی نعمتوں کو اس کی اطاعت میں صرف کرے۔

شر کا مفہوم

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ گناہ اور برائیاں دنیا اور آخرت میں برے انجام کا باعث اور

(۱) اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے: اے لوگو! ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ﴾ (ابراھیم: ۱۴/ ۷) ''اگر تم (اللہ کی نعمتوں کا) شکر ادا کرو گے تو میں اور زیادہ (رزق) دوں گا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عذاب کا سبب ہونے کے باعث "شر" کے مفہوم میں داخل ہیں۔ باقی رہا اس کا مسبب یعنی عقوبت اور عذاب' سو اس کا شر کے مفہوم میں داخل ہونا بالکل ظاہر ہے' کیوں کہ شر کی عقوبت جسمانی اور روحانی دونوں قسم کے شدید ترین عذاب پر مشتمل ہے۔ روحانی عذاب سے مراد شرمندگی کا احساس' سخت ندامت اور حسرت ہے۔

اگر ایک عقلمند شر کی نوعیت پر کماحقہ غور کرے تو یقیناً اس کے اسباب سے پرہیز کرنا وہ اپنا اول ترین فرض خیال کرے گا۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ آدمیوں کے دل پر غفلت کے پردے پڑے ہوتے ہیں۔ اگر ان کو حقیقت حال کی اطلاع ہوتی تو وہ ایسے کاموں کا ارتکاب ہرگز نہ کرتے جن کے سبب سے وہ نجات سے محروم رہیں یا دنیا اور آخرت کے درجات سے بے بہرہ ہوں۔ آخرت میں جب انکشافِ حقیقت ہوگا تو گنہگار اور مجرم چیخیں مار مار کر پکارے گا:

﴿ يٰلَيْتَنِىْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِىْ ۝ ﴾ (الفجر: ۸۹/۲۴)

"کاش! میں اپنی اس ابدی زندگی کے لیے بھی کچھ ذخیرہ کرتا۔"

﴿ يٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُ فِىْ جَنْۢبِ اللّٰهِ ۝ ﴾ (الزمر: ۵۶/۳۹)

"ہائے افسوس! میں نے اللہ تعالیٰ کے معاملے میں (اس کی آنکھوں کے سامنے رہ کر) کس قدر کوتاہی کی ہے۔"

سرورِ کونین ﷺ کا پہلا استعاذہ (۱)

چونکہ شر کا مفہوم "درد و تکلیف" اور اس کے اثرات اور نتائج تک محدود ہے' اس لیے رسول اللہ ﷺ نے جب کبھی کسی چیز سے پناہ مانگی ہے' وہ ضرور یا تو بذاتِ خود "درد

(۱) استعاذہ مذکور کے الفاظ ماثورہ یہ ہیں: اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ عَذَابِ النَّارِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ۔ (مترجم) (اے اللہ! میں عذاب قبر اور آگ کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں' اور میں زندگی اور موت کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں' اور میں مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وتکلیف'' ہوگی یا اس کا موجب۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی عادت تھی کہ عموماً ہر نماز کے آخر میں چار چیزوں سے پناہ مانگتے تھے:

1. قبر کا عذاب
2. دوزخ کا عذاب

یہ دونوں چیزیں بذات خود دردوتکلیف بلکہ اس کی شدید ترین صورت ہیں۔

3. زندگی اور موت کا فتنہ
4. مسیح دجال کا فتنہ (۱)

یہ دونوں چیزیں ''دردوتکلیف'' اور عذاب کا موجب ہیں کیونکہ کسی فتنہ کے اثر میں آ جانا عذاب کا موجب ہے۔ اس استعاذہ میں دونوں قسم کے فتنوں کا ذکر ہے: ایک زندگی کا فتنہ، جس کا عذاب بعض اوقات فوراً نازل نہیں ہوتا۔ دوسرا موت کا فتنہ، جس کا عذاب بغیر کسی مہلت کے فتنے میں مبتلا شخص پر نازل ہوتا ہے۔

ان چاروں چیزوں سے نماز کے آخر میں پناہ مانگنا نماز کی موکد ترین دعاؤں میں سے ہے، یہاں تک کہ بعض علمائے سلف اور خلف کا قول ہے کہ جو شخص اپنی نماز کے آخر میں یہ استعاذہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی ہے۔ ابن حزم رحمہ اللہ اس کو ہر تشہد میں پڑھنا لازم سمجھتے ہیں اور اس کے ترک کرنے والے پر نماز کا دوہرانا واجب خیال کرتے ہیں۔ (۲)

سرور کونین ﷺ کا دوسرا استعاذہ

اسی طرح رسول کریم ﷺ سے نماز کے آخر میں یہ استعاذہ بھی منقول ہے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّیْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ)) (۳)

---

(۱) صحیح مسلم۔ کتاب المساجد : باب ما یستعاذ منه فی الصلاۃ (حدیث ۱۳۱/ ۵۸۸)

(۲) المحلی (۲/ ۳۶۸۔ ۳۷۰)

(۳) نماز کے آخر کا ذکر مجھے کسی روایت میں معلوم نہیں ہو سکا۔ البتہ مطلق طور پر یہ دعاء صحیح بخاری۔ کتاب الدعوات : باب الاستعاذۃ من الجبن والکسل (حدیث ۶۳۶۹) میں ہے۔ واللہ اعلم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں فکر اور غم سے' بے بسی اور سستی سے' بزدلی اور بخیلی سے' قرض کے بوجھ اور لوگوں کے غلبے اور دباؤ سے''

اس استعاذہ میں رسول اللہ ﷺ نے آٹھ چیزوں سے پناہ طلب فرمائی ہے جن میں سے ہر دو آپس میں مناسبت رکھتی ہیں۔ چنانچہ غم اور فکر کا آپس میں تعلق ہے اور یہ دونوں روحانی تکلیف کی قسم سے ہیں۔ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ فکر کے معنی ہیں مستقبل میں کسی تکلیف کے پیش آنے کا خوف۔ اور غم وہ احساس ہے جو کسی گزشتہ تکلیف کا نتیجہ ہو۔

اسی طرح بے بسی اور سستی کا آپس میں تعلق ہے۔ بے بسی کسی چیز پر قدرت حاصل نہ ہونا ہے' اور سستی کے یہ معنی ہیں کہ انسان کو قدرت حاصل ہو لیکن اس کو استعمال نہ کرے۔ چونکہ ان دونوں کا نتیجہ کسی مطلوب کا ہاتھ سے نکل جانا ہوتا ہے' اس لیے ان کا شمار بھی شر کے مفہوم میں ہوتا ہے۔

بزدلی اور بخیلی کا بھی آپس میں تعلق ہے' کیونکہ اول الذکر کے یہ معنی ہیں کہ ایک شخص اپنے بدن اور اپنی قوت کو استعمال نہیں کرتا اور مؤخر الذکر کے معنی' مال کو استعمال نہ کرنا ہیں۔ یہ دونوں ایسی صفتیں ہیں جن سے پناہ مانگنا لازم ہے کیونکہ انسان کو حصول مقصد میں اکثر اوقات دلیری اور شجاعت سے کام لینا پڑتا ہے اور مال خرچ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ (لیکن بزدلی اور بخیلی اس کے منافی ہیں اور اس لیے حصول مقصد سے روکتی ہیں) اور تم جانتے ہو کہ مطلوب کے پانے میں جو لذت ہوتی ہے اس سے محروم رہ جانا کس قدر عذاب (عذاب روحانی) کا موجب ہوگا۔

علیٰ ہذا القیاس قرض کے بوجھ اور لوگوں سے مغلوب ہونے میں باہمی تعلق ہے کیونکہ یہ دونوں چیزیں حصول تکلیف کا باعث ہیں۔ آدمی اکثر قرض کا بوجھ اپنے اختیار سے سر پر لیتا ہے لیکن لوگوں سے مغلوب ہونا انسان کے اپنے بس میں نہیں۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ قرض کے بوجھ سے انسان کو جو تکلیف پیش آتی ہے اس میں قرض دینے والا حق بجانب ہوتا ہے مگر لوگوں کا غلبہ' ظلم اور ناحق ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک حدیث میں استعاذہ کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَ الْمَغْرَمِ)) (۱)

''اے اللہ! میں گناہ اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

گناہ آخرت میں تکلیف اور عذاب کا باعث ہے اور قرض سے دنیا میں تکلیف آنے کا امکان ہوتا ہے۔

ایک اور موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اس طرح استعاذہ فرمایا ہے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ مُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ)) (۲)

''اے اللہ! میں تیری رضاء مندی کی تیری ناخوشی و ناراضی سے پناہ مانگتا ہوں اور تیرے عذاب کے مقابلے میں تیرے عفو (معاف کرنے) کو جائے پناہ ٹھہراتا ہوں۔''

اللہ تعالیٰ کی ناراضی عذاب کا موجب ہے اور عذاب عین تکلیف ہے۔

الغرض **مستعاذمنہ** یعنی وہ چیز جس سے پناہ مانگی جاتی ہے' شر ہے یا کسی شر کا سبب ہوگا جیسے کہ مندرجہ بالا مثالوں سے اس کی توضیح ہوتی ہے۔

---

(۱) صحیح بخاری۔ کتاب الاذان : باب الدعاء قبل السلام (حدیث ۸۳۲)
صحیح مسلم۔ کتاب المساجد : باب ما یستعاذ منه فی الصلاة (حدیث ۵۸۹)

(۲) صحیح مسلم' کتاب الصلاة : باب ما یقال فی الرکوع و السجود (حدیث ۴۸۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۵ ۞ (مُستَعَاذٌ مِنهُ کی اقسام)

جن سے پناہ مانگی جاتی ہے، ان اشیاء کی اقسام

جس شر سے پناہ مانگی جاتی ہے وہ مستعاذ منہ کہلاتا ہے، اس کی دو قسمیں ہیں:

۱ موجود شر جس کا دور کیا جانا مطلوب ہے۔

۲ معدوم شر جس کا عدم پر باقی رہنا یعنی وجود میں نہ آنا مطلوب ہے۔

اسی طرح اس کے بالمقابل خیر کی بھی دو قسمیں ہیں:

① موجود خیر جس کی بقاء مطلوب ہے۔

② معدوم خیر جس کا وجود میں آنا مقصود ہے۔

مسنون دُعاء

اللہ تعالیٰ سے جتنی دعائیں مانگی جاتی ہیں وہ انہی چار قسموں سے متعلق ہوتی ہیں۔ ذیل کی آیت کریمہ میں اللہ کے بعض خاص بندوں کی زبان سے یہ دعاء منقول ہے جو انہی چار انواع پر مشتمل ہے:

① ﴿رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا ۝﴾ (آل عمران : ۳/ ۱۹۳)

”اے ہمارے رب! ...... ہم نے ایک منادی آواز دینے والے کو آواز دیتے ہوئے سنا کہ اپنے رب تعالیٰ پر ایمان لاؤ اس لیے ہم ایمان لائے۔ اے ہمارے رب! ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہماری برائیوں (گناہوں) کو دور کر دے۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں موجود شر کے دفع کی درخواست ہے کہ اے اللہ! ہمیں ان گناہوں سے بچالے۔ یا ان کو ہم سے دور کر دے (جیسے کہ پہلے ذکر ہوا گناہ اور معاصی شر کی ایک قسم ہیں)۔

② ﴿ وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝﴾ (آل عمران : ۳/ ۱۹۳)

اور ''اے ہمارے اللہ! ...... ہماری موت نیک لوگوں کے ساتھ ہو۔''

اس میں موجود خیر کے بقاء کی دعاء کی گئی ہے کیونکہ ایمان ایک عظیم ترین خیر ہے جو تمام بڑی بڑی نیکیوں اور برکتوں کا سرچشمہ ہے اور اعلیٰ درجات کے حصول کا موجب ہے۔

③ ﴿ رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ ۝﴾ (آل عمران : ۳/ ۱۹۴)

''اے ہمارے رب! ......ہمیں عطاء کر جو کچھ تو نے ہمارے لیے اپنے رسولوں کی معرفت وعدہ فرمایا۔''

یہ دعاء خیر معدوم کے حصول کے لیے ہے۔

④ ﴿ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۝﴾ (آل عمران : ۳/۱۹۴)

''اور ہمیں قیامت کے دن ذلیل اور شرمندہ نہ کرنا۔''

اس میں معدوم شر کے معدوم رہنے کی استدعا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آیات کے ضمن میں جو دعائیں اللہ کے مقبول بندوں کی زبانی منقول ہیں وہ مذکورہ چاروں مطالب کی جامع اور تمام اقسام خیرات پر مشتمل ہیں اور مطالب کی ترتیب نہایت عمدہ ہے' کیونکہ اس میں ان دونوں مطالب یعنی مغفرت اور بقائے ایمان کو' جن کا تعلق اس زندگی سے ہے' مقدم رکھا گیا ہے' اور اس کے بعد ان دوقسموں کا ذکر ہے جن کا حصول آخرت میں ہوگا یعنی یہ کہ جو کچھ مؤمنوں سے اللہ کے رسولوں نے وعدہ کیا اس سے وہ بہرہ ور ہوں اور روز قیامت کی شرمندگی سے محفوظ رہیں۔

رسول رحمت ﷺ اپنے خطبہ میں اکثر فرمایا کرتے تھے :

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا [1]

''ہم اپنے نفس کی برائیوں (شرور) اور بُرے اعمال سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔''

دوسرے لفظوں میں یہ معدوم شر کے ظہور میں نہ آنے کی دعاء ہے' نیز برے اعمال سے پناہ طلب کی گئی ہے' جو موجود شر کی ایک بڑی قسم ہے۔ گویا اس استعاذہ میں شر کی دونوں اقسام سے پناہ مانگنا شامل ہے۔ '' سیئات اعمال'' یعنی ''اعمال کی برائیوں'' سے بعض علماء اور شارحین حدیث کے نزدیک اعمال غیر صالح کی عقوبت (برا انجام) اور عذاب مراد ہے' جس کے لیے سیئات کا لفظ اس لیے استعمال کیا گیا ہے کہ عذاب کا وقوع اس کے حقدار کو برا معلوم ہوتا ہے۔ اس استعاذہ میں سبب اور مسبب دونوں کو مستعاذ منہ قرار دیا ہے۔ نفس کا شر سبب ہے اور عذاب اس کا مسبب۔

اعمال کی برائیاں

سیئات اعمال کی تشریح میں یہ دونوں توجیہات (یعنی برے اعمال اور برا انجام) شامل ہوسکتی ہیں اور ہر ایک کی تائید میں ایک معقول دلیل موجود ہے۔ علماء کی جس جماعت نے سیئات اعمال سے برے اعمال مراد لیے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ برے اعمال کا منشأ نفس کی پوشیدہ شرارت ہے اور موخرالذکر یعنی عذاب تمام برے اعمال کا (نتیجہ) ہے۔ گویا حدیث نبویؐ کے ان الفاظ میں نفس کی بری صفت اور اس کے نتائج بد' دونوں سے استعاذہ کیا گیا ہے کیونکہ ان دونوں سے محفوظ ہونا تمام شرور سے محفوظ رہنے کے مترادف ہے۔

دوسرے فریق کے نزدیک جن کا یہ قول ہے کہ سیئات اعمال سے مراد برے اعمال

(۱) سنن ابی داؤد۔ کتاب النکاح : باب فی خطبۃ النکاح (حدیث ۲۱۱۸)
سنن ترمذی۔ کتاب النکاح : باب ماجاء فی خطبۃ النکاح (حدیث ۱۱۰۵)
سنن نسائی۔ کتاب الجمعۃ : باب کیفیۃ الخطبۃ (حدیث ۱۴۰۵)
سنن ابن ماجہ۔ کتاب النکاح : باب خطبۃ النکاح (حدیث ۱۸۹۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی عقوبت اور عذاب ہے' ترجیح کی وجہ یہ ہے کہ بہر حال عقوبت اور عذاب شرورِ نفس کا نتیجہ ہے اور ان دونوں میں سبب اور مسبب (نتیجے) کا تعلق ہے۔ نفس کی برائیاں سبب ہیں اور عقوبت اور عذاب مسبب۔ گویا دعائے نبوی میں ہر ایک قسم کی عقوبت اور اس کے اسباب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی گئی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۶

شر کے اسباب' ان کا آغاز اور انجام

سیدنا ابوبکرؓ کا استعاذہ (پناہ مانگنا)

یہ ضروری ہے کہ شر کے لیے کوئی سبب ہو جس سے وہ پیدا ہو' نیز اس کے لیے ایک انتہاء اور انجام ہوگا۔ چنانچہ سبب کا وجود یا تو خود انسان کی ذات میں ہوگا' یا اس سے باہر کسی اور چیز میں' اور اس کی انتہاء اور انجام بھی یا تو خود اس کی ذات پر ہوگا یا کسی اور چیز پر' اس تقسیم کے مطابق شر کے چار اجزا ہوئے۔

شر کے اسباب اور انجام

یہ اجزاء اس استعاذہ میں نہایت خوبی کے ساتھ سمٹ آئے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سکھایا تھا اور صبح و شام اور سونے کے وقت اسے دوہرانے کی تاکید فرمائی تھی:

((اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَ الْاَرْضِ۔ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَةِ رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ وَ مَلِیْکَہٗ اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَ شَرِّالشَّیْطٰنِ وَ شِرْکِہٖ اَنْ اَقْتَرِفَ عَلٰی نَفْسِیْ سُوْٓءًا اَوْ اَجُرَّہٗ اِلٰی مُسْلِمٍ)) (۱)

"اے اللہ! آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے! پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے

---

(۱) سنن ابی داؤد۔ کتاب الادب : باب ما یقول اذا اصبح (حدیث ۵۰٦۷)
سنن ترمذی۔ کتاب الدعوات : باب منہ (حدیث ۳۳۹۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے ! ہر چیز کے پرورش کرنے والے اور اس کے مالک! میں اس بات کا اقرار کرتا اور گواہی دیتا ہوں کہ سوائے تیرے کوئی معبود نہیں' میں اپنے نفس کے شر اور شیطان کے شر اور اس کے میرے ساتھ اعمال میں شریک ہونے کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں' نیز اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں اپنے نفس کو ضرر و نقصان پہنچانے کے لیے کوئی برا عمل کروں' یا کسی دوسرے مسلمان کو تکلیف میں مبتلا کروں۔''

اس استعاذہ میں شر کے اصلی سبب نفس اور شیطان کا ذکر ہے' اور اس بات کا بھی ذکر ہے کہ اس کا انجام کبھی تو خود انسان کے اپنے نفس پر ہوتا ہے اور کبھی اس کے مسلمان بھائی پر۔ الغرض یہ باوجود مختصر ہونے کے ایک جامع استعاذہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۷

وہ شرور جن کا معوذتین میں ذکر ہے

اللہ کے افعال سراسر خیر ہیں

اب ہم ان شرور پر مفصل بحث کرتے ہیں جن کا ذکر سورۂ فلق اور سورۂ ناس میں ہے۔ سورۂ فلق کی آیت ہے:

﴿مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝﴾ (الفلق : ۱۱۳/۲)

''میں پناہ مانگتا ہوں ہر ایسی چیز کے شر سے جس کو اس نے پیدا کیا۔''

اس میں عام شرور کا ذکر ہے اور شر کی نسبت اس مخلوق کی طرف ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔

اللہ تعالیٰ کی کسی صفت مثلاً: خلق وغیرہ کی طرف شر کی نسبت نہیں ہو سکتی' کیونکہ اللہ تعالیٰ کی کسی صفت یا فعل میں کسی طرح کا شر نہیں۔ جس طرح اس کی ذات مقدس' ہر ایک شر کی نسبت اور اضافت سے بالاتر اور پاک ہے' اسی طرح اس کی صفات اور اس کے افعال کی تنزیہ (پاکیزگی) بھی واجب ہے۔ اور جس طرح اس کی ذات اور اس کی صفات میں کسی قسم کا عیب اور نقص نہیں' اسی طرح اس کے تمام افعال خیر محض ہیں جن میں شر کی ہرگز آمیزش نہیں۔ دنیا میں جو کچھ بھی شر پایا جاتا ہے وہ مخلوق ہی کی طرف منسوب ہے۔ اگر بفرض محال جناب کبریاء تعالیٰ کے افعال میں کسی قسم کا شر ہوتا تو ضروری تھا کہ اس شر کے لفظ سے اس کے لیے اسم صفت بنایا جاتا جیسے کہ دوسرے اسماء حسنیٰ بنے ہیں اور اس صورت میں یہ کہنا غلط ہوتا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى﴾
اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خوبصورت سے خوبصورت نام مقرر کیے گئے (یعنی اس کے سب نام احسن الاسماء ہیں)

انتسابِ شر

اللہ تعالیٰ اپنے بعض ان بندوں کو جو عقوبت اور عذاب کے مستحق ہیں' عقوبت اور عذاب دیتا ہے۔ اس سے کسی کو غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کیونکہ اس کا ایسا کرنا عین عدل و انصاف اور خیر محض ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ فعل بھی شر کی آمیزش سے مکمل طور پر پاک ہے (اگرچہ شر درد و تکلیف کا نام ہے) کیونکہ اس کا شر ہونا انہی مستحقین عقوبت کے حق میں ہے اور بس۔ الغرض شر کا وجود اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور اس کے افعال سے بالکل الگ اور علیحدہ اس کی مخلوقات اور مفعولات میں پایا جاتا ہے اور اسی لحاظ سے اس کو خالق خیر و شر کہہ سکتے اور کہتے ہیں۔

یہ ایک باریک بینی والا مسئلہ ہے' اس لیے اس مقام پر دو باتوں کا ملحوظ رکھنا نہایت ضروری ہے:

① یہ کہ جو چیز بذات خود شر ہے یا شر پر مشتمل ہے' وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور افعال سے الگ کوئی مفعول اور مخلوق چیز ہو گی' اللہ تعالیٰ کی صفت یا اس کا فعل ہرگز نہیں ہوگا۔

② یہ کہ اس کا شر ہونا ایک امرِ اضافی ہو گا' یعنی جب اللہ تعالیٰ کی طرف اس کو منسوب کیا جائے تو وہ سراسر خیر نظر آئے گا' البتہ کسی مخلوق کی طرف اسکی نسبت کی جائے تو وہ شر کی صورت میں ظاہر ہو سکتا ہے۔

شر ایک اضافی امر ہے!

ذہن نشین رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر فعل (خواہ مخلوق کے حق میں کتنا ہی بڑا شر ہو) کسی دوررس حکمت پر مبنی ہوتا ہے' جس کو سمجھنے سے اکثر کی عقل رسا قاصر رہتی ہے' اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے عموماً ایسے موقعوں پر یہ مجمل ایمان کافی ہوتا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ﴾ (لقمان: ۳۱/ ۲۶)

''بے شک اللہ تعالیٰ بے نیاز اور بہت سراہا گیا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کی ان دونوں صفتوں کا قائل ہونا اس کی طرف کسی شر کو منسوب کرنے کے منافی ہے کیونکہ جو کوئی شر کا فاعل ہوتا ہو اس کا فعل یا تو اس کے حاجت مند ہونے کا نتیجہ ہوتا ہے یا اس کے ناقص اور عیب دار ہونے کی وجہ سے اس سے اس قسم کا فعل ظہور میں آتا ہے لیکن جس ذات مقدس کی صفت الغنی الحمید (بے پروا اور لائقِ حمد) ہے اس سے کسی ایسے فعل کا صادر ہونا ناممکن ہے۔

اس تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ شر ہر حالت میں ایک امر اضافی ہوتا ہے۔ اور اگر اسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر کے دیکھا جائے تو وہ خیر محض ہے۔ یہ ایک ایسا نکتہ ہے جس کا یاد رکھنا آپ کے لیے معرفت رب تعالیٰ کا ایک دروازہ کھول دے گا' اس کی محبت کی جانب تمہاری رہنمائی کرے گا اور تمہارے دل سے وہ شبہات دور ہوجائیں گے جن میں پڑ کر اکثر لوگوں کی عقل چکر کھا جاتی ہے۔ اس بحث کو ہم نے کتاب تحفہ مکیہ اور الفتح القدسی میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس کی توضیح کے لیے چند مزید مثالیں پڑھ لیں۔

اضافی امر کی تمثیلات

ایک شخص چوری کرتا ہے' اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے' یا اس کو سخت قید کی سزا دی جاتی ہے۔ حاکم کا یہ فعل اس چور کے حق میں شر ہے لیکن عام لوگوں کے حق میں اور اس کی اپنی ذات کی حد تک خیر محض ہے' کیونکہ لوگوں کے مال کو بدمعاشوں کی دست درازی سے محفوظ رکھنے کی یہ ایک مؤثر تدبیر ہے اور عامۃ الناس کے ساتھ ایک بڑی نیکی ہے' اس لیے حاکم کا یہ فعل عقلمندوں کے نزدیک ہزار شاباش کا مستحق ٹھہرے گا اور ہر ایسا حکم جو بدمعاشوں اور اچکوں کو کیفر کردار (برے انجام) تک پہنچائے' لوگوں میں نہایت پسند کیا جائے گا۔

اسی طرح جو شخص لوگوں کی جان اور آبرو پر حملہ کرتا ہے اس کو مناسب سزا دینا ہر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح سے اچھا اور قابل تعریف ہے۔

اب آپ خود سمجھ لیں کہ لوگوں کے جان و مال اور آبرو پر حملہ کرنے والے کو سزا دینا معیوب نہیں بلکہ اچھا ہے' جس کے جرم کے نتائج اسی دنیاوی زندگی تک محدود رہتے ہیں۔ تو کیا وہ شخص یا اشخاص عقوبت اور عذاب کے مستحق نہیں ہیں جو لوگوں کی روحانی زندگی کو تلف کرنا چاہتے ہیں جس کے نتائج دور رس ہیں اور جس کا اثر انسان کی ابدی زندگی پر پڑتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جو ہدایت اپنے رسولوں کی معرفت لوگوں کی اصلاح کے لیے بھیجی ہے اور جس سے دونوں جہانوں کی سعادت و کامیابی حاصل ہوتی ہے' وہ لوگ اس سے لوگوں کو روکتے ہیں:

﴿ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۝﴾

(الاعراف : ۷/ ۴۵)

''جو لوگ اللہ کے راستے سے روکتے ہیں اور اسے ٹیڑھا کرنا چاہتے ہیں۔''

کیا ایسے موذی انسان کو اس کے کیفر کردار تک پہنچانا خیر محض اور خالص عدل نہیں ہوگا' چاہے ایسا کرنا خود اس موذی انسان کے حق میں کتنا ہی بڑا شر ہو؟

مسئلۂ تقدیر کا راز

اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لو جس سے مسئلۂ تقدیر کا راز بھی کھل سکتا ہے اور تمہیں اللہ تعالیٰ کی معرفت میں بصیرت بھی حاصل ہو سکتی ہے' اور وہ یہ کہ اللہ اپنے بندوں کے حال پر بہرحال مہربان ہے' البتہ جیسے وہ مہربان اور محسن ہے اسی طرح وہ حکیم اور عادل بھی ہے' اس کی حکمت' اس کی رحمت کے منافی نہیں' وہ اپنی صفت رحمت اور احسان کا مناسب جگہ پر جلوہ دکھاتا ہے اور عدل و انتقام کی صفت کا بھی موزوں جگہ پر اظہار فرماتا ہے:

﴿ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝﴾ (النمل : ۱۶/ ۱۰۰)

''وہ غالب ہے (جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے) اور حکیم ہے (اس کا ہر فعل حکمت پر مبنی ہوتا ہے)۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے اس کے تمام افعال خیر محض (یعنی بھلائی ہی بھلائی) ہیں اور یہ اس کی حکمت کے برخلاف ہوگا اگر وہ عقوبت اور غضب کے بجائے رحمت اور رضاء کی صفت کو ظاہر کرے یا رحمت کی جگہ غضب کا اظہار فرمائے۔ جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ سب امور اللہ تعالیٰ کے حق میں برابر اور حکمت سے خالی ہیں اور اس کے افعال میں محض مشیت کار فرما ہے، سبب اور مسبب کے قانون اور حکمت بالغہ (یعنی دور رس حکمت) کی کرشمہ آرائیوں کو اس میں کچھ بھی دخل نہیں، تو ایسے لوگوں کے دلوں پر ایک گہرا حجاب ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے۔

اللہ کی حکمتِ بالغہ

اگر آپ قرآن کریم کو شروع سے آخر تک غور کے ساتھ پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ کلام پاک میں سبب اور مسبب کے اٹل قانون پر کس قدر زور دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے افعال میں حکمت بالغہ (دور رس حکمت) کے جلوہ گر ہونے پر انسان کو کہاں تک توجہ دلائی گئی ہے۔ کلام مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ ۝ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ۝﴾

(القلم: ۶۸/ ۳۵-۳۶)

"کیا یہ ممکن ہے کہ ہم اپنے مطیع فرمان بندوں کے ساتھ مجرموں کا سا سلوک کریں؟ تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ تم کیسا حکم صادر کر رہے ہو!"

دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۝﴾

(الجاثیہ: ۴۵/ ۲۱)

"کیا وہ لوگ جو برائیاں کر رہے ہیں یہ غلط خیال رکھتے ہیں کہ ہم ان سے ان لوگوں کا سا سلوک کریں گے جو ایمان لائے اور جنھوں نے نیکیاں کی ہیں، ان کی زندگی اور ان کی موت برابر ہوگی؟ (اگر ان کا یہ خیال ہے تو) وہ نہایت ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برا حکم صادر کر رہے ہیں۔"

اس قسم کی بیسیوں آیتیں کلام پاک میں موجود ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے اس گمان کو سختی کے ساتھ رد فرمایا ہے کہ وہ اپنے نیکوکار اور بداعمال بندوں کے ساتھ ایک جیسا سلوک کرے گا! اس طریق استدلال سے واضح ہوتا ہے کہ انسان کی فطرت میں یہ حقیقت نقش ہے اور عقل سلیم کا یہی فتویٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قانون حکمت کا یہ تقاضا ہرگز نہیں کہ فرماں بردار اور نافرمان کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکا جائے۔ تمام بنی نوع انسان کی عقلوں میں فطرتاً یہ بات مرکوز ہے کہ رحمت اور احسان کی جگہ عقوبت اور عذاب سے کام لینا نہایت برا ہے' اور اگر کوئی ایسا کرے تو اس کے اس فعل کو سخت قابل اعتراض سمجھا جائے گا۔ اسی طرح عقوبت اور انتقام کے مناسب موقعوں پر رحمت اور احسان کا استعمال فطرتاً نہایت برا معلوم ہوتا ہے۔

حکمتِ بالغہ کا مشاہدہ

ایک شخص لوگوں کے جان و مال پر ناحق دست درازی کرتا ہے اور ان کی آبروریزی میں کوتاہی نہیں کرتا۔ لیکن ایک دوسرا شخص ہے جو اس قسم کے آدمی کے ساتھ اہانت اور تحقیر کا سلوک کرنے کی بجائے نہایت تعظیم اور احترام سے پیش آتا ہے اور اس کے ساتھ احسان کرنے میں دریغ نہیں کرتا' تو کیا کوئی سلیم الفطرت انسان اس کے اس فعل کو اچھا سمجھ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہر شخص اس بیجا احسان کرنے والے کو نہایت برا خیال کرے گا اور اس کے اس فعل کو یقیناً برا سمجھا جائے گا۔ یہی اللہ تعالیٰ کی فطرت ہے جس پر اس نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ اس کے باوجود عقل والوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عدل و انتقام کے افعال میں اس کی حکمت بالغہ کا مشاہدہ نہیں کر سکتے؟ کسی شاعر نے کیا اچھا فرمایا ہے:

نِعَمُ اللّٰهِ لَا تُعَابُ وَلٰكِنْ رُبَّمَا اسْتُقْبِحَتْ عَلٰى اَقْوَامِ

یعنی "اللہ تعالیٰ کی نعمتیں عیب سے پاک ہیں لیکن بعض لوگوں پر ان کا نزول برا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوتا ہے۔"

اللہ کا انتباہ

الغرض وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے کسی طرح مستحق نہیں جو دوسرے لوگوں کو اس کی راہِ ہدایت پر چلنے سے روکتے ہیں اور اس کی رضاء مندی کے مخالف امور میں کوشاں رہتے ہیں۔ جن امور سے وہ ناخوش ہوتا ہے اس کو وہ پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں اور جن باتوں میں اس کی رضاء مندی ہو ان سے غفلت برتتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کی کچھ بھی پروا نہیں کرتے لیکن اغیار کو خوش کرنے کے لیے ایڑی چوٹی تک کا زور لگاتے ہیں۔ الغرض وہ ہر ایک بات میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے فرمان کی عین ضد پر عمل کرتے ہیں۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں ان سے وہ دشمنی رکھتے ہیں' اور جن کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں سے عداوت ہے ان سے انہیں محبت ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے کلام مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيرًا ۝ ﴾ (الفرقان : ۲۵/ ۵۵)

"کافر انسان ہمیشہ اپنے رب تعالیٰ کی مخالفت میں کوشاں رہتا ہے۔"

اور دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ ۗ أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۚ بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا ۝ ﴾ (الكهف : ۱۸/ ۵۰)

"اس قصہ کو یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو' تو تعمیل فرمان کے لیے سب نے سجدہ کیا' مگر ایک شیطان نے نہ کیا۔ وہ جنوں کی قوم سے تھا' پس اس نے اپنے رب تعالیٰ کے حکم سے بغاوت کی۔ کیا پھر تم مجھ کو چھوڑ کر اس کو اور اس کی اولاد کو اپنا دوست سمجھتے ہو؟ حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔ ظالموں کے لیے (جو مستحق عداوت کو دوست بنا کر ظلم کا ارتکاب کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ رشتہ جوڑتے ہیں) نہایت ہی برا بدلہ ہے۔"

اس خطاب میں انتہائی درجہ کی تنبیہ ہے۔ آیت کریمہ کے شروع میں یہ بتایا گیا ہے کہ میں نے شیطان لعین کو تمہارے باپ کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا جس سے اس نے سرکشی کی۔ اس پر میں نے اس کو اپنی بارگاہ کبریائی سے مردود فرما کر لعین (یعنی لعنتی) کا خطاب دیا اور تمہارے باپ کیلئے سجدہ سے انکار کرنے کی وجہ سے اس کو اپنا دشمن ٹھہرایا۔ لیکن تم ہو کہ اسی لعنتی کو اپنا دوست سمجھ رہے ہو اور اس کی خاطر مجھ کو چھوڑ رہے ہو !!! کیا یہ عظیم ترین ظلم نہیں؟ اور جب قیامت کے دن انکشاف حقیقت ہو گا تو کیا تم اپنے کیے پر سخت شرمندہ اور پشیمان نہیں ہو گے!!؟

میدان قیامت میں دیدار الٰہی

یقیناً قیامت کے دن لوگوں سے یہ کہا جائے گا: کیا عدل و انصاف کا یہ تقاضا نہیں کہ تم میں سے ہر شخص کو اس کا رفیق بنا دیا جائے جس کو اس نے دنیا میں خود اپنے لیے رفیق منتخب کیا تھا؟ اس طرح اولیاء الشیطان (شیطان کے ساتھی) تو شیطان کی جماعت میں شریک ہو کر دوزخ کو چلے جائیں گے' مگر اولیاء الرحمٰن (رحمٰن کے ساتھی) کسی دوسرے کے پیچھے چلنے سے انکار کریں گے کیونکہ انہوں نے دنیا میں بھی دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر ایک اللہ کی فرماں برداری اختیار کی تھی۔

حدیث میں ہے کہ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ ان کے سامنے جلوہ فرما ہو کر ان سے اس طرح مخاطب ہو کر یوں مکالمہ کرے گا۔

اللہ تعالیٰ: "تم بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ کیوں نہیں چلے گئے؟"

نیک لوگ: "دنیا میں جب ہمیں ان کے ساتھ ربط و ضبط رکھنے کی سخت ضرورت تھی ہم نے صرف اللہ کی رضاء و خوشنودی کی خاطر ان کو چھوڑ دیا تھا' تو بھلا اب آخرت میں ہم کیوں ان کے پیچھے جانے لگے؟ ہم تو اپنے رب تعالیٰ کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتظار کر رہے ہیں۔'' (وہ جہاں ہم کو بھیجے گا ہم وہیں خوش ہیں)

اللہ تعالیٰ: ''کیا تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان پہچان کے لیے کوئی خاص علامت بھی ہے؟

نیک لوگ: ہاں! اس کی کوئی مثال نہیں ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ ایسی کیفیت کے ساتھ جلوہ فرما ہوگا کہ ان کا کوئی شک باقی نہیں رہے گا اور اس حالت میں وہ سب سربسجود ہوں گے...... الخ۔[1]

اس دن اللہ کے ساتھ سچی محبت رکھنے والوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور کافروں اور مشرکوں کو اس بات کا عین الیقین حاصل ہوگا۔

﴿ إِنْ أَوْلِيَآؤُهُۥٓ إِلَّا ٱلْمُتَّقُونَ ۝ ﴾ (الانفال : ۸/ ۳۴)

''اللہ کے دوست وہی ہوتے ہیں جو تقویٰ سے آراستہ ہوں۔''

(۱) صحیح بخاری۔ کتاب الرقاق : باب الصراط جسر جھنم (حدیث ۶۵۷۳، ۶۵۷۴ و اطرافھما)

صحیح مسلم۔ کتاب الایمان : باب معرفه طریق الرؤیة ...... (حدیث ۱۸۳، ۱۸۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۸

زبانِ رسالت سے اللہ کی پاکیزگی اور شان کے تذکرے

ذات باری تعالیٰ

بعض عارفوں نے اللہ تعالیٰ کے شر سے پاک ہونے کو اس طرح بیان کیا ہے کہ اَلشَّرُّ لَا یُتَقَرَّبُ بِهٖ اِلَیْكَ (یااللہ! شر کے ذریعہ کوئی شخص تیرا قرب حاصل نہیں کر سکتا) کسی اور عارف نے اس کے تقدس کا ان لفظوں میں اظہار کیا ہے کہ اَلشَّرُّ لَا یَصْعَدُ اِلَیْكَ (شر کو تیری طرف یعنی چڑھائی یا رسائی نہیں ہے) اپنی بساط کے موافق ہر ایک نے اس کی تنزیہ (پاکیزگی) بیان کرنے کی کوشش کی ہے' لیکن' رسول مکرم ﷺ نے جن الفاظ میں جناب کبریائے تعالیٰ کی تنزیہ و تقدیس بیان فرمائی ہے' وہ ان تمام عبارتوں سے اعلیٰ وارفع ہے۔

حدیث نبوی

رسول مکرم ﷺ اکثر فرمایا کرتے تھے:

((لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ وَالْخَیْرُ کُلُّهٗ فِیْ یَدَیْكَ وَالشَّرُّ لَیْسَ اِلَیْكَ)) (۱)

''یہ بندۂ نیاز مند تیری خدمت میں حاضر ہے' اس کو اعتراف ہے کہ تمام بھلائیاں تیرے ہاتھ میں ہیں اور شر کو تیری طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا؟''

شر کی نسبت

حدیث کے الفاظ میں اس بات کی وضاحت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات' اس کی

(۱) صحیح مسلم۔ کتاب صلاۃ المسافرین : باب صلاۃ النبی ﷺ و دعائه باللیل (حدیث ۱۷۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفات اور اس کے افعال شر کی آمیزش سے پاک ہیں اور کسی صورت میں شر کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا' گو اس کی مخلوقات میں شر کا وجود پایا جاتا ہے جو کلی طور پر انہیں کی طرف منسوب ہے۔(۱)

چنانچہ سورہ فلق کی آیت ﴿مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾ میں بھی اس بات کی وضاحت موجود ہے۔ آپ نے قرآن کریم کے طرز پر بہت غور کیا ہوگا جس سے صاف نظر آ جاتا ہے کہ اس کی دو صورتیں ہیں :

پہلی صورت

کلام پاک میں شر کی نسبت کبھی تو اس کے سبب کی طرف ہوتی ہے اور جس کی ذات سے شر کو قیام حاصل ہے اسی کی طرف اس کو منسوب کیا جاتا ہے مثلاً:

﴿وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝﴾ (البقرہ : ۲/ ۲۵۴)

''اور کافر ہی تو ظلم کرنے والے ہیں۔''

﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝﴾ (المائدہ : ۵/ ۱۰۸)

''جو قوم کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر اڑی ہوئی ہے' اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت نہیں بخشتا۔''

یہودیوں کا حال بیان فرما کر ارشاد ہوتا ہے :

﴿ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۝﴾ (الانعام : ۶/ ۱۴۶)

''یہ عقوبت ہم نے ان پر ان کے ظلم کی وجہ سے نازل فرمائی۔''

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ۝﴾ (الزخرف : ۴۳/ ۷۶)

---

(۱) اس سلسلے میں کسی شاعر نے یوں نکتہ آفرینی کی ہے ۔

کہتے ہیں جس کو ''بشر''
ہے ''شر'' دو بٹا تین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ہم نے ان پر ہرگز ظلم نہیں کیا' بلکہ وہ خود ہی ظلم کرنے والے تھے۔''

یہ چند آیات صرف نمونے کے طور پر لکھی گئی ہیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ تمام قرآن کریم اس مضمون سے بھرا ہوا ہے۔

دوسری صورت

ایک اور صورت یہ ہے کہ شر کی نسبت کسی کی طرف بھی نہ ہو' بلکہ مجہول کے صیغہ سے اس کو بیان کیا جاتا ہے۔ مثلاً: یہ آیت جس میں مؤمن جنوں کا قول منقول ہے:

﴿وَّ اَنَّا لَا نَدْرِیْۤ اَشَرٌّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝﴾

(الجن : ۷۲/ ۱۰)

''اور ہم یہ نہیں جانتے کہ یہ کوئی شر ہے جس کا اہل زمین کو پہنچانا مقصود ہے یا ان کے رب تعالیٰ نے ان کو ہدایت دینے کا قصد فرمایا ہے۔''

یہاں ہدایت کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے لیکن شر کی نسبت کو مجہول رکھا گیا ہے۔اس سے ملتا جلتا انداز بیان سورۂ فاتحہ میں بھی ہے کہ انعام واکرام کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا گیا ہے لیکن غضب کا اشارہ مجہول ہے

﴿صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۙ۬ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ ۝﴾

(الفاتحه :۱/ ۶)

''(اے اللہ ہمیں) ان لوگوں کا رستہ دکھا کہ جن پر تو نے انعام کیا نہ کہ ان لوگوں کا کہ جن پر غضب کیا گیا۔''

سیدنا خضر علیہ السلام کا قول

اسی طرح سیدنا خضر علیہ السلام کے قصہ میں خضر علیہ السلام نے اپنے افعال کی اہمیت بتاتے ہوئے جہاں کشتی کے توڑنے کا ذکر کیا ہے' اس کو اپنی طرف منسوب کیا ہے:

﴿فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِیْبَهَا ۝﴾ (الکهف : ۱۸/ ۷۹)

''میں نے یہ چاہا کہ اس کو عیب لگا دوں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن یتیموں کی دیوار کی اصلاح کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنزَهُمَا ۝﴾

(الکہف: ۱۸/ ۸۲)

''اس لیے تمہارے رب نے ارادہ فرمایا کہ وہ دونوں یتیم اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ کر اپنا خزانہ نکال لیں۔''

اللہ تعالیٰ تزئین ایمانی کے متعلق فرماتے ہیں:

﴿ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ ۝﴾

(الحجرات: ۴۹/ ۷)

''لیکن اللہ تعالیٰ ہی نے تمہارے دلوں میں ایمان کی محبت ڈال دی اور اس کو تمہارے دلوں میں زینت دی۔''

جبکہ دوسری جگہ نفسانی خواہشات کی تزئین کے متعلق فرمایا:

﴿ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ ۝﴾ (آل عمران: ۳/ ۱۴)

''لوگوں کے دلوں میں خواہشات نفسانی کو زینت دی گئی ہے۔''

اول الذکر آیت میں زینت کا فاعل اللہ ہے کیونکہ یہ تزئین سراسر خیر ہے' لیکن دوسری آیت میں فعل مجہول استعمال کیا گیا ہے کیونکہ یہ تزئین شر پر مشتمل ہے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا قول

سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اپنے رب جلیل کی صفات عالیہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

﴿ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ۝ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ۝ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ۝ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ۝ وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ۝﴾ (الشعراء: ۲۶/ ۷۸ تا ۸۲)

''وہ (اللہ) جس نے مجھ کو پیدا کیا اور وہی مجھ کو ہدایت دے گا۔ وہی (اللہ) ہے جو مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفاء دیتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ وہی (اللہ) ہے جو مجھ کو موت دے گا اور پھر مجھ کو زندہ کرے گا۔ وہی (اللہ) ہے جس سے میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے گناہوں کو بخش دے گا۔"

اس میں جو خیر وکمال کو ظاہر کرنے والے افعال ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیے گئے ہیں لیکن نقص وعیب کی باتیں' مثلاً: مرض اور گناہ' ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی طرف منسوب کی ہیں' اس لیے نبی کریم ﷺ فرماتے تھے: وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ۔ (شر کو تجھ سے منسوب نہیں کیا جا سکتا۔)

اس قسم کی مثالیں کلام مجید میں بکثرت پائی جاتی ہیں جن کو ہم نے "الفوائد المکیۃ" میں تفصیل سے بیان کیا ہے اور یہ نکتہ بھی لکھا ہے کہ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتَابَ (صیغہ معروف) اور اَلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ (صیغہ مجہول) کا باہمی فرق بھی اسی اصول پر مبنی ہے کہ فعل معروف مدح یا تعریف کے مقام پر استعمال ہوا ہے اور فعل مجہول ذم یا برائی کی جگہ ارشاد ہوا ہے۔

اسی طرح ایک مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

﴿ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ﴾ (الفاطر: ۳۵/ ۳۲)

"پھر اپنے چنے ہوئے بندوں کو ہم نے کتاب کا وارث بنایا۔"

اس کے مقابل دوسری جگہ فرمایا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ﴾

(الشوریٰ: ۴۲/ ۱۴)

"بے شک وہ لوگ جن کو ان کے بعد کتاب کا وارث بنایا گیا' ایک گہرے شک میں پڑے ہیں۔"

بہر حال علم میں جہاں کہیں بھی خیر وکمال ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہے۔ اس کے برعکس شر اور نقصان کی نسبت سے اس کی ذات' اس کی صفات اور اس کے افعال پاک اور بالاتر ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ وَمِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ

''کہو!...... میں صبح کے اجالے کے مالک (اللہ) کی پناہ مانگتا ہوں' ہر قسم کے شر سے جو کسی مخلوق میں پایا جائے' اور شب تاریک کے شر سے (میں پناہ مانگتا ہوں) جبکہ وہ چھا جاتی ہے' اور گانٹھوں (گرہوں) پر پھونکنے والی جماعتوں (جادوگروں) کے شر سے (میں پناہ مانگتا ہوں)' اور حاسد کے شر سے (میں پناہ مانگتا ہوں) جب کہ وہ حسد کرتا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۱ ۞ شر کی پہلی قسم

ہر طرح کی مخلوق کے شر سے پناہ مانگنا

ہر قسم کا شر جو کسی مخلوق میں پایا جاتا ہے مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ کے مفہوم میں داخل ہے۔

مَاخَلَقَ سے مراد

ما خلق یا ''کسی مخلوق'' کا مفہوم انسان' جن' جملہ حیوانات' حشرات الارض' آندھی' بجلی' طوفان' زلزلہ سیلاب وغیرہ اور دیگر تمام آفات سماوی اور ارضی پر محیط ہے۔ اگرچہ اس لفظ کو عام طور پر تین معنوں میں لیا گیا ہے' پھر بھی اس کا عموم اپنے مضاف یعنی متعلقہ لفظ ''شر'' کے ساتھ مقید یعنی محدود ہے' اور یہ عموم مطلق نہیں' جس کے یہ معنی ہوں کہ ہر ایک چیز میں شر پایا جاتا ہے' بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں ہر شر سے پناہ مانگتا ہوں جو کسی مخلوق میں پایا جاتا ہے۔ بالفاظ دیگر عموم پہلے لفظ ''شر'' میں مطلق ہے' یعنی ''ہر قسم کا شر'' اور دوسرے لفظ ''ماخلق'' میں مقید یعنی ''کوئی مخلوق'' جس میں شر پایا جاتا ہے۔ ہر مخلوق اس سے مراد نہیں' کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ ہر مخلوق میں شر کا وجود ہو۔ چنانچہ جنت ایک مقام ہے جس میں شر کا مطلق وجود نہیں۔ اسی طرح ملائکہ اور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا وجود خیر محض ہے اور انہیں کی بدولت دنیا میں ہر قسم کی خیر و برکت پھیلی ہے۔

الغرض مِنْ شَرِّ مَاخَلَقَ کی عمومیت کے لحاظ سے اس میں ہر مخلوق کا شر' جو دنیا اور آخرت میں پائی جاتی ہے' شامل ہے' حتیٰ کہ شیاطین (یعنی انسانوں اور جنوں میں سے شیاطین) کا شر' درندوں اور پرندوں کا شر' جڑی بوٹی کا شر' آندھی اور طوفان کا شر' بجلی اور زلزلے کا شر' اور تمام ارضی و سماوی آفات و بلیات کا شر' اس کے مفہوم میں داخل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفر میں اللہ کریم سے پناہ طلب کرنا

صحیح مسلم میں ایک روایت ہے کہ جو شخص کسی مقام پر اتر کر یہ الفاظ کہے:

((اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ))(۱)

"میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کی پناہ ڈھونڈ کر ہر مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔"

تو اس کو کوچ کرنے کے وقت تک کسی قسم کا ضرر نہیں پہنچے گا۔(۲)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر میں ہوتے تھے اور رات پڑ جاتی تھی تو یہ الفاظ فرماتے:

((يَا اَرْضُ رَبِّيْ وَرَبُّكِ اللّٰهُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا فِيْكِ وَ شَرِّ مَا خُلِقَ فِيْكِ وَ شَرِّ مَا يَدِبُّ عَلَيْكِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ اَسَدٍ وَّ اَسْوَدٍ وَمِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَمِنْ سَاكِنِ الْبَلَدِ وَمِنْ شَرِّ وَالِدٍ وَمَا وَلَدَ))(۳)

"اے زمین! تیرا رب اور میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں تیرے شر سے اور اس چیز کے شر سے جو تجھ میں ہے اور اس چیز کے شر سے جو تجھ میں پیدا کی گئی ہے اور اس چیز کے شر سے جو تیرے اوپر رینگتی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں شیر اور اژدہے سے' سانپ اور بچھو سے' شہر کے باشندوں کے شر سے اور والد اور مولود کے شر سے۔"

ایک دوسری حدیث میں استعاذہ کے الفاظ اس طرح ہیں:

---

(۱) یہ استعاذہ اہل جاہلیت کے اس استعاذہ کا کہ جب مشرک لوگ کسی جنگل یا وادی میں پڑاؤ ڈالتے' اور رات یا دن کا کچھ حصہ وہاں گزارنا چاہتے' یا سونا چاہتے تو بلند آواز سے یوں پکارتے: نَعُوْذُ بِسَيِّدِ هٰذَا الْوَادِيْ مِنْ شَرِّ سُفَهَاءِ قَوْمِهٖ " (ہم اس وادی کے سردار (جن) کی پناہ چاہتے ہیں' اس کی قوم کے شر پسندوں کے شر سے) کا مؤحدانہ جواب اور اس کا نعم البدل ہے۔ (مترجم)

(۲) صحیح مسلم۔ کتاب الذکر والدعاء : باب فی التعوذ من سوء القضاء (حدیث ۲۷۰۸)

(۳) سنن ابی داؤد۔ کتاب الجهاد : باب مایقول الرجل اذا نزل المنزل (حدیث ۲۶۰۳) و اسنادہ ضعیف۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِىْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ وَمِنْ شَرِّ مَا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَمِنْ شَرِّ مَاذَرَأَ فِى الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ شَرِّفِتَنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ شَرِّكُلِّ طَارِقٍ اِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَارَحْمٰنُ))[1]

''میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کی پناہ مانگتا ہوں، جس کے حکم کے دائرہ سے کوئی نیک اور بد باہر نہیں، ہر قسم کے شر سے جو کسی مخلوق میں پایا جاتا ہے جس کو اس نے پیدا کیا اور پھیلایا۔ اور اس چیز کے شر سے جو آسمان سے اترتی اور اس میں چڑھتی ہے۔ اور اس چیز کے شر سے جس کو اس نے زمین میں پھیلا دیا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے۔ اور دن اور رات کے فتنوں کے شر سے اور ہر رات کے وقت آنے والے کے شر سے، سوائے اس رات کے آنے والے کے جو خیر لے کر آتا ہے۔ یا رحمٰن! (اے بڑے مہربان اللہ)

(۱) مسند احمد (۳/ ۴۱۹) اسناده ضعیف و فی مؤطا امام مالك (۲/ ۹۵۰۔ ۹۵۱)۔ کتاب الشعر وهذا ایضاً معضل۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۲ ⊛ شر کی دوسری قسم!

اندھیری رات کے شر سے پناہ طلب کرنا

اس سورۃ کی دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے ''غاسق'' سے اپناہ مانگنے کی یوں تعلیم دی ہے:

﴿ وَمِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝﴾ (الفلق : ۱۱۳/ ۳)

''اور میں پناہ مانگتا ہوں شب تاریک کے شر سے' جبکہ وہ چھا جاتی ہے۔''

یہاں عموم کے بعد تخصیص ہے۔

''غاسق'' کے معنی

اکثر مفسرین کا قول ہے کہ غاسق کے معنی ''شب تاریک'' ہیں۔ اور بقول ابن عباس رضی اللہ عنہ اس کا اشتقاق غَسَقٌ سے ہے(۱) جس کے معنی ہیں رات کی تاریکی' جیسے کہ اس آیت میں ہے:

﴿ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوۡكِ الشَّمۡسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیۡلِ ۝﴾ (بنی اسرائیل : ۱۷/ ۷۸)

''نماز قائم رکھ سورج کے ڈھلنے کے وقت سے رات کی تاریکی تک۔''

حسن اور مجاہد اور مقاتل رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی اپنی عبارتوں میں لفظ مذکور کی تقریباً یہی تشریح کی ہے(۲)

رات کی خنکی بھی ''غاسق'' ہے؟

بعض کے نزدیک ''غسق'' کے معنی ٹھنڈک اور خنکی کے ہیں اور چونکہ رات کو عموماً

(۱)' (۲) تفسیر در منثور (۸/ ٦٨٩' ٦٩٠) تفسیر ابن کثیر (۴/ ٦١١)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خنکی ہوتی ہے' اس لیے اس کو غسق کہتے ہیں۔ اس کا شاہد غساق کا لفظ ہے جو بقول ابن عباس و مجاہد و مقاتل رحمہم اللہ تعالیٰ زمہریر (سخت سردی) کے لیے بولتے ہیں۔ لیکن ان دونوں اقوال میں کوئی تضاد نہیں کیونکہ رات کے وقت تاریکی اور خنکی دونوں پائی جاتی ہیں اور دونوں اقوال کے مطابق وجہ تسمیہ مختلف ہونے کے باوجود مسمیٰ ایک ہے' یعنی یہ کہ غاسق سے مراد رات ہے' تاہم آیت کے مناسب تاریکی کے معنی ہیں کیونکہ اکثر فسادات رات میں تاریکی کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں' نہ کہ اس کی خنکی کی وجہ سے' اس لیے استعاذہ کے مناسب حال غاسق کے معنی شب تاریک کے ہیں۔ نیز مستعاذ بہ کو رب الفلق (روشنی صبح کا مالک خدا) کہا گیا ہے اور اس لحاظ سے بھی غاسق کے معنی شب تاریک ہو تو اس سے مستعاذبہ (جس کی پناہ مانگی جائے) اور مستعاذمنہ (جس سے پناہ مانگی جائے) میں کامل مناسبت پیدا ہو جاتی ہے۔

''غاسق'' سے مراد چاند بھی ہے؟

رسول مکرم ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ پکڑ کر انہیں چاند کی طرف متوجہ کیا اور فرمایا کہ اس کے شر سے پناہ مانگو کیونکہ یہی غاسق ہے۔[1] کہا جاتا ہے کہ چونکہ یہ ایک مرفوع روایت ہے اس لیے تمام دوسرے اقوال پر اس کو ترجیح دینا لازم ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تفسیر بے شک درست ہے' لیکن یہ پہلی تفسیر کے مخالف نہیں بلکہ اس کے موافق اور اس کی تائید کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً ۝﴾ (بنی اسرائیل: ۱۷/ ۱۲)

''ہم نے دن اور رات کو اپنی قدرت کی دو نشانیاں بنایا۔ پھر رات کی نشانی کو ہم نے مٹا دیا اور دن کی نشانی کو ہم نے روشن بنا دیا۔''

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ چاند رات کی نشانی ہے' اس لئے رات اور چاند

(۱) سنن ترمذی۔ کتاب تفسیر القرآن: باب و من سورة المعوذتین (حدیث ۳۳۶۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مفہوم میں تلازم ہے یعنی دونوں کا مفہوم آپس میں لازم و ملزوم ہے' اس لیے دونوں پر غاسق کا اطلاق ہوسکتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کا کسی ایک معنی کی تخصیص کرنا اس بات سے روکتا نہیں کہ دوسرے معنی بھی مراد ہوں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ سے کسی صحابی نے یہ دریافت کیا: ﴿ لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى ﴾ (التوبہ : ۹/ ۱۰۸) وہ مسجد جس کی بنیاد تقوی پر رکھی گئی' سے کونسی مسجد مراد ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مراد میری مسجد ہے۔[۱] اب اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آیت کریمہ میں اس سے مسجد قبا مراد نہ ہو بلکہ ﴿ لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى ﴾ کے عام مفہوم کے لحاظ سے اس میں دونوں مسجدیں شامل ہیں۔

یا جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی' سیدہ فاطمہ اور حسنین رضی اللہ عنہم کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ''اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔''[۲] اب اس کے یہ معنی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج اس کے مفہوم سے خارج ہیں بلکہ دراصل آیت کا نزول ازواج مطہرات ہی کے لیے تھا جیسے کہ سیاق و سباق سے واضح ہے۔

اس کی توضیح ایک اور مثال سے ہوسکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ))[۳]

''پہلوان وہ شخص نہیں جو لوگوں کو پچھاڑتا پھرے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو ضبط میں رکھے۔''

اب اس کے یہ معنی نہیں کہ جو شخص دوسروں کو پچھاڑتا ہے وہ پہلوان نہیں' بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ جو شخص غصہ کے وقت اپنے آپ کو ضبط میں رکھ سکتا ہے' وہ کہیں بڑا

---

(۱) صحيح مسلم۔ كتاب الحج : باب بيان المسجد الذى اسس على التقوى (حديث ۱۳۹۸)

(۲) سنن ترمذی۔ كتاب تفسير القرآن : باب و من سورة الاحزاب (حديث ۳۲۰۵)

(۳) صحيح بخاری۔ كتاب الادب : باب الحذر من الغضب (حديث ۶۱۱۴)

صحيح مسلم۔ كتاب البر والصلة : باب فضل من يملك نفسه عند الغضب (حديث ۲۶۰۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اصل پہلوان ہے۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ کا چاند کی طرف اشارہ کر کے یہ فرمانا کہ ھٰذَا ھُوَالْغَاسِقُ ''یہی وہ غاسق ہے۔'' یہ معنی نہیں رکھتا کہ شب تاریک میں غاسق کا مفہوم نہیں بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ چاند بھی غاسق کے مفہوم میں داخل ہے۔

''اِذَا وَقَبَ'' کے معنی

یہ قول ضعیف ہے کہ غاسق سے مراد چاند کا خسوف یعنی گرہن کی حالت ہے اور ''اذا وقب'' کے یہ معنی ہیں کہ جب اس کو گرہن لگ جائے۔ یہ سلف میں سے کسی کا قول نہیں۔ ترمذی کی حدیث میں اس بات کا کچھ ذکر نہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے چاند کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ھٰذَا ھُوَالْغَاسِقُ تو اس وقت وہ خسوف یا گرہن کی حالت میں تھا۔ اگر وہ خسوف زدہ ہوتا تو راوی پر لازم تھا کہ وہ اس حالت کی وضاحت کرتا۔ علاوہ ازیں لغت سے اس کی تائید نہیں ہوتی' کیونکہ وقوب کہیں بھی چاند گرہن کے معنی میں استعمال نہیں ہوا بلکہ وقوب کے معنی دخول کے ہیں لہٰذا وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَاوَقَبَ کا معنی ہوگا ''اور رات کے شر سے جب وہ داخل ہو۔''

بعض مفسرین کا قول ہے کہ ﴿غَاسِقٍ اِذَاوَقَبَ﴾ کے معنی ہیں ثریا نامی ستارے جبکہ وہ غروب ہونے لگیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ثریا (پروین) یا خوشۂ آسمان کا جب طلوع ہوتا ہے تو بیماریوں اور آفتوں کا نزول ہوتا ہے۔ اگر ان لوگوں کی مراد اپنے قول سے یہ ہے کہ غاسق کا لفظ اپنے عموم کے لحاظ سے پروین کی اس حالت خاص کو بھی ظاہر کرتا ہے تب تو اس میں کچھ حرج نہیں' اور ممکن ہے کہ ایسا ہو' لیکن اگر ان کا خیال یہ ہے کہ غاسق کا مفہوم انہی کے بیان کردہ معنوں تک محدود ہے تو یہ قطعاً غلط بات ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۳

رات اور چاند کے شر سے پناہ مانگنے کی حقیقت

رات کی تاریکی میں شیاطین کا غلبہ

شب تاریک اور چاند کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم اس لیے ہوا ہے کہ رات کے آغاز پر شریر اور خبیث روحیں (شیاطین و جن) پھیل جاتی ہیں اور شیطان جا بجا پھرنے لگتے ہیں' چنانچہ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ "سورج کے غروب ہونے تک جا بجا شیطان پھرنے لگتے ہیں۔"(۱) اور اسی لیے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "غروب شمس کے بعد اپنے بچوں کو باہر نہ جانے دو اور چوپایوں کو گھر میں باندھ رکھو' جب تک کہ عشاء نہ ٹل جائے۔"(۲) ایک اور حدیث میں ہے کہ "اللہ تعالیٰ (اس وقت میں) اپنے ارادہ کے موافق اپنی مخلوق کو پھیلاتا ہے۔"(۳)

رات تاریکی کا وقت ہے اور اس میں انسانوں اور جنوں میں شیاطین کو وہ غلبہ حاصل ہوسکتا ہے' جو دن کے وقت سورج کی روشنی میں حاصل نہیں ہوسکتا۔ دن' روشنی کا وقت ہے اور شیطان کو اس سے نفرت ہے۔ وہ تاریکی کو زیادہ پسند کرتا ہے اور اس حالت میں سیاہ کار اور تاریک عمل والے پر اس کو زیادہ تسلط حاصل ہوتا ہے۔

(۱) صحیح بخاری۔ کتاب بدء الخلق : باب صفة ابلیس و جنوده (حدیث ۳۲۸۰)
صحیح مسلم۔ کتاب الاشربة : باب استحباب تخمیر الاناء (حدیث ۲۰۱۲)

(۲) صحیح مسلم۔ کتاب الاشربة : باب استحباب تخمیر الاناء (حدیث ۲۰۱۳)

(۳) مسند احمد۔ (۳/ ۳۰۶)۔ صحیح ابن حبان (۵۵۱۷)۔ واللفظ لهما و سنن ابی داؤد۔ (۵۱۰۴) مختصراً

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وحی الٰہی اور دن کی روشنی

کہتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب (مدعی نبوت) سے کسی نے دریافت کیا کہ تم پر کس طرح اور کن اوقات میں القاء (خیالات کا نزول) ہوتا ہے؟ اس نے جواب میں کہا کہ جب گھپ اندھیرا ہوتا ہے تو مجھ پر القاء ہوتا ہے۔ پھر اس نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: مجھ پر دن کی روشنی میں وحی آتی ہے۔ اس سے اس نے رسول اللہ ﷺ کی سچائی اور اول الذکر کے جھوٹا ہونے پر استدلال کیا۔ اسی طرح جادو کا اثر بھی رات کو زیادہ ہوتا ہے اور جادو کے جو عمل رات کے وقت کیے جاتے ہیں' عام طور پر مشہور ہے کہ ان کا اثر قوی تر ہوتا ہے۔ اور جس طرح تاریک گھر اور تاریک جگہیں شیطان کا مسکن اور اس کی جولان گاہ بنی رہتی ہیں اسی طرح جو دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے منور نہیں ہوتے وہ بھی شیطان کے اثر کو زیادہ قبول کرتے ہیں اور وہ ان کے اندر آسانی سے گھس جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۴

ربّ الفلق سے پناہ مانگنے کے اسرار

نور اور ظلمت

اس سے آپ کو یہ بھی معلوم ہو گیا ہو گا کہ رَبِّ الْفَلَقِ (صبح کا مالک اللہ) کی ترکیب استعمال کرنا کہاں تک موزوں اور مناسب ہے۔ صبح کی روشنی سے نور کی بادشاہت کا آغاز ہوتا ہے۔ اس کے ظہور پر تاریکی کا لشکر شکست کھا جاتا ہے اور رات کی تاریکی میں شرور پھیلانے والوں کی جمعیت تتر بتر ہو جاتی ہے۔ اور زہردار رینگنے والے اپنے بلوں میں گھس کر نظروں سے غائب ہو جاتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم فرمایا ہے کہ روشنی کے مالک ''اللہ'' کی پناہ مانگیں جو ظلمت کی شکست کا باعث ہے۔

ایمان و کفر کا تقابل

اللہ تعالیٰ نے جابجا اپنے کلام پاک میں اس بات کا ذکر فرمایا ہے کہ وہ اپنے بندوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے اور کافروں کو تاریکی میں بھٹکتا ہوا چھوڑ دیتا ہے:

﴿ اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؕ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ﴾

(البقرہ : ۲/ ۲۵۷)

''اللہ تعالیٰ مومنوں کا دوست ہے، وہ ان کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے۔ لیکن کافروں کے دوست شیطان ہیں جو ان کو روشنی سے نکال کر تاریکی کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف رہنمائی کرتے ہیں۔"

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿ أَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَٰهُ وَجَعَلْنَا لَهُۥ نُورًا يَمْشِى بِهِۦ فِى ٱلنَّاسِ كَمَن مَّثَلُهُۥ فِى ٱلظُّلُمَٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ۚ ﴾ (الانعام: ۶/ ۱۲۲)

"وہ شخص جو پہلے مردہ تھا' پھر ہم نے اس کو زندہ کیا اور اس کے لیے روشنی بنائی جو تاریکیوں میں اس کے لیے مشعل راہ کا کام دیتی ہے' کیا وہ اس شخص کے برابر ہے جو تاریکیوں میں مبتلا ہے جن سے نکلنے کی راہ اس کو نہیں سوجھتی؟"

اسی طرح کافروں کے لیے مثال بیان فرمائی ہے:

﴿ أَوْ كَظُلُمَٰتٍ فِى بَحْرٍ لُّجِّىٍّ يَغْشَىٰهُ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِۦ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِۦ سَحَابٌ ۚ ظُلُمَٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ إِذَآ أَخْرَجَ يَدَهُۥ لَمْ يَكَدْ يَرَىٰهَا ۗ وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ ٱللَّهُ لَهُۥ نُورًا فَمَا لَهُۥ مِن نُّورٍ ﴾ (النور: ۲۴/ ۴۰)

"ان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی سمندر کی طوفانی لہروں میں تاریکیوں کے اندر گھرا ہو' تہ بہ تہ لہروں کے اوپر بادلوں کی بھی ایک تہ ہو جس سے اندھیرے کی بھی تہیں بن گئی ہوں۔ اپنا ہاتھ نکالنے پر اس کو وہ ہاتھ تک دکھائی نہیں دیتا۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ نے نور نہیں دیا وہ نور سے یکسر محروم رہے گا۔"

اس آیت سے پہلے کی آیت میں مؤمنوں کی مثال حسب ذیل بیان فرمائی ہے:

﴿ مَثَلُ نُورِهِۦ كَمِشْكَوٰةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ ۖ ٱلْمِصْبَاحُ فِى زُجَاجَةٍ ۖ ٱلزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّىٌّ يُوقَدُ مِن شَجَرَةٍ مُّبَٰرَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِىٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۚ نُّورٌ عَلَىٰ نُورٍ ۗ يَهْدِى ٱللَّهُ لِنُورِهِۦ مَن يَشَآءُ ﴾ (النور: ۲۴/ ۳۵)

"اس کے نور کی مثال ایک طاقچے کی ہے جس میں ایک چراغ رکھا ہوا ہے' وہ چراغ ایک فانوس کے اندر ہے۔ فانوس گویا موتی کی طرح چمکتا ہوا ستارہ ہے۔ وہ چراغ ایک مبارک درخت زیتون کے تیل سے جلایا جاتا ہے جو نہ شرقی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ غربی۔ قریب ہے کہ اس کا تیل آگ کے ساتھ چھو جانے سے بھی پہلے بھڑک اٹھے۔ اوپر تلے روشنی ہی روشنی ہے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنے نور کی طرف ہدایت فرماتا ہے۔''

الغرض ایمان ایک نور ہے جس کا رخ نور کی طرف ہے۔ اس کا ٹھکانا مؤمن کا دل ہے جو چراغ کی طرح روشن ہے اور ایمان والوں کا ربط وضبط' ارواح طیبہ اور ملائکہ علیہم السلام کے نورانی وجودوں کے ساتھ رہتا ہے۔ اس کے برخلاف کفر اور شرک ایک تاریکی ہے جس کا انجام تاریکی کی طرف ہے اور اس کا ٹھکانا کافروں کے پُر ظلمت دل ہیں اور اہل کفر کا میل جول ارواح خبیثہ اور شیاطین کی تاریک ہستیوں کے ساتھ ہے۔ اس لیے سورۂ فلق میں شب تاریک کے شر سے صبح کے مالک اللہ کی پناہ مانگی گئی ہے۔ اور اس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کلام نبی کریم ﷺ کے صدق رسالت کی ایک بین دلیل ہے اور وہ شیاطین کے لائے ہوئے کلام کے عین متضاد ہے۔ چنانچہ فرمایا:

﴿ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ۝ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝﴾

(الشعرا : ٢٦/ ٢١٠-٢١١)

''اس کلام پاک کو شیاطین نے نہیں اتارا اور نہ ایسے پاکیزہ کلام کا اتارنا ان کے حسب حال ہے اور نہ ان کے لیے ممکن ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۵ ❁ ''الفلق'' کی تفسیر

''صبح کے رب'' کی پناہ مانگنے کا مطلب

''فلق'' بمعنی پھوٹنا

لفظ ''فلق'' صبح کا اجالا پھوٹنے' یا اگر متعدی فعل ہو تو چیرنے پھاڑنے کے معنی دیتا ہے۔ اور یہ صفت کم و بیش تمام مخلوقات میں پائی جاتی ہے' جیسے صبح کو پو پھٹنا' اناج کے دانوں اور گٹھلیوں کا پھوٹنا اور انواع و اقسام نباتات کا پھوٹ کر نکلنا' پہاڑوں سے چشموں کا پھوٹنا' زمین کا پھٹنا' بادلوں کا پھوٹ پڑنا اور ان سے بارش کا نازل ہونا' رحم مادر کا پھٹنا اور اس سے بچہ کا پیدا ہونا وغیرہ وغیرہ۔

حق اور باطل میں فرق

پھوٹنے یا پھٹنے کے ساتھ دو چیزوں میں فرق ہونا اور علیحدگی نمودار ہونا لازم ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ مادی اشیاء میں یہ صفت پائی جاتی ہے اسی طرح اللہ جل شانہ معنوی اشیاء حق اور باطل کو بھی جدا جدا کرتا اور ان میں علیحدگی پیدا کرتا ہے۔ اسی لیے اس نے اپنی کتاب مقدس کا نام فرقان رکھا ہے (یعنی حق اور باطل میں جدائی کرنے والی کتاب) اسی بنا پر جب اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کی حمایت فرماتا اور ان کے دشمنوں پر عذاب اور ہلاکت نازل فرماتا ہے جس سے دین حق اور باطل میں علیحدگی نمودار ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے اس فعل کو بھی فرقان کہا جاتا ہے۔

﴿ وَإِذْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَالْفُرْقَانَ ۝﴾ (البقرہ : ۲/ ۵۳)

''اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو ایک کتاب دی اور (دین حق کو ممتاز کرنے کے لیے)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعویز میں بعض ایسی چیزوں کا مجموعہ نظر آ رہا ہے کہ جن کے متعلق لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ جنات و شیاطین اور نظر بد کی ہلاکت خیزیوں سے بچاؤ کا باعث اور سبب بنتی ہیں، یہ سراسر گمراہی ہے اور عقیدہ کی خرابی اور توہمات کی پیروی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کو فرقان دیا۔"

یعنی اس فرقان نے اس کے دوستوں اور دشمنوں کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا کہ ایک فریق کو نجات دی اور دوسرے کو غرق کر دیا۔

اس سے بھی آپ پر ﴿رَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ﴾ کے درمیان معنوی مناسبت واضح ہوگی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۶ ⊛ شر کی تیسری قسم

گانٹھوں پر پھونکنے والوں کے شر سے پناہ مانگنا

﴿ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝﴾ (الفلق : ۱۱۳/ ۴)

''اور گانٹھوں پر پھونکنے والی جماعتوں (جادوگروں) کے شر سے (میں پناہ مانگتا ہوں)''

اس آیت میں شر کی تیسری قسم کا ذکر ہے۔ گانٹھوں پر پھونکنے والی جماعتوں سے وہ لوگ مراد ہیں جو جادو کرنے کی غرض سے کسی دھاگے میں گرہیں لگا کر ان پر کچھ منتر جنتر پھونکتے ہیں۔ چونکہ ساحر (جادوگر) کا نفس کیفیت خبیثہ کے ساتھ آوارہ ہوتا ہے اور اس مناسبت کی وجہ سے شیاطین کے نفوس خبیثہ اس کی مدد کے لیے آمادہ ہوتے ہیں' اس لیے قانون قدرت کی مقررہ دفعات (جس کی حقیقت اور تفصیل کا علم صرف اللہ عالم الغیب کو ہے) کے بموجب اس کا اثر مسحور پر ہوتا ہے۔

النَّفّٰثٰتِ کا لفظ جمع مونث ہے اور اس لیے یہاں ایک سوال وارد ہوتا ہے۔

سوال: مؤنث کی تخصیص کیوں؟

سحر کا عمل تو مذکر اور مؤنث دونوں سے صادر ہوتا ہے' پھر مؤنث کی تخصیص کیا معنی رکھتی ہے؟

جواب: نفوس شریرہ اور ارواح خبیثہ

اس کا جواب ابو عبیدہ رحمہ اللہ نے یوں دیا ہے کہ اس صیغہ کا استعمال تخصیص کے لیے نہیں بلکہ ایک امر واقع کی بنا پر ہے' کیونکہ لبید بن اعصم یہودی کی بیٹیوں نے رسول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ پر سحر کا عمل کیا تھا اور اس کا اثر زائل کرنے کے لیے یہ دونوں سورتیں پہلے پہل نازل ہوئی تھیں۔

لیکن یہ جواب تحقیق پر مبنی نہیں' کیونکہ صحیح روایات سے یہ ثابت ہے کہ سحر کرنے والا خود لبید بن اعصم تھا۔(۱) اس لیے حقیقی جواب یہ ہے کہ چونکہ سحر کے مؤثر ہونے میں نفوس شریرہ اور ارواح خبیثہ کو بڑا دخل ہے اور یہ دونوں کلام عرب میں مؤنث استعمال ہوتے ہیں' اس لیے مؤنث کا صیغہ النَّفّٰثٰتِ استعمال کیا گیا۔

نبی ﷺ پر جادو کا اثر

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا گیا اور اس کا یہاں تک اثر ہوا کہ بعض اوقات آپ کو خیال پیدا ہوتا تھا کہ میں نے فلاں کام کرلیا ہے' لیکن حقیقت میں نہیں کیا ہوتا تھا۔ جب یہ حالت ہوئی تو آپؐ نے اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگی اور پھر مجھ سے (سیدہ عائشہؓ سے) اس طرح مخاطب ہوئے ''کیا تم کو معلوم ہے کہ جس بات کے لیے میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی تھی اس بارے میں مجھ کو قطعی علم عنایت ہوا ہے؟ سیدہ عائشہؓ نے عرض کیا: ''اللہ کے رسول! وہ کیسے؟'' آپؐ نے فرمایا: ''میرے پاس (خواب یا مکاشفہ کی حالت میں) دو آدمی آئے' ان میں سے ایک میرے سرہانے بیٹھ گیا اور دوسرا پاؤں کے پاس۔ اس کے بعد ایک نے دوسرے سے کہا: ''اس شخص کو کیا بیماری ہے؟'' دوسرے نے کہا ''اس پر جادو کیا گیا ہے۔'' پہلے نے پھر پوچھا: ''کس نے اس پر جادو کیا ہے؟'' دوسرے نے جواب دیا ''لبید بن اعصم نے۔'' پہلے نے دریافت کیا: ''کس چیز کے ذریعہ سے؟'' اس نے کہا ''کنگھی کے گرائے ہوئے بالوں اور نر کھجور کے گابھے کے غلاف کے ذریعہ سے۔'' پہلے نے سوال کیا: ''وہ جادو کہاں ہے؟'' اس نے کہا: ''ذروان کے کنویں میں جو بنی زریق کے قبیلہ میں ہے۔ یہ منظر دکھائی دینے کے بعد آپؐ اس کنویں پر تشریف لے گئے اور واپس آ کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے اس طرح

(۱) دیکھیے حوالہ آئندہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان فرمایا کہ: ''اس کا پانی اس قدر سرخ تھا گویا اس میں مہندی کے پتے بھگوئے گئے ہیں اور اس کے ارد گرد کھجور کے درخت شیطانوں کے سر معلوم ہوتے تھے'' (بدصورت اور بدنما ہونے کی وجہ سے) سیدہ عائشہ ﷞ نے عرض کیا: ''یا رسولؐ اللہ! تو آپ نے اس کو نکالا نہیں؟'' آپ نے فرمایا ''مجھ کو اللہ تعالیٰ نے شفاء بخشی تو میں نے مناسب خیال نہیں کیا کہ لوگوں میں فتنہ وفساد پیدا کروں۔'' اس کے بعد اس کنویں کو بند کر دیا گیا۔ (۱)

کیا جادو نکالا جائے؟

صحیح بخاری کی ایک دوسری روایت سے بظاہر جادو کا نکالنا ثابت ہوتا ہے۔ اس دوسری روایت کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔ سیدہ عائشہ ﷞ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا گیا' اور اس کا یہاں تک اثر ہوا کہ بعض اوقات آپ خیال کرتے تھے کہ ہم بستر ہوئے ہیں لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا تھا۔

سفیان (جو اس حدیث کے راوی ہیں) کا قول ہے کہ یہ سحر کی شدید ترین قسم ہے۔

ایک دن رسول مکرم ﷺ نے سیدہ عائشہ ﷞ سے مخاطب ہوکر فرمایا: ''کیا تمہیں معلوم ہے کہ جس بات کے لیے میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی تھی اس بارے میں مجھ کو قطعی علم بخش دیا ہے۔ دو آدمی میرے پاس آئے' ایک میرے سرہانے اور دوسرا میری پائنتی بیٹھ گیا۔ جو میرے سرہانے تھا اس نے دوسرے سے کہا: اس شخص کو کیا ہوا ہے؟'' اس نے کہا: ''اس پر جادو کیا گیا ہے۔'' پہلے نے کہا: ''کس نے اس پر جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا: ''لبید بن اعصم نے۔'' یہ بنی زریق کا ایک شخص تھا جو یہودیوں کا حلیف تھا اور منافق تھا۔ پھر پہلے نے کہا: ''اس نے کس چیز کے ذریعہ سے جادو کیا ہے؟'' دوسرے نے کہا: نر کھجور کے گابھے کے غلاف میں' جو ذروان کے کنویں میں چکی کے ایک پاٹ کے نیچے رکھا ہوا ہے۔ اس کے بعد رسول اکرم ﷺ اس کنویں پر تشریف لے گئے

(۱) صحیح بخاری۔ کتاب بدء الخلق : باب صفة ابلیس و جنوده (حدیث ۳۲۶۸)
صحیح مسلم۔ کتاب السلام : باب السحر (حدیث ۲۱۸۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس کو باہر نکال لیا۔ آپؐ نے فرمایا: ''یہ وہ کنواں ہے جو مجھ کو (خواب یا مکاشفہ کی حالت میں) دکھایا گیا۔ اس کا پانی مہندی کے خیساندہ کی طرح سرخ تھا اور اس کے ارد گرد کھجوروں کے درخت شیطانوں کے سر معلوم ہوتے تھے۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''پھر اس کو کھولا کیوں نہیں؟'' آپؐ نے فرمایا مجھ کو اللہ تعالیٰ نے شفاء بخش دی ہے اور میں یہ نہیں چاہتا کہ لوگوں میں فتنہ فساد پیدا کروں۔ (۱)

اس حدیث کا امام بخاری نے عنوان بھی یہ قائم کیا ہے کہ هَلْ يُسْتَخْرَجُ السِّحْرُ ''کیا جادو نکالا جائے'' ؟ قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے پوچھا: ایک شخص پر جادو کیا گیا ہے' اور اسے اپنی بیوی کے ساتھ ہمبستر ہونے سے روکا گیا ہے' کیا اس جادو کو کھولا جائے؟ اس نے جواب دیا: ''کچھ حرج نہیں' اس کی غرض تو اصلاح ہے' اور ایسی باتوں سے شریعت نے منع نہیں فرمایا جس میں لوگوں کا فائدہ ہو۔ (۲)

روایات کے اختلاف کی حقیقت

مندرجہ بالا دونوں روایتوں میں بظاہر تناقض معلوم ہوتا ہے' دوسری سے نکالنا اور پہلی سے نہ نکالنا ثابت ہوتا ہے' لیکن درحقیقت ان میں کوئی تضاد نہیں کیونکہ نکالنے سے یہ مراد ہے کہ آپؐ نے خود اس کو نکال کر دیکھا اور پھر دفن کر دیا۔ لیکن نہ نکالنے سے مراد یہ ہے کہ اسے نکال کر منظر عام پر نہ لائے اور لوگوں کو نہ دکھائے' جس کا مانع بھی آپؐ نے بیان فرمایا اور وہ یہ ہے کہ اگر آپ ایسا کرتے تو مسلمانوں میں ایک جوش پیدا ہو جاتا اور ان کا خاموش رہنا ممکن نہ تھا جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ ساحر کی قوم بھی اس کی حمایت کے لیے کھڑی ہو جاتی اور فریقین میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑک کر اس کی چنگاریاں دور دور تک پھیل

(۱) صحيح بخاري۔ كتاب الطب : باب هل يستخرج السحر ؟ (حديث ۵۷۶۵)

(۲) صحيح بخاري۔ كتاب الطب : باب هل يستخرج السحر تعليقاً فی ترجمة الباب و وصله ابن جرير الطبرى فی تهذيب الآثار و ابوبكر الاثرم فی السنن۔ ذكره ابن عبدالبر فی التمهيد' فهذا كله فی تغليق التعليق (۵/ ۴۹، ۵۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتیں اور پھر اس کو بجھانا دشوار ہو جاتا۔ چونکہ مقصود حاصل ہو چکا تھا اور رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے شفاء بخش دی تھی اس لیے جادو کو نکال کر منظر عام پر لانا اور خواہ مخواہ لوگوں کے جذبات کو تحریک دینا رسول اللہ ﷺ نے مناسب خیال نہیں فرمایا' جو آپ ؐ کے کریم النفس ہونے کی ایک روشن دلیل ہے۔ (اور شاید اس لیے بھی جادو کو منظر عام پر لا کر مجرموں کو سزا نہیں دی کہ آپ ؐ کی عادت مبارک تھی کہ آپ نے اپنی ذات کے لیے کسی سے کبھی انتقام نہیں لیا)

اہل کلام کی رائے

یہ حدیث اہل علم کے نزدیک ثابت ہے اور سب نے اس کو مقبول قرار دیا ہے' کسی کو بھی اس کی صحت میں اختلاف نہیں لیکن اکثر اہل کلام نے اس حدیث کی صحت سے انکار کیا ہے اور اس کی تکذیب کی ہے۔ چنانچہ بعض متکلمین نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے اور جو دلائل انہوں نے اس حدیث کے ردّ میں لکھے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے:

- اس حدیث کے راوی کو غلطی لگی ہے اور حقیقت میں اس قسم کا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔
- رسول اللہ ﷺ کی شان سے یہ بعید ہے کہ آپ ؐ پر سحر کا اثر ہو' کیونکہ اگر ہم مان لیں کہ آپ ؐ پر جادو کا اثر ہوا تھا تو اس سے کافروں کے قول کی تصدیق ہو جائے گی جو رسول اللہ ﷺ کو مسحور کہا کرتے تھے بلکہ انبیائے سابقین علیہم الصلاۃ والسلام کے حق میں بھی کافر لوگ ایسی ہی بکواس کیا کرتے تھے۔ چنانچہ فرعون نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا:

﴿وَإِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا مُوسَىٰ مَسْحُورًا ۝﴾ (بنی اسرائیل: ۱۷/ ۱۰۱)

''اور اے موسیٰ! میرا تو خیال ہے کہ تم پر کسی نے جادو کیا ہے۔''

اور صالح اور شعیب علیہما السلام کی قوم نے بھی ان کو انہی لفظوں سے مخاطب کیا تھا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ إِنَّمَآ أَنتَ مِنَ ٱلْمُسَحَّرِينَ ۝ ﴾ (الشعرآ: ۲۶/ ۱۵۳)

''بیشک تم ان میں سے ہو جن پر جادو کیا گیا ہو۔''

یہ تو انبیائے کرام کے بارے میں کفار کا قول ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا سحر کے اثر سے محفوظ رہنا لازم ہے' کیونکہ اگر ہم اس کو جائز تصور کریں تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ وہ شیطان کے اثر میں آ سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں حمایت اور عصمت کا جو وعدہ فرمایا ہے' اس کو پورا نہیں کیا۔

اہل علم کی تحقیق اور فیصلہ

اہل کلام یا متکلمین کے مذکورہ دلائل علمائے حدیث کے نزدیک مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر کچھ وزن نہیں رکھتے:

❀ ہشام جو اس حدیث کا راوی ہے' نہایت ثقہ اور بہت بڑا عالم ہے اور ائمہ حدیث میں سے کسی نے بھی اس کی روایت کو قابل اعتراض خیال نہیں کیا' اس لیے متکلمین کی جرح و تنقید کی بنا پر اسے الزام نہیں دیا جا سکتا۔

❀ ہشام سے قطع نظر دوسرے متعدد راویوں نے مختلف راویوں سے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور امام بخاری اور امام مسلمؒ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اہل حدیث میں سے کسی نے بھی ان کے اس فیصلہ پر نکتہ چینی نہیں کی۔

❀ مفسرین' اہل حدیث فقہاء اور مؤرخین سب کے نزدیک یہ ایک مشہور اور تسلیم شدہ واقعہ ہے اور متکلمین کی نسبت یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی سیرت (حالات زندگی) کو زیادہ اچھی طرح جانتے ہیں۔

❀ ابوبکر بن ابی شیبہ نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک یہودی نے رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا تھا جس کے اثر سے کئی روز تک رسول اللہ ﷺ کو شکایت رہی۔ اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ ایک یہودی نے آپؐ پر جادو کیا ہے اور گرہیں لگائی ہیں۔ چنانچہ رسول رحمت ﷺ نے آدمی بھیج کر وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گرہیں (کنویں سے) نکلوا لیں اور ان کو کھولنا شروع کیا۔ جب بھی آپ کوئی گرہ کھولتے تھے اس سے آپ کو تخفیف (تکلیف میں کمی) محسوس ہوتی تھی' یہاں تک کہ جب تمام گرہیں کھول دیں تو آپؐ کی طبیعت بالکل ہلکی پھلکی ہو گئی۔ آپؐ نے یہودی سے اس کا ذکر تک نہیں کیا اور نہ کبھی آپؐ کے چہرہ مبارک پر اس کی علامت دیکھی گئی۔ (۱)

❀ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ایک یہودی غلام رسول رحمت ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ یہودیوں نے اسے بہکایا اور اس کو مجبور کیا کہ وہ ان کو رسول رحمت ﷺ کی کنگھی سے گرے ہوئے بال اور آپؐ کی کنگھی کے چند ایک دندانے لا کر دے' چنانچہ یہودیوں نے ان دونوں چیزوں کے ذریعہ آپؐ پر جادو کیا اور اس کام کو لبید بن اعصم نے انجام دیا۔ (۲)

سورۂ فلق اور سورۂ ناس اسی بارے میں نازل ہوئیں۔ ان سورتوں کی گیارہ آیتیں ہیں۔ سورۂ فلق کی پانچ اور سورۂ ناس کی چھ۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو پڑھنا شروع کیا' تو ہر ایک آیت کے ختم ہونے پر ایک گرہ کھل جاتی تھی' یہاں تک کہ تمام گرہیں کھل گئیں اور نبی کریم ﷺ بیماری کے اثر سے بالکل آزاد ہو گئے۔

❀ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ چھ مہینے تک اس کے اثر میں مبتلا رہے۔ تین دن تک اس کی شدت رہی اور بالآخر معوذتین نازل ہوئیں۔ (۳)

جادو ایک عارضہ ہے

متکلمین کے جواب میں اہلحدیث کہتے ہیں کہ جادو کا اثر بھی دوسری بیماریوں کی طرح ایک عارضہ ہے جس میں نبی کریم ﷺ کچھ مدت تک مبتلا رہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اس سے نجات دی اور شفاء بخشی۔ بیماری کا لگنا انبیاء علیہم السلام کے لیے کوئی عیب کی بات

(۱) مسند احمد (۴/ ۳۶۷)' سنن نسائی۔ کتاب تحریم الدم : باب سحرة اهل الکتاب (حدیث ۴۰۸۵)

(۲) تفسیر ابن کثیر (۴/ ۶۱۲) بحوالہ تفسیر الثعلبی و قال ھکذا اوردہ بلا اسناد و فیه غرابة و فی بعضه نکارة شدیدة۔

(۳) مسند احمد (۶/ ۶۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں (بلکہ ان کی بشریت کا تقاضا ہے) یہاں تک کہ بعض حالات مرض میں ان پر بیہوشی بھی طاری ہو سکتی ہے' چنانچہ رسول اللہ ﷺ پر مرض الموت میں چند مرتبہ بیہوشی کا طاری ہونا صحیح روایت سے ثابت ہے۔

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ بالا خانے سے گرے تو آپؐ کے قدم کی ہڈی اتر گئی اور ایک دفعہ گھوڑے سے گرنے کا اتفاق ہوا تو آپؐ کئی دن تک باہر نہیں نکل سکے کیونکہ آپؐ کا پہلوئے مبارک چھل گیا تھا۔[۱] اس قسم کے عوارض کا پیش آنا کمال نبوت کے منافی نہیں بلکہ مرض اور مصیبت سے درجات میں زیادتی ہوتی ہے۔[۲]

ایک حدیث کا مضمون ہے کہ سب سے زیادہ انبیاء علیہم السلام کو مصیبتیں پیش آتی ہیں[۳] اور آپ نے انبیاء کرام علیہم السلام کے حالات میں تو پڑھا ہی ہوگا کہ دین حق کی دعوت اور تبلیغ میں ان کو کیا کیا تکالیف برداشت کرنی پڑیں۔ اس لیے اگر آپؐ کو اپنے دشمنوں سے ان کے جادو کا عمل کرنے کی وجہ سے کسی قدر تکلیف سہنی پڑی ہو تو اس میں کون سی تعجب کی بات ہے؟ یہ ایک امر واقع ہے کہ دشمنوں نے آپ کو تیر و شمشیر سے زخمی کیا۔ اور ایک مرتبہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی پشت مبارک پر نماز کی حالت میں اوجھڑی رکھ دی تھی۔[۴] یہ تمام واقعات ابتلاء کی قسم سے ہیں اور یہ نبی کریم ﷺ کے لیے ہرگز کسر شان اور عیب و تنقیص کے موجب نہیں' یہ بلندیٔ درجات کا باعث ہیں۔

---

(۱) صحیح بخاری۔ کتاب الاذان : باب انما جعل الامام لیؤتم به (حدیث ۶۵۷)
صحیح مسلم۔ کتاب الصلاۃ : باب ائتمام المأموم بالامام (حدیث ۴۱۱)

(۲) اللہ تعالیٰ لوگوں پر ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ اگرچہ نبیؐ اعلیٰ مراتب تک پہنچ چکے ہیں' پھر بھی بشریت کے اوصاف سے وہ مبرا نہیں قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اور اس لیے ان کو اللہ کا شریک مت ٹھہراؤ۔ مترجم۔

(۳) سنن ترمذی۔ کتاب الزهد : باب ماجاء فی الصبر علی البلاء (حدیث ۲۳۹۸)
سنن ابن ماجه۔ کتاب الفتن : باب الصبر علی البلاء (حدیث ۴۰۲۳)

(۴) صحیح بخاری۔ کتاب الوضوء : باب اذا القی علی ظهر المصلی قذر او جیفة (حدیث ۲۳۷)
صحیح مسلم۔ کتاب الجهاد والسیر : باب ما لقی النبی ﷺ من اذی المشرکین (حدیث ۱۷۹۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو سعید ﷛ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا: اے محمدؐ! کیا تمہیں بیماری کی شکایت ہے؟ نبی کریم ﷺ نے اثبات میں جواب دیا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا:

((بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ مِنْ كُلِّ نَفْسٍ اَوْعَيْنِ حَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ)) (۱)

''میں اللہ تعالیٰ کے نام سے تمہیں دم کرتا ہوں ہر ایسی چیز سے جو تم کو تکلیف دے ہر ایک نفس کے شر سے اور حاسد کی آنکھ سے۔ اللہ تعالیٰ ہی تم کو شفاء عنایت کرے گا' اللہ تعالیٰ ہی کے نام سے میں تمہیں دم کرتا ہوں۔''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی تکلیف کسی نفس شریر یا حاسد کے شر سے تھی جس کو دور کرنے کے لیے جبرئیل علیہ السلام نے مندرجہ بالا الفاظ میں آپ پر دم پڑھا۔

منکرین سحر کا ردّ

رہی علم کلام جاننے والوں کی یہ دلیل کہ کافر لوگ رسول اللہ ﷺ کو مَسْحُور کہا کرتے تھے۔ اور فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو مَسْحُور کے لفظ سے اور صالح اور شعیب علیہما السلام کو ان کی قوم نے مُسَحَّرْ کے لفظ سے مخاطب کیا وغیرہ تو اس کا جواب بعض علماء نے یہ دیا ہے کہ مسحور کا اشتقاق سحر بمعنی پھیپھڑے سے ہے۔ مسحور کے معنی پھیپھڑے والا یعنی انسان۔ گویا اس سے کافروں کی مراد یہ تھی کہ پیغمبر بھی ہماری طرح انسان ہے۔

لیکن یہ جواب بہت ہی ناپسندیدہ اور حقیقت سے دور ہے۔

کلام مجید کو بغور پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں کافروں کو یہ کہنا منظور ہوتا تھا کہ تم بھی ہماری طرح انسان ہو وہاں واضح طور پر بشر کا لفظ استعمال کرتے تھے: ﴿قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا الخ﴾ (ابراهيم: ۱۴/ ۱۰) ﴿اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا﴾ (الاسراء: ۱۷/ ۹۴) وغیرہ۔

(۱) صحیح مسلم۔ کتاب السلام : باب الطب والمرضی والرقی (حدیث ۲۱۸۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سحر و مسحور کی تحقیق

اگر مسحور کے معنی پھیپھڑے رکھنے والا انسان ہوتا تو فرعون کا یہ کہنا کہ ﴿وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا﴾ (الاسراء: ۱۷/ ۱۰۱) نہایت غیر موزوں معلوم ہوتا ہے۔ کیا اس کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ موسیٰ علیہ السلام ایک پھیپھڑا رکھنے والا انسان ہے؟ اور پھر موسیٰ علیہ السلام کا یہ جواب دینا:

﴿وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا﴾ (الشعرا: ۲۶/ ۱۵۳)

''اے فرعون! میں تم کو ہلاک ہوتا ہوا خیال کرتا ہوں۔''

ناموزوں ہو گا' بلکہ اگر مسحور سے مراد انسان تھا تو موسیٰ علیہ السلام کو یہ جواب دینا مناسب تھا کہ بے شک میں انسان ہوں' لیکن بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے' جیسے کہ سورۂ ابراہیم میں کافروں اور انبیاء علیہم السلام کا آپس کا خطاب اس طرح آیا ہے کہ جب کافروں نے انبیاء علیہم السلام سے کہا کہ تم بھی تو ہم جیسے بشر ہو تو انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام نے اس کے جواب میں یہ فرمایا:

﴿اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَمُنُّ عَلٰى مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ﴾

(ابراهیم: ۱۴/ ۱۱)

''بے شک ہم تم جیسے انسان ہی ہیں' لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اپنی عنایت سے نوازتا ہے۔''

الغرض بعض علماء کا مذکورہ جواب نہایت ہی کمزور ہے۔ بعض دوسرے علماء اور مفسرین نے' جن میں سے ابن جریر طبری بھی ہیں' یہ جواب دیا ہے کہ مسحور کے معنی ہیں ''وہ شخص جس کو جادو سکھایا گیا ہو'' گویا ساحر اور مسحور کے ان کے نزدیک ایک معنی ہیں۔ لیکن ساحر سے مسحور کا مفہوم لینا لغت سے ثابت نہیں بلکہ مسحور اس شخص کو کہتے ہیں جس پر دوسرے نے جادو کیا ہو۔ اور ساحر اس کو کہتے ہیں جو سحر کا علم جانتا ہو' جیسے کہ فرعون کی قوم نے موسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہا تھا: ﴿اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیْمٌ﴾ (یہ تو جادوگر ہے بہت علم والا)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الغرض فرعون نے اس کو مسحور اور اس کی قوم نے اس کو ساحر کہا۔

سُحِرَ بمعنی جُنَّ

سب سے بہتر ایک تیسرا جواب ہے جس کو علامہ زمخشری مصنف کشاف اور دوسرے مفسرین نے اختیار کیا ہے کہ مسحور کا لفظ قیاس لغوی کے مطابق اسم مفعول کے معنی رکھتا ہے اور اس سے اس کا مادہ سُحِرَ بمعنی جُنَّ (اس کی عقل چھین لی گئی) استعمال ہوتا ہے' لہٰذا مسحور کے معنی مجنون یعنی بے سمجھ' دیوانہ ہوں گے' جس کی عقل زائل ہو چکی ہو' جیسا کہ کافروں کا قول تھا:

﴿ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴾ (بنی اسرائیل: ۱۷/ ۴۷)

''(جس کے معنی اس تفسیر کے مطابق یہ ہیں) کہ تم تو ایک دیوانے اور مجنون کے پیچھے جا رہے ہو۔''

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ وہ شخص اتباع کے قابل نہیں ہوتا جو خود عقل سے خالی ہو جبکہ جسمانی امراض اور تکالیف کسی ذی عقل و ہوش کی اتباع میں رکاوٹ نہیں۔ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے دشمنوں نے ان کو امراض اور جسمانی تکالیف کا کبھی طعنہ نہیں دیا اور نہ ہی ان کا ایسا کہنا دوسروں کے لیے اتباع سے مانع ہو سکتا تھا۔ اسی لیے کبھی تو وہ آپ کو شاعر' کبھی ساحر اور کبھی مجنون کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴾

(بنی اسرائیل: ۱۷/ ۴۸)

''دیکھو! لوگ تمہارے لیے کیسی کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ گمراہ ہو گئے اور اپنی گمراہی میں اس قدر سرگرداں ہیں کہ ان کو راستہ ہی نہیں ملتا۔''

راستہ نہ ملنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کا مقصد رسول اللہ ﷺ کی اتباع سے لوگوں کو روکنا ہے جس کے حصول کے لیے وہ آپ ﷺ کو مختلف ناموں سے پکارتے ہیں' لیکن ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب بصیرت انسان آپ ﷺ کی سیرت اور آپ ﷺ کے احوال کا بغور مطالعہ کر کے یقین کر لیتا ہے کہ جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں وہ سراسر جھوٹ اور بہتان ہے اور رسول اللہ ﷺ ان کی ان افترا پردازیوں سے بالاتر انسان ہیں۔

اہل کلام کے قول کا رد

بعض کلامیوں کا یہ کہنا کہ اگر رسول اللہ ﷺ پر جادو کا اثر ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی حمایت اور حفاظت ناقص ہوتی! تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کی حمایت اور نصرت فرماتا ہے' اسی طرح اپنی حکمت سے بعض خاص مصلحتوں کے تحت ان کو بعض تکالیف میں بھی مبتلا کرتا ہے جس سے ان کو عزت و کرامت کے مراتب میں بلندی حاصل ہوتی ہے۔ اور ان واقعات میں ان کے خلفاء اور افراد امت کے لیے درس عبرت ہوتا ہے۔ جب ان کو راہ حق میں کوئی مصیبت اور تکلیف پیش آتی ہے اور وہ دیکھتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو بھی اس قسم کی تکلیفیں پیش آئی تھیں جن کو انہوں نے نہایت ثابت قدمی اور پامردی کے ساتھ برداشت کیا' تو ان کے حوصلے بڑھ جاتے ہیں اور وہ مشکلیں ان کے لیے آسان ہو جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے افعال میں متعدد حکمتیں ہوتی ہیں جن کو اکثر اوقات انسان کی عقل سمجھ نہیں سکتی۔ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۷

جادو کا اثر مُسلّم ہے!

جادو کے بارے میں معتزلہ کا مؤقف

اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ ﴿ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ﴾ اور نیز وہ احادیث جن کا بیان گزشتہ فصل میں ہوا ہے' اس بات کی دلیل ہیں کہ جادو کی تاثیر حق ہے اور یہ کہ جادو ایک حقیقت ہے' محض تخیل نہیں۔ لیکن معتزلہ [1] اور بعض دوسرے اہل کلام اس کے منکر ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جادو کے ذریعہ سے کسی کو بیمار یا قتل نہیں کیا جا سکتا اور نہ درحقیقت کوئی اثر ازقسم محبت وبغض اس کے ذریعہ پیدا ہوسکتا ہے۔ ان کے نزدیک جادو کی حقیقت بس اتنی ہے کہ اس کے ذریعہ سے حاضر شخص کی سوچ پر اثر ڈال سکتے ہیں اور اس میں حسب ارادہ تغیر پیدا کر سکتے ہیں۔

صحابہؓ اور سلفؒ کا مذہب

لیکن معتزلہ کا یہ قول صحابہؓ اور سلف کی متواتر روایات کے خلاف ہے۔ مفسرین و اہلحدیث' فقہاء واہل تصوف اور عام عقلاء کا قول بھی ان کے خلاف ہے۔ سحر کے ذریعہ

(۱) اس فرقے کے نزدیک قرآن مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید عقلاً معلوم ہوسکتی ہے' اس لیے اہل عقل و حکمت وحی کے بغیر ہی توحید پر ایمان لا سکتے ہیں۔ عباسی خلفاء مامون الرشید (۳۳-۸۱۳ء) اور اس کے جانشین معتصم باللہ کے زمانے میں یہ عقیدہ سرکاری مذہب بن گیا تھا جس کی مخالفت پر امام احمد بن حنبلؒ نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ آخر کار واثق باللہ کے عہد میں اس وقت اس فرقے کا غلبہ ختم ہوگیا جب خلیفہ نے عقیدۂ خلق قرآن کی حمایت ترک کردی۔ (محسن فارانی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کسی کو بیمار بنا دینا' اس کو ہلاک کرنا' یا اس کے ذریعہ سے محبت یا بغض پیدا کرنا اور اس کے علاوہ دوسرے اثرات کا ظہور میں آنا ایک حقیقت واقعی ہے جس کا عام لوگوں نے مشاہدہ کیا ہے۔ اور بہت سے اشخاص کو اس کا وجدانی علم ہے کیونکہ ان پر جادو کا اثر ہوا ہے جس کو انہوں نے یقینی طور پر محسوس کیا۔ اللہ تعالیٰ کا قول کہ ﴿ وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الۡعُقَدِ ﴾ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ساحروں کا عمل غائبانہ بھی مضر اثر ڈالنے کا باعث ہوتا ہے۔ اور اگر منکرین کے قول کے مطابق اس کا اثر مسحور کے حاضر ہونے سے مشروط ہوتو اس صورت میں نَفّٰثٰت یعنی گرہوں میں پھونکنے والوں کے عمل میں کوئی شر نہ ہوتا جس سے پناہ مانگنے کی ضرورت پیش آتی۔

نیز جبکہ وہ خود اس بات کے قائل ہیں کہ ساحر تمام حاضرین کی' باوجود ان کی کثرت کے' چشم بندی کر سکتا ہے یہاں تک کہ وہ ایک چیز کو اس کی اصلی صورت کے برخلاف مشاہدہ کرا سکتا ہے' بالفاظ دیگر وہ ان کے حواس میں حسب ارادہ تغیر پیدا کر سکتا ہے' تو کیا یہ ممکن نہیں کہ وہ حاضرین یا غائبین کے بعض عوارض اور قویٰ و طبائع میں کوئی مطلوبہ تغیر پیدا کر دے؟

اور کیا قوت باصرہ (دیکھنے کی حس) اور دوسرے حواس اور قویٰ میں کوئی ایسا فرق موجود ہے جس کی وجہ سے ساحر کو یہ قدرت تو حاصل ہے کہ وہ اول الذکر میں حسب ارادہ تغیر پیدا کرے لیکن دوسرے حواس اور قویٰ میں تصرف کرنے سے وہ عاجز رہے؟

اور جب اس بات کو تسلیم کیا جاتا ہے کہ ساحر اپنے جادو کے زور سے آنکھوں کے فعل میں اس قدر تصرف کر سکتا ہے کہ وہ ساکن کو متحرک اور متصل کو الگ تھلگ اور مردہ کو زندہ یا زندہ کو مردہ دیکھ لیں تو بھلا اس میں کیا مانع ہے کہ وہ کسی دوسری صفت نفسانی میں کوئی مطلوبہ تغیر پیدا کرے؟ مثلاً: جو اس کے نزدیک محبوب تھا اس کو ناپسندیدہ اور جو ناپسندیدہ تھا اس کو محبوب بنا دے۔

اللہ تعالیٰ نے فرعون کے ساحروں کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿سَحَرُوٓا اَعۡیُنَ النَّاسِ وَاسۡتَرۡهَبُوۡهُمۡ وَجَآءُوۡ بِسِحۡرٍ عَظِیۡمٍ ۝﴾

(الاعراف : ۷/ ۱۱۶)

''انہوں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کیا اور ان کے دلوں میں سخت خوف پیدا کیا اور بہت بڑا جادو کا عمل کیا۔''

اس آیت سے ایک تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنکھوں کے فعل میں تغیر پیدا ہونے کے علاوہ ان کے دلوں کی بھی حالت بدل گئی تھی۔ دوسرے یہ کہ یہ تغیر اشیاء میں پیدا ہوا ہوگا۔ مثلاً: ساحروں نے ارواح خبیثہ یعنی شیاطین سے اس بارے میں نظر آنے والی مدد حاصل کی جنھوں نے رسیوں اور لاٹھیوں کو متحرک کر دیا اور ناظرین نے یہ خیال کیا کہ چیزیں بذات خود حرکت کر رہی ہیں' جیسے کہ شعبدہ باز نظر نہ آنے والے تاروں کے ذریعہ سے کسی چیز کو حرکت میں لاتے ہیں اور ناظرین خیال کرتے ہیں کہ وہ چیز خود بخود حرکت کر رہی ہے۔

ایک اور صورت یہ ہوسکتی ہے کہ دیکھنے والوں کی آنکھوں میں یہ تغیر پیدا ہوگیا ہو' چنانچہ انہوں نے رسیوں اور لاٹھیوں کو حرکت کرتے ہوئے دیکھا' لیکن درحقیقت وہ متحرک نہیں تھیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ ساحر دونوں طرح کا تصرف کرسکتا ہے۔ کبھی تو خود دیکھنے والے کی بصارت میں تصرف کرتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کو چیزیں غیر اصلی حالت میں نظر آتی ہیں۔ اور کبھی وہ ارواح خبیثہ سے مدد حاصل کر کے اشیاء کی نوعیت میں تغیر پیدا کرتا ہے۔

تاثیر سحر کے منکرین کا ردّ

منکرین کا قول ہے کہ ساحرانِ فرعون نے رسیوں اور لاٹھیوں پر ایسا عمل کیا جس سے ان میں حرکت پیدا ہوئی' چنانچہ بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے ان میں پارہ بھر دیا تھا جس پر دھوپ کا اثر ہوا تو وہ متحرک محسوس ہونے لگیں۔ لیکن منکرین کا یہ قول باطل ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ان اشیاء کی حرکت خیال اور چشم بندی کا نتیجہ نہ ہوتی' جیسے آیت بالا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں واضح کیا گیا ہے' بلکہ ان کی حرکت حقیقی ہوتی اور ان کے اس عمل کو سحر کہنا درست نہ ہوتا بلکہ یہ ایک شعبدہ بازی ہوتی جو اکثر لوگ عمل میں لا سکتے ہیں اور ان کے اس عمل کی حقیقت ناظرین سے پوشیدہ نہ رہتی' خصوصاً جبکہ سینکڑوں اہل عقل و دانش اس مجلس میں موجود تھے۔ علاوہ ازیں اگر ساحران فرعون کا کارنامہ ان کی شعبدہ بازی اور عیاری کا نتیجہ ہوتا تو بجائے اس کے کہ اس کے رد کے لیے عصا کا معجزہ ظہور میں لایا جائے بہتر ہوتا کہ لوگوں کو اس کی حقیقت سے آگاہ کیا جاتا اور ان کا پارہ وارہ نکال کر ان ڈینگ مارنے والے ساحروں کے ڈھول کا پول کھول دیا جاتا۔ نیز فرعون کو اطراف ملک سے ماہرین فن سحر کو بلانے اور ان کے ساتھ غیر معمولی انعام واکرام کا وعدہ کرنے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ اس عمل کو معمولی مداری نہایت آسانی کے ساتھ انجام دے سکتے تھے۔ الغرض یہ ایسا باطل قول ہے جس پر مزید بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۸ ❁ شر کی چوتھی قسم

حاسد کے شر سے پناہ طلب کرنا

﴿وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝﴾ (الفلق : ۱۱۳/ ۵)

''اور (میں) حاسد کے شر سے (پناہ مانگتا ہوں) جب وہ حسد کرے۔''

اس آیت کریمہ میں چوتھے شر کا ذکر ہے۔ یہ ایک طے شدہ بات ہے کہ حاسد کا نفس محسود یعنی حسد کیے گئے شخص کے لیے شر و تکلیف کا باعث ہے۔ اگر وہ اپنے ہاتھ اور زبان سے محسود کو ضرر پہنچانے کی کوشش نہ بھی کرے تب بھی اس کا خبث باطن ایک ایسا شر ہے جس سے پناہ مانگنا لازم ہے۔

حسد کا اثر مسلّم ہے

قرآن کریم میں کوئی لفظ مہمل نہیں اور ہر ایک لفظ کے ذکر سے مخاطب کے ذہن میں کسی خاص حقیقت کا نقش کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اسی طرح آیت مذکورہ میں ''اِذَا حَسَدَ'' (جب وہ حسد کرے) کے الفاظ بڑھانے میں ایک نکتہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ حاسد اس شخص کو کہتے ہیں جس کی ذات میں حسد موجود ہو' لیکن بعض اوقات وہ اپنی اس صفت سے غافل ہوتا ہے' تاہم جوں ہی اس کے دل میں حسد کا خیال آتا ہے اس کے دل میں حسد کا ایک شعلہ بھڑک اٹھتا ہے جس کی چنگاریوں کے محسود تک پہنچنے کا بہت امکان ہوتا ہے۔ اس لیے اگر محسود اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور حمایت میں پناہ نہ لے اور اس کی طرف متوجہ ہو کر مسنون دعاؤں اور ماثورہ وظائف میں مشغول نہ ہو' تو یقیناً حاسد کی آتش حسد کے شعلے اس کو جھلسا دینے میں کوتاہی نہیں کریں گے۔ اب آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ اِذَا حَسَدَ کے الفاظ بڑھانے میں یہ نکتہ ہے کہ اس کا شر دوسروں کے لیے اس وقت مضر ہوتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبکہ اس کے دل میں بالفعل حسد کی آگ بھڑک اٹھے۔

نظر بد کا اثر

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جبرئیل علیہ السلام کی دعاء کے یہ الفاظ آپ کو یاد ہوں گے کہ "مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ" الخ۔ اس حدیث میں حاسد کی آنکھ سے پناہ مانگنے کا بھی ذکر ہے۔ لیکن یہ ایک معلوم بات ہے کہ حاسد کی آنکھ کے محض دیکھنے سے کچھ اثر نہیں ہوتا۔ مثلاً: اگر وہ کسی چیز کو یا اپنے محسود کو اس نظر سے دیکھے جیسے کہ وہ پہاڑ اور دریا وغیرہ کو دیکھتا ہے اور اس کے دل میں حسد کا جذبہ بالفعل موجزن نہ ہو تو محسود کو اس کے شر کا کچھ خطرہ نہیں۔ لیکن اگر وہ حسد کی کیفیت سے سرشار ہو کر اپنے محسود پر نظر ڈالے' جبکہ اس کے دل میں غضب اور انتقام بے جا کے خبیث جذبات موجزن ہوں تو کچھ شک نہیں کہ اس کی یہ نظر اس کے نفس کی قوت اور ضعف کی حالت کے مطابق محسود پر اپنا اثر ڈالے گی۔ اگر اس کے جذبات خبیثہ طاقتور ہوں گے تو یہ ممکن ہے کہ وہ محسود کو اپنی نظر سے ہلاک کر دے یا بیمار بنا دے۔ اور بہت سے لوگ اپنے تجربہ سے اس کی تصدیق کر سکتے ہیں۔

نظر بد کا اثر نفس خبیثہ کے ذریعہ ہوتا ہے جو اس کی سمّیت یعنی زہریلے پن کا اثر ہوتا ہے' جیسے کہ سانپ میں جب قوت غضبیہ جوش زن ہوتی ہے' وہ اس حالت میں کسی کو کاٹ لے تو اس کی سمّیت کا اثر مہلک ہوتا ہے۔ سانپوں کی بعض اقسام میں یہ کیفیت بہت قوی ہوتی ہے' یہاں تک کہ صرف گھورنے سے کسی شخص کو اندھا کر دیتے ہیں اور عورت کا اس سے اسقاط حمل ہو جاتا ہے' جیسے کہ ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لنڈورے سانپ اور ذوالطفیتین (1) کا یہی اثر بیان فرمایا ہے (2) کہ سانپ میں ایسی کیفیت کا پیدا ہونا ممکن ہے جس کے اثر سے ایک انسان اندھا ہو سکتا ہے اور کسی عورت کا حمل

---

(۱) ذوالطفیتین وہ سانپ جس کی آنکھوں کے نیچے دو سیاہ نقطے ہوتے ہیں۔

(۲) صحیح بخاری۔ کتاب بدء الخلق : باب (وبث فیها من کل دابة) (حدیث ۳۱۲۳' ۳۱۳۲)
صحیح مسلم۔ کتاب السلام : باب قتل الحیات و غیرها (حدیث ۲۲۳۲' ۲۲۳۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساقط ہو سکتا ہے۔ اس لیے اگر کوئی شریر اور خبیث نفس قوت غضبیہ کی آگ اور آتش انتقام میں جل بھن کر محسود کی طرف متوجہ ہو تو کیا یہ ممکن نہیں کہ وہ اپنی زہریلی شعاعوں سے جو اس پر غضب اور پر حسد آنکھوں سے نکلتی ہیں' اپنے محسود کو ہلاک کر ڈالے' یا کسی مرض میں مبتلا کر دے' یا کسی اور طرح اس کو تکلیف پہنچائے؟

نظر بد کے اثر سے جو شخص بیمار ہوتا ہے' بسا اوقات اس کو حکیم اور ڈاکٹر لا علاج بتلاتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی بیماری کا تعلق عالم طبیعیات سے نہیں بلکہ علم ارواح سے ہوتا ہے۔ اور اس کی حقیقت قوت روحانی کا اجسام اور طبائع پر اثر کرنا ہے۔اس حقیقت کا علم خاص خاص لوگوں تک محدود ہے۔ اور جو لوگ اس کوچہ سے ناواقف ہیں وہ اپنی جہالت کے باعث اس کے منکر ہیں۔

عالمِ اجسام اور عالم ارواح

اہل بصیرت جانتے ہیں کہ اجسام بذات خود لکڑی اور پتھر سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے' ان سے جو عجیب و غریب افعال صادر ہوتے ہیں اور ان میں جو حیرت انگیز اثرات پیدا ہوتے ہیں' ان کے ظہور کا راز روحانی قوتوں میں ہے۔تمام اجسام درحقیقت روحانی قوتوں کے لیے آلات اور اوزار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جس صاحب عقل نے عجائبات عالم پر نظر ڈالی ہے اور اس نے ارواح اور اجسام کے تعلق پر غور کیا ہے وہ جانتا ہے کہ اس عالم اجسام اور مشاہدے کی دنیا کو چھوڑ کر ایک اور عالم ہے جس کو عالم ارواح' یا عالم غیب کہتے ہیں جس کی عامل قوتیں نہ صرف نظروں سے' بلکہ جملہ حواس کے ادراک سے بالاتر ہیں۔ اور اس عالم میں جو کچھ بھی تغیرات ہوتے ہیں وہ تمام تر حواس خمسہ کے دائرے سے باہر اور ظاہری نظروں سے پوشیدہ رہتے ہیں۔ اس عالم اجسام میں صرف ان کے آثار مشاہدہ کیے جا سکتے ہیں اور اس لیے اکثر ظاہر پرست اس وجود کے قائل نہیں۔

عالمِ ارواح کا مشاہدہ

عالم ارواح کو عالم اجسام پر قیاس مت کرو۔ وہ عالم اس عالم سے بہت بڑا اور وسیع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور اس کے عجائبات عام عجائبات سے بہت بڑھ کر ہیں۔کیا آپ کی نظر عالم ارواح کے عجائبات کا مشاہدہ کرنے سے قاصر ہے یا آپ کو اس کے وجود میں تامل ہے؟ آیئے ہم عالم ارواح کو چند مثالوں سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں!

پہلی مثال: روح نکل جانے کے بعد انسان کی کیفیت

اپنی ہستی پر غور کرو اور دیکھو کہ ایک روح کے چلے جانے سے بدن کی کیا کیفیت ہو جاتی ہے؟ وہی انسان جو علوم و فنون کا ماہر' طرح طرح کے کارنامے انجام دینے والا' سائنس کی باریکیوں پر حاوی' فلسفہ کا استاد اور حکومت اور سیاست کی گتھیاں سلجھانے والا تھا' کس طرح ایک لمحہ میں روح نکل جانے کی وجہ سے ایک تعفن پذیر نعش بن جاتا ہے جس میں حس و حرکت تک باقی نہیں رہتی۔

﴿وَفِيٓ أَنفُسِكُمْ ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ۝﴾ (الذاریات : ۵۱/ ۲۱)

''تمہارے اپنے نفسوں میں قدرت کی نشانیاں موجود ہیں' کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟''

کیا انسان کی قوت گویائی' اشیاء کو دیکھنے کی عجیب و غریب قوت' سماعت اور دیگر صفات اس کے دلی جذبات از قسم محبت و عداوت' اس کی فکری قوت اور دیگر قویٰ اور احساسات اسی مادی جسم کے آثار و مظاہر ہیں؟ نہیں ہر گز نہیں' موت کے بعد بھی تو جسم بعینہ موجود ہوتا ہے اور اس کے تمام اعضاء بھی بظاہر اسی طرح صحیح سالم نظر آتے ہیں' لیکن اس وقت وہ چیز اس میں نہیں ہوتی جس کو روح کہتے ہیں اور جو حواس کے ادراک سے بالاتر ہے۔

دوسری مثال: روح پر اثر انداز ہونے والے بیرونی محرکات

ایک شخص نہایت قوی ہیکل اور بظاہر خوبصورت بھی ہوتا ہے' لیکن اس کو تم پسند نہیں کرتے ہو اور تمہارے دل میں اس کی تنکے کے برابر بھی وقعت نہیں۔اس کے مقابل ایک دوسرا شخص ہے جو نہایت نحیف اور لاغر ہے' کچھ خوبصوررت بھی نہیں مگر اس کی تمہارے دل میں عزت ہے اور بعض اوقات تم اس کو جان سے بھی عزیز تر سمجھتے ہو۔اس فرق کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض فراڈیے عامل کہتے ہیں کہ ہم تو قرآنی عمل کرتے ہیں وہ ایسے ہندوانہ تعویزوں میں آیات لکھ کر بھی لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں کہ جیسے قرآن کے ذریعہ لوگوں کا علاج کر رہے ہوں۔ ایسے تعویزوں کا ایک نمونہ شرکیہ تعویذی کاروبار کے گورکھ دھندوں میں پھنسے عامل اصحاب کہف کے کتے کے نام کا تعویز اپنے ہاتھوں سے تیار کرتے ہیں۔ ان تعویزوں سے خود بھی بہت بڑی بڑی گمراہیاں روا رکھتے ہیں اور عوام کے عقائد کو بھی بگاڑتے ہیں۔ یہ ایک عامل کے ہاتھ کا تیار کردہ تعویز ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلسفے پر بھی تم نے کبھی غور کیا؟ سوائے اس کے اور کوئی وجہ نہیں کہ اول الذکر سے تم کو روحانی طور پر نفرت ہے اور مؤخر الذکر نے اپنی روحانی قوت سے تم کو اپنی محبت پر مجبور کر رکھا ہے:

﴿ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ ﴾ (الانعام: ۶/ ۹۶)

خلاصہ یہ ہے کہ اسباب اور مسببات اور علت اور معلول کا وجود اسی عالم اجسام اور طبائع تک محدود نہیں۔ بعض خفیہ اسباب عالم ارواح میں ایسے ہیں جن تک ہماری کوتاہ نظر کی رسائی نہیں' البتہ ان کے آثار ونتائج کو ہم اس عالم میں مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ الغرض ہر ایک اثر یا واقعہ کے طبعی اسباب ڈھونڈھنے پر اکتفا نہ کریں۔ بہت سے امور کا سبب اور ان کی علت عالم غیب یا عالم ارواح میں ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۹

نظر بد و حسد میں اشتراک اور فرق

نظر کی مقناطیسی قوت

ایک لحاظ سے عائن (نظر لگانے والا) اور حاسد ایک جیسے ہیں مگر ایک اور پہلو سے دونوں میں فرق بھی ہے۔ ان میں اشتراک یہ ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک کا نفس خاص کیفیت سے دو چار ہو کر اپنی توجہ کو کسی چیز پر مبذول کرتا ہے' اور جس پر یہ توجہ مبذول کی جاتی ہے وہ ایذا و تکلیف کا ہدف بنتا ہے اور بعض اوقات اس کا انجام ہلاکت ہوتا ہے۔

اب فرق سنیے! نظر لگانے والے کی آنکھوں میں جو مسموم (زہریلا) اثر پایا جاتا ہے وہ صرف اس شخص یا چیز پر اثر کرتا ہے جو اس کا ہدف ہو لیکن حاسد کے لیے حاضر اور غائب یکساں ہیں۔ نظر بد لگانے والے کے دل میں اکثر حسد کا جذبہ موجود ہوتا ہے لیکن بعض اوقات اس کا اثر ایسی چیزوں پر بھی ہوتا ہے جن سے ان کو حسد نہیں ہوتا' مثلاً: پتھر یا حیوان یا کھیتی وغیرہ۔ نیز بعض اوقات اس کا اثر اپنی جان اور اپنے مال وغیرہ پر بھی ہو جاتا ہے' کیونکہ نظر بد کا اثر اس شخص یا چیز پر ہوتا ہے جو صاحب نظر کو اچھی معلوم ہو اور وہ اس کو گھور کر دیکھ لے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِن يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ ۝﴾

(القلم : ٦٨/ ٥١)

''قریب ہے کہ وہ لوگ جنھوں نے کفر اختیار کیا' اپنی آنکھوں (کی مقناطیسی کشش) کے ذریعہ سے تمھیں تمھاری جگہ اور تمھارے مرکز سے ہٹا دیں' اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالت میں جبکہ وہ کلام پاک سنتے ہیں۔"

اس آیت کی تفسیر میں بعض مفسرین یہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد نظر بد کے اثر سے آپ کو ایذا پہنچانا ہے' چنانچہ روایت ہے کہ بعض ایسے اشخاص جو نظر بد کے لیے مشہور تھے' رسول اللہ ﷺ کے سامنے لائے گئے اور انہوں نے آپ کو گھور کر کہا کہ ہم نے تو کبھی ایسا آدمی نہیں دیکھا اور نہ کسی کا ایسا چبھتا ہوا کلام سنا۔"(۱)

یہ اس قسم کے اشخاص تھے کہ جب کسی فربہ اونٹنی پر ان کی نظر پڑ جاتی تھی تو اس کی تاثیر پر ان کو اس قدر اعتماد تھا کہ وہ اپنے غلام سے کہہ دیتے تھے کہ یہ ٹوکری لے لو اور فلاں شخص کی اونٹنی کا گوشت لے آؤ' اور ایسا ہی ہوتا تھا کہ ان کے گھورنے کے بعد وہ اونٹنی زمین پر گر کر لوٹنے لگتی اور اس کا مالک اس کو مجبوراً ذبح کر ڈالتا۔ (۲)

کلبی کہتا ہے کہ: عرب میں ایک شخص تھا جو (اپنی نظر بد کے اثر کو تیز کرنے کے لیے) ایک دو دن کھانا چھوڑ دیتا تھا' اور پھر جب کوئی اونٹ یا بھیڑ بکری اس کے پاس سے گزرتی اور وہ کہہ دیتا کہ "میں نے تو ایسا اونٹ (وغیرہ) آج تک نہیں دیکھا" تو وہ جانور فوراً گر پڑتا۔ اس شخص سے کافروں نے درخواست کی کہ وہ نبی کریم ﷺ کو اپنی نظر بد کا نشانہ بنائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اپنے رسول کو محفوظ و مامون رکھا اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (۳)

لیکن مفسرین کی ایک دوسری جماعت یہ کہتی ہے کہ اس سے مراد نظر بد کا اثر پہنچانا نہیں' بلکہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ "کافر لوگ جب تم کو قرآن پڑھتا ہوا سنتے ہیں' تو تمہاری طرف عداوت کی نظروں سے دیکھنے لگتے ہیں اور ان کا یہ دیکھنا اس شدت سے ہوتا ہے کہ قریب ہے تم کو گرا دیں۔" زجاج نے یہی قول اختیار کیا ہے اور یہ محاورہ کلام عرب میں موجود ہے کہ فلاں شخص نے اس کو ایسی تیز نظر سے دیکھا کہ قریب تھا وہ گر جائے۔

---

(۱) تفسیر ابن جریر (۲۹/ ۴۶)

(۲) تفسیر قرطبی (۱۸/ ۲۵۴)

(۳) تفسیر قرطبی (۱۸/ ۲۵۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زجاج کہتا ہے نظر بد کا قرینہ یہ ہے کہ اس کا سماع قرآن سننے کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے' یعنی ''یہ لوگ قرآن کا سننا سخت ناپسند کرتے ہیں' اس لیے جب اس کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ تم کو بغض اور عداوت کے باعث سخت تیز نظروں سے دیکھنے لگ جاتے ہیں۔''

مہلک نظر کے اسباب واثرات

میں کہتا ہوں (یعنی علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) کہ جو نظر مہلک اثر پیدا کرتی ہے اس کا سبب بعض اوقات حسد اور عداوت ہوتا ہے۔ اور جیسے حاسد کے نفس خبیث کا محسود یعنی حسد کیے گئے شخص پر موذی اور مہلک اثر پڑتا ہے۔ اسی طرح نظر بد لگانے والے کا بھی پڑتا ہے۔ اور اس کا اثر اس وجہ سے زیادہ طاقتور ہوتا ہے کہ سامنے ہونے کی حالت میں قوت نفسانی اپنا عمل زیادہ کرتی ہے کیونکہ فرض کیا گیا دشمن جب نظروں سے غائب ہو تو ممکن ہے کہ انسان اس کی عداوت بھول جائے' لیکن اس کو دیکھ کر پوشیدہ جذبات جوش میں آجاتے ہیں اور نفس مکمل طور پر محسود کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اس لیے اس حالت میں نظر کا اثر قوی ہوتا ہے' یہاں تک کہ جس پر نظر ڈالنا مقصود ہوتا ہے بعض اوقات وہ گر جاتا ہے' اور بعض اوقات اس کو بخار ہو جاتا ہے' اور کبھی وہ غش کھا کر بیہوش ہو جاتا ہے۔

اس قسم کے واقعات اکثر مشاہدہ میں آتے ہیں اور بہت سے لوگوں نے ایسا ہوتے دیکھا ہے۔ بعض اوقات اس نظر بد کا سبب صرف ''پسندیدگی'' ہوتا ہے اور عام طور پر اسی کو نظر بد کہا جاتا ہے' کیونکہ کسی چیز کو جب پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے تو دیکھنے والے کے نفس میں ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اور چونکہ بعض خبیث طبائع میں ایک زہریلا مادہ موجود ہوتا ہے جو اس کیفیت کے ظہور میں آتے ہی متحرک ہو جاتا ہے' اس لیے اس کا نتیجہ اس شخص یا چیز کی ہلاکت یا نقصان ہوتا ہے جس پر وہ نظر ڈالی گئی ہو۔

نظر بد ایک حقیقت ہے!

عبدالرزاق نے بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بیان کی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اَلْعَیْنُ حَقٌّ" (۱)

نظر بد کا لگنا ایک حقیقت ہے' یعنی محض توہم پرستی نہیں۔

عبید بن رفاعہ سے روایت ہے کہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جعفر کی اولاد اکثر نظر بد کا شکار ہو جاتی ہے' تو کیا ہم ان کے لیے کوئی دم وغیرہ کا عمل کریں؟ آپؐ نے اس بات کا جواب اثبات میں دیا اور فرمایا: "اگر کوئی چیز تقدیر سے آگے بڑھ سکتی تو وہ نظر بد ہوتی۔" (۲)

الغرض کافر لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حسد اور عداوت تھی۔ اور آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ حاسد کی نظر قوی تر ہوتی ہے' اس لیے جن مفسرین نے یہ کہا ہے کہ اس آیت سے مراد نظر بد کا اثر ڈالنا ہے ان کا مقصد یہی ہے کہ وہ لوگ حسد اور عداوت کی نظروں سے آپؐ کو دیکھتے تھے جس کا برا اثر ہر طرح سے مسلّم ہے۔

لیکن جن مفسرین نے یہ کہا ہے کہ اس آیت سے مراد نظر بد کا اثر نہیں' وہ اس لحاظ سے درست کہتے ہیں کہ کافروں کا دیکھنا "پسندیدگی" کا دیکھنا نہیں تھا جسے عام اصطلاح میں نظر بد کہا جاتا ہے۔ ترمذی میں بروایت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ منقول ہے کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انسان کی نظر بد سے پناہ مانگا کرتے تھے۔" (۳) اور اگر نظر بد میں کوئی شر نہ ہوتا تو آپؐ اس سے پناہ کیوں مانگتے؟ نیز ترمذی میں حیہ بن حابس تمیمی کی ایک روایت ہے کہ میرے باپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ "نظر بد کا لگنا ایک حقیقت ہے۔" (۴)

---

(۱) مصنف عبدالرزاق (۱۹۷۷۸)
صحیح بخاری۔ کتاب الطب : باب العین حق (حدیث ۵۷۴۰)
صحیح مسلم۔ کتاب السلام : باب الطب والمرضی والرقی (حدیث ۲۱۸۷)

(۲) سنن ترمذی۔ کتاب الطب : باب ماجاء فی الرقیة من العین (حدیث ۲۰۵۹)
سنن ابن ماجه' کتاب الطب : باب من استرقی من العین (حدیث ۳۵۱۰)

(۳) سنن ترمذی۔ کتاب الطب : باب ماجاء فی الرقیة بالمعوذتین (حدیث ۲۰۵۸)
سنن نسائی۔ (۵۴۹۶)۔ سنن ابن ماجه (۳۵۱۱)

(۴) سنن ترمذی۔ کتاب الطب : باب ماجاء ان العین حق (حدیث ۲۰۶۱) و فیه حیة بن حابس التمیمی حدثنی ابی انه سمع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ...... والله اعلم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظر بد اور تقدیر

ایک دوسری حدیث ترمذی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ''اگر کوئی چیز تقدیر سے آگے بڑھ سکتی تو وہ نظر بد ہوتی۔'' اس کے بعد ترمذی نے لکھا ہے کہ اس بارے میں ایک حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے اور یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ (۱)

بری نظر والا بھی حاسد ہے

عائن یعنی نظر بد لگانے والا بھی ایک قسم کا حاسد ہے' لیکن عام حاسدوں سے وہ زیادہ مضر ہے۔ اور غالباً اسی نکتہ کے اظہار کے لیے سورہ فلق میں حسد کے ذکر کو کافی سمجھا گیا ہے کیونکہ عام کے ضمن میں خاص داخل ہوتا ہے' یعنی ہر نظر بد لگانے والا حاسد ہے' لیکن اس کے برعکس نہیں' اس لیے جب حاسد کے شر سے پناہ مانگ لی گئی تو نظر بد سے بھی پناہ چاہی گئی۔

حسد کی حقیقت اللہ تعالیٰ کی کسی دی ہوئی نعمت کے چھن جانے کی خواہش کرنا ہے اور حاسد اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا دشمن ہوتا ہے اور شر اس کی طبیعت میں مرکوز ہوتا ہے جو اس کی فطری خباثت کا نتیجہ ہے۔

جادو اور حسد

حسد کے برعکس سحر اور جادو کا شر فطری نہیں بلکہ اکتسابی یعنی خود کمایا ہوتا ہے' اور جیسے کہ پہلے ذکر ہوا اس میں شیاطین کی ارواح خبیثہ سے مدد طلب کی جاتی ہے۔

دونوں سورتوں کا موضوع

اس سورہ شریفہ میں ساحر اور حاسد کے شر کا ذکر کر کے شر کی دونوں قسموں (فطری اور اکتسابی) کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ سحر اور حسد کا شر شیاطین الانس اور شیاطین الجن

(۱) سنن ترمذی۔ کتاب الطب : باب ماجاء ان العین حق (حدیث ۲۰۶۲) والحدیث ایضاً عند مسلم فی صحیحہ' کتاب السلام : باب الطب والمرضی والرقی (حدیث ۲۱۸۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں سے پیدا ہوتا ہے۔ لیکن شر کی ایک اور قسم ہے جو صرف مؤخر الذکر (شیاطین جن) سے صادر ہوتی ہے' یعنی وسوسہ جس کے ذکر کے لیے دوسری سورت الناس کو مخصوص فرمایا ہے۔

ساحر اور حاسد کا عمل

ساحر یا حاسد باہر سے اپنا عمل کرتا اور ایذا پہنچاتا ہے۔ مسحور یا محسود کے ردّ عمل کو اس میں دخل نہیں۔ لیکن وسوسہ کا عمل اس وقت مضر ثابت ہوتا ہے جبکہ انسان کا قلب اس کی طرف مائل ہو اور اس کو قبول کر لے' اس لیے وسوسہ کے نتیجہ میں اگر انسان کسی برے عمل کا ارتکاب کر بیٹھے یا اس کے ارتکاب کا پختہ ارادہ کر لے تو وہ مواخذہ کے قابل ہے' کیونکہ یہ اس کے اپنے ارادہ اور سعی و عمل کی سزا ہوگی۔ اس کے برخلاف ساحر اور حاسد اپنے شر کی سزا کے خود حقدار ہوں گے' محسود اور مسحور کا اس سے کچھ واسطہ نہیں۔ لہٰذا ساحر اور حاسد کا ایک سورۃ میں ذکر کیا گیا اور شیطان کے وسوسہ کا دوسری میں۔

بعض اوقات حسد اور سحر دونوں ایک دوسری کے ساتھ مناسبت رکھنے کی وجہ سے ایک ہی ذات میں جمع ہو جاتے ہیں۔ مثلاً: یہود کی قوم ساحر بھی تھی اور حاسد بھی۔ ان کے سحر کا ذکر سورۃ بقرہ کی اس آیت میں ہے:

﴿ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۚ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ وَمَا هُمْ بِضَاۗرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّھُمْ وَلَا يَنْفَعُھُمْ ۭ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ڜ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَھُمْ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾ (البقرہ: ۲/ ۱۰۲)

''ان لوگوں نے اس علم کی پیروی کی جو سلیمان (علیہ السلام) کی سلطنت میں شیطان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھا کرتے تھے۔ اور سلیمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا بلکہ ان شیطانوں نے کفر کیا تھا جو لوگوں کو جادو اور وہ علم سکھاتے تھے جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر اترا تھا۔ اور وہ (دونوں فرشتے) کسی کو اس وقت تک وہ علم نہ سکھاتے تھے جب تک وہ یہ نہ کہتے تھے کہ ہم تو (تمہارے لیے) ایک آزمائش ہیں، اس لیے تم (ہم سے اس علم کو سیکھ کر) کفر مت کرو۔ پس وہ لوگ (باوجود ان فرشتوں کی اس تنبیہ کے) ان سے ایسا علم سیکھتے تھے جس سے وہ مرد اور اس کی عورت کے درمیان جدائی ڈالتے تھے۔ (اس علم جادو سے) وہ لوگ سوائے اللہ تعالیٰ کے حکم کے کسی کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ بلکہ وہ ان سے ایسا علم سیکھتے جس سے خود ان کو نقصان پہنچتا اور ان کو (اس علم سے) کچھ نفع نہیں پہنچتا۔ اور وہ لوگ (اس بات کو بھی) جان چکے ہیں کہ جو شخص اس علم کا خریدار ہوا (علم جادو سیکھا) اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں رہتا۔ البتہ اگر ان لوگوں کو سمجھ ہوتی تو جان لیتے کہ وہ چیز (علم جادو کا سیکھنا) بہت بری چیز ہے جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانوں کو بیچا ہے۔“

اور یہودیوں کے حسد کے ذکر سے تو قرآن کریم تقریباً بھرا پڑا ہے جیسے فرمایا:

﴿ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ ﴾

(النساء : ۴/ ۵۴)

”کیا وہ لوگوں کے ساتھ اس لیے حسد کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو نعمتیں دیں؟“

اگرچہ ساحر کے ساتھ بھی شیطان ہوتا ہے، لیکن حاسد خود شیطان کے مشابہ ہوتا ہے، کیونکہ شیطان کو فساد سے محبت ہے اور وہ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کا زوال چاہتا ہے اور حاسد بھی انہیں اوصاف کا حامل ہوتا ہے۔ سب سے پہلے ابلیس علیہ اللعنۃ نے سیدنا آدم علیہ السلام کے شرف اور فضیلت پر حسد کیا تھا جس کا نتیجہ اس کے انکار سجود اور ہمیشہ کے لیے لعنتی قرار پانے کی شکل میں ظاہر ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ قوی جادو کون سا ہے؟

سحر کی کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ساحر اللہ اور رسول کی مخالفت میں جتنا زیادہ سرگرم ہو اتنا ہی وہ اپنے فن میں زیادہ ماہر ہوتا ہے۔ اور اسی لیے بت پرستوں کا جادو اہل کتاب کے جادو سے اور یہودیوں کا جادو نام نہاد مسلمانوں کے جادو سے زیادہ قوی ہوتا ہے۔ موطا امام مالک (رحمہ اللہ) میں کعب رحمہ اللہ کی ایک روایت ہے کہ مجھ کو تورات کے چند ایک کلمات یاد ہیں (جن کی برکت سے میں جادو کے اثرات سے محفوظ رہتا ہوں) ورنہ بصورت دیگر یہودی لوگ مجھ کو گدھا بنا دیتے۔ وہ کلمات یہ ہیں:

((اَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ الَّذِیْ لَيْسَ شَیْءٌ اَعْظَمَ مِنْهُ وَبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِیْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ وَ بِاَسْمَاءِ اللّٰهِ الْحُسْنٰی مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَالَمْ اَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَاَ وَبَرَاَ))[1]

”میں اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کی پناہ مانگتا ہوں' جس سے بڑھ کر کوئی نہیں اور اللہ تعالیٰ کے کامل کلام کی پناہ مانگتا ہوں جس سے کوئی نیک یا برا تجاوز نہیں کر سکتا' اور میں اللہ تعالیٰ کے بہترین اسمائے پاک کی پناہ مانگتا ہوں خواہ وہ مجھ کو معلوم ہیں یا میرے علم سے باہر ہیں' ہر ایسی چیز کے شر سے جس کو اس نے پیدا کیا اور پھیلایا۔“

(۱) مؤطا امام مالك (۲/ ۹۵۱۔ ۹۵۲) كتاب الشعر : باب ما يؤمر من التعوذ (حديث ۱۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۱۰

حاسد کے شر سے پناہ مانگنا

اللہ تعالیٰ کا قول ﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ﴾ جن اور انسان دونوں کے شر سے پناہ مانگنے پر مشتمل ہے۔ شیطان اور اس کی جماعت مؤمنوں کے ساتھ اس فضل وانعام کی وجہ سے جو اِن کے ساتھ کیا گیا ہے، حسد کرتے ہیں، جیسے کہ اس نے ہمارے باپ سیدنا آدم علیہ السلام کے ساتھ کیا تھا۔ اور وہ اس کی اولاد کا بھی اسی طرح دشمن ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ﴾ (فاطر: ۶/۳۵)

''بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے، اس لیے تم بھی اس کو اپنا دشمن قرار دو۔''

لیکن شیاطین الجن کا کام زیادہ تر وسوسہ ڈالنا ہے اور شیاطین الانس کا کام حسد کرنا ہے، اگرچہ درحقیقت دونوں قسم کے شیطانوں میں دونوں اوصاف پائے جاتے ہیں اس لیے ﴿مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ﴾ دونوں کے شر سے پناہ مانگنے پر مشتمل ہے۔

سورۂ فلق کا خلاصہ

یہ سورۃ تمام دنیا کے شرور سے پناہ مانگنے پر مشتمل ہے اور اپنے اندر استعاذہ (پناہ مانگنے) کے چار کلمات رکھتی ہے:

(۱) پہلے میں مخلوقات کے عام شر سے پناہ مانگنے کا ذکر ہے۔

(۲) دوسرے میں شب تاریک کے شر سے پناہ طلب کی گئی ہے۔

(۳) تیسرے اور چوتھے میں ساحر اور حاسد کے شر سے پناہ طلب کی گئی ہے۔

ان دونوں کا شر نفس خبیثہ کی شرارت کا نتیجہ ہے جن میں سے پہلا یعنی ساحر شیطان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مدد کا خواہش مند اور اس کی عبادت میں مشغول رہتا ہے۔

جادوگر اور شیطان

جادو کا عمل عموماً شیطان کی عبادت کرنے اور اس کا قرب حاصل کیے بغیر مؤثر نہیں ہوتا۔ مثلاً: یا تو وہ شیطان کے نام پر ذبح کرتا ہے یا اس ذبح سے مقصود اس کا تقرب ہوتا ہے: ﴿وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾ (البقرہ۲:۱۷۳) ''اور جو غیر اللہ کے لیے ذبح کیا گیا'' میں اسی کی حرمت بیان کی گئی ہے۔ اسی طرح اس سے اور بھی اعمال شرکیہ سرزد ہوتے ہیں' جن کو اگرچہ وہ دوسرے ناموں سے موسوم کرے' لیکن درحقیقت وہ شیطان کی پرستش اور اس کی عبادت ہوتی ہے۔

شرک اور کفر کوئی مخفی مفہوم نہیں رکھتے بلکہ ان کا اطلاق ایک حقیقت پر ہوتا ہے جہاں بھی وہ پائی جائے۔ اس کی توضیح ایک مثال سے ہو سکتی ہے: ایک شخص مخلوق کو سجدہ کرتا ہے لیکن اسے زمین بوسی جیسے الفاظ سے تعبیر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا یہ سجدہ عبادت کے لیے نہیں بلکہ تعظیم کے لیے ہے' میرا سجدہ سجدۂ عبادت نہیں بلکہ سجدہ تعظیمی ہے۔ تاہم اس کے ایسا کہنے سے اس شرک کی حقیقت تبدیل نہیں ہوتی اور بہرحال وہ سجدہ عبادت ہی کہلائے گا' اور اس کا مسجود اس کا معبود ہوگا' خواہ سجدہ کرنے والا کتنا ہی اس سے بیزاری کا اظہار کرے۔[1]

شیطان کی عبادت

اسی طرح ایک شخص شیطان کو خوش کرنے کے لیے ذبح کرتا ہے' اس کو پکارتا ہے اور اس سے پناہ مانگتا ہے تو اس نے گویا شیطان کو معبود قرار دیا' اگرچہ وہ خود اپنے اس فعل

(۱) مثلاً: حرام کردہ شراب کی حقیقت یہ ہے کہ پینے کی چیز جو نشہ پیدا کرے' شراب ہے۔ اب اگر کوئی اس کو نبیذ یا مثلث وغیرہ کے ناموں سے پکارے تو اس سے اس کی ماہیت میں فرق نہیں آتا اور نہ ہی مسلمان کے لیے اس کا پینا حلال ہوگا۔ اسی طرح حلالہ کا نکاح یا نکاح متعہ چونکہ دراصل نکاح نہیں زنا ہیں' اس لیے نکاح کے ساتھ موسوم کرنے سے ان کی حقیقت نہیں بدل سکتی۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو عبادت سے موسوم نہ کرے بلکہ اس کو استخدام وغیرہ کے نام سے تعبیر کرے[1] اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَٰبَنِىٓ ءَادَمَ أَن لَّا تَعْبُدُوا۟ ٱلشَّيْطَٰنَ ۖ إِنَّهُۥ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝ وَأَنِ ٱعْبُدُونِى ۚ ﴾ (یس ۳۶/ ۶۰'۶۱)

''اے آدمؑ کے بیٹو! ......کیا میں نے تمہاری طرف اپنا پیغام نہیں بھیجا کہ شیطان کی عبادت مت کرنا؟ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور تم کو چاہیے کہ میری ہی عبادت کرو۔''

اس آیت کریمہ میں شیطان کے نقش قدم پر چلنے کو عبادت سے تعبیر کیا گیا ہے حالانکہ کوئی بھی اپنے منہ سے نہیں کہتا کہ میں شیطان کی عبادت کرتا ہوں۔ دوسری جگہ کلام پاک میں ارشاد ہے:

﴿ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَٰٓئِكَةِ أَهَٰٓؤُلَآءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا۟ يَعْبُدُونَ ۝ قَالُوا۟ سُبْحَٰنَكَ أَنتَ وَلِيُّنَا مِن دُونِهِم ۖ بَلْ كَانُوا۟ يَعْبُدُونَ ٱلْجِنَّ ۖ ﴾

(سبا ۳۴/ ۴۰۔۴۱)

''اس دن کو یاد کرو جبکہ اللہ ان سب کو زندہ کر کے جمع کرے گا' اس کے بعد فرشتوں سے مخاطب ہو گا کہ کیا یہ لوگ تمہاری عبادت میں مشغول رہتے تھے؟ وہ عرض کریں گے کہ تو پاک اور بے عیب ہے' تو ہمارا کارساز ہے نہ کہ وہ۔ بلکہ یہ لوگ تو شیطانوں کی عبادت کرتے تھے۔''

باوجودیکہ یہ لوگ فرشتوں کی عبادت کے مدعی تھے' پھر بھی ان کو شیطان کے پجاری قرار دیا گیا۔

غیر اللہ کی عبادت

ان دونوں آیتوں سے نہایت واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ شرک و کفر اور

---

(۱) جیسے کہ نام نہاد مسلمانوں میں عامل و کاہن اس قسم کی حرکات کو استخدام کہتے ہیں' یہ اسی کی طرف اشارہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر اللہ کی عبادت بھی دوسرے با معنی اسماء کی طرح ایک خاص مفہوم اور حقیقت رکھتے ہیں۔ جہاں کہیں بھی وہ مفہوم اور حقیقت پائی جائے وہیں ان الفاظ کا اطلاق ہوگا' چاہے اس کا ارتکاب کرنے والا اپنے اس فعل کو خالص توحید اور ایمان ہی سے کیوں نہ تعبیر کرے۔[1] الغرض یہ تو ساحر کا حال ہے جو شیطان سے مدد طلب کرتا اور اس کی عبادت میں مشغول رہتا ہے۔ لیکن اس کے دوسرے بھائی حاسد کی مدد خود شیطان کرتا ہے کیونکہ وہ اس کا سچا نائب اور خلیفہ ہوتا ہے۔ اور دونوں کو یہ گوارا نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی نعمتوں سے بہرہ ور فرمائے بلکہ وہ ہمیشہ دوسروں کے زوال اور نقصان کی آرزو کرتے ہیں۔

---

(۱) الغرض کسی کی اپنی تعبیر کا کچھ اعتبار نہیں۔ ہمیشہ حقیقت کو پیش نظر رکھا جائے گا۔ یہ ایک قابل قدر تحقیق ہے اور اس کو یاد رکھنا لازم ہے کیونکہ اس تحقیق کے مدنظر نہ رکھنے سے بڑی بڑی غلطیاں واقع ہوتی ہیں۔ اکثر اہل علم و دانش اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ ہمارے زمانہ کے مسلمان چاہے اولیاء کرام کے حق میں کتنا ہی غلو اور اندھا عقیدہ رکھتے ہوں لیکن وہ ان کو اپنا معبود اور اللہ کا شریک نہیں کہتے' حالانکہ یہ ایک سادہ حقیقت ہے کہ جب وہ اولیاء کو انہیں صفات کا مظہر سمجھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ان کو مشرک اور غیر اللہ کے پجاری خیال نہ کیا جائے۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : 11

حاسد جب حسد کرے تو! ......

حاسد کے شر پر ''اِذَا حَسَدَ'' کی قید

ایک اہم نکتہ

یہ بھی قابل غور بات ہے کہ حاسد کے شر کو ﴿اِذَا حَسَدَ﴾ (جب وہ حسد کرے) کے ساتھ لازم ٹھہرایا گیا ہے' کیونکہ بعض اوقات ایک شخص کے دل میں حسد موجود ہوتا ہے لیکن وہ اس کو دبائے رکھتا ہے اور اس کی زبان سے یا ہاتھ سے محسود کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچتا ہے۔ بلکہ وہ اپنے بھائی مسلمان کے ساتھ وہی سلوک کرتا ہے جو ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے ساتھ کرنا چاہیے اور جس کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔ اس قسم کا حسد مضر نہیں اور عموماً اس سے کوئی آدمی خالی نہیں ہوتا' مگر جس کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

مؤمن حاسد ہو سکتا ہے؟

حسن بصری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا مؤمن حاسد ہو سکتا ہے؟ آپ نے جواب دیا: ''کیا تم نے یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا قصہ بھلا دیا ہے؟''

الغرض مؤمن کے دل میں حسد کا پیدا ہونا ممکن ہے' لیکن وہ اپنے اس جذبہ کی اطاعت نہیں کرتا' بلکہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو مقدم سمجھتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے خوف کھاتا اور حیاء کرتا ہے اور جس بات کو اللہ پسند کرتا ہے اس کو برا جاننا پسند نہیں کرتا۔ اس لیے وہ کسی سے نعمت چھن جانے کے خیال کو دل میں جاگزیں ہونے نہیں دیتا بلکہ ایسے خیال کو دور کرنے کی کوشش میں مشغول رہتا ہے اور محسود کے لیے زیادتیٔ خیر اور دوام نعمت کی دعاء کرتا رہتا ہے۔ اس کے برخلاف جب حسد کا اثر انسان کے ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ظاہر ہو تو وہ حسد ناپسندیدہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔

حسد کے مراتب

حسد کے تین مراتب ہیں:

① یہ کہ ایک شخص کسی دوسرے سے کسی نعمت کے چھن جانے کی تمنا کرے۔

② کوئی شخص جہالت یا تنگدستی یا کمزوری یا پریشانیٔ قلب وغیرہ میں مبتلا ہے اور حاسد اس شخص کے حق میں یہ نہیں چاہتا کہ اس کی یہ حالت تبدیل ہو اور اللہ تعالیٰ اس پر فضل فرما کر ان مصائب سے اسے نجات دے اور اس کو اپنی رحمت کا حق دار ٹھہرائے۔

ان دونوں مراتب میں فرق یہ ہے کہ پہلے میں موجود اور میسر نعمت اور دوسرے میں متوقع نعمت پر حسد کیا جاتا ہے۔ لیکن دونوں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کو ناپسند کرتے ہیں اور اس کے بندوں کے دشمن ہیں اور دونوں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخت ناپسندیدہ ہیں۔ لوگ بھی ان کو اپنا دشمن خیال کرتے ہیں اور اس لیے وہ اپنی مرضی سے کسی حاسد کو اپنا سردار نہیں بننے دیتے اور نہ کوئی ایسے شخص کی غمخواری اور ہمدردی کرتا ہے۔ لوگ اسی شخص کا سردار ہونا پسند کرتے ہیں جو ان کے ساتھ احسان کرے اور ہمدردی سے پیش آئے۔ حاسد کی حکومت اور سیادت کو وہ اپنے حق میں ایک بلا اور مصیبت خیال کرتے ہیں۔ الغرض حاسد لوگوں کو ناپسند کرتا ہے اور وہ اس کو ناپسند کرتے ہیں۔

③ حسد کی تیسری قسم غبطہ ہے۔ اس میں دوسرے سے نعمت چھن جانے کی خواہش نہیں کی جاتی بلکہ ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ جو کمال اور نعمت دوسرے کو حاصل ہے وہ مجھ کو بھی حاصل ہو جائے۔ غبطہ کو مجازاً حسد کہا جاتا ہے ورنہ یہ کوئی معیوب وصف نہیں بلکہ ایک مرغوب اور محمود صفت ہے اور اسے رشک بھی کہہ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کا حال بیان کر کے فرمایا ہے:

﴿ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ۝ ﴾ (المطففين : ۸۳/ ۲۶)

''اور ایسے ہی اعلیٰ مقام حاصل کرنے کے لیے رشک کرنے والوں کو رشک کرنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیے۔"

صحیحین میں ایک حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: "صرف دو ہی آدمی ہیں جن کے حال پر حسد کرنا (رشک کرنا) جائز' بلکہ مستحسن ہے۔ ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور پھر اس کو راہ حق میں خرچ کرنے کی توفیق بخشی ہو۔ دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے علم نافع عطاء فرمایا ہے' جس سے وہ خود بھی فیض یاب ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دیتا ہے۔"(۱)

اس قسم کے حسد یعنی غبطہ یا رشک کا محرک ہمتِ عالیہ ہوتی ہے جو اس کے حامل کو نیک کام کرنے پر ابھارتی ہے اور اہل خیر و صلاح کے ساتھ مشابہت حاصل کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ ایسا شخص یہ نہیں چاہتا کہ کسی دوسرے پر جو انعام اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ اس سے چھن جائے بلکہ اس کے حق میں اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی نعمتیں برقرار رہنے کی خواہش رکھنے کے ساتھ ساتھ وہ صرف یہ چاہتا ہے کہ وہ خود بھی انعام الٰہی کا حقدار ٹھہرے۔

حسد کی یہ قسم آیت کریمہ ﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ﴾ کے مفہوم میں داخل نہیں۔اس آیت کریمہ میں حسد کی پہلی دو قسموں کے شر سے پناہ مانگنا مقصود ہے اور محسود (یعنی حسد کا نشانہ بننے والے) کو ایک بہترین علاج کی تعلیم دی گئی ہے۔ کیونکہ اس کا مدعا اللہ تعالیٰ سے التجا کرنا اور اسی کے فضل وعنایت پر بھروسہ کرنا ہے اور اس میں حاسد کی شر انگیزیوں کی کچھ بھی پرواہ نہ کر کے نعمتیں عطاء کرنے والی ذات باری کی طرف رجوع کرنے کی تلقین ہے۔ گویا محسود یہ کہتا ہے کہ اے اللہ تو نے مجھ کو اپنی نعمتوں سے سرفراز فرمایا ہے' میں تجھ سے اس شخص کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جو مجھ سے ان نعمتوں کو چھیننا چاہتا ہے۔

جائے پناہ:

یہ بات ظاہر ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو اپنا جائے پناہ قرار دے اور اسی پر بھروسہ

(۱) صحیح بخاری۔ کتاب العلم : باب الاغتباط فی العلم والحکمۃ (حدیث ۷۳)
صحیح مسلم۔ کتاب صلاۃ المسافرین : باب فضل من یقوم بالقرآن و یعلمہ (حدیث۔ ۸۱۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے اللہ تعالیٰ اس کو تمام پریشانیوں سے نجات دے کر اس کو بے فکر کر دیتا ہے۔

﴿ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۝ ﴾ (الطلاق: ۶۵/ ۳)

"جو شخص اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے (یعنی اس کو کسی دوسرے کے در پر التجا کرنے کی مطلق ضرورت نہیں)۔"

﴿ اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۭ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝ ﴾ (الانفال: ۸/ ۴۰)

"بے شک اللہ تعالیٰ تمہارا آقا (کارساز) ہے اور وہ بہت ہی اچھا آقا اور نہایت ہی اچھا مددگار ہے۔"

تم اس کی مدد کو دور نہ سمجھو' اس کے نزدیک مشکل سے مشکل کام بھی آسان ترین بات ہے۔

﴿ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓي اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾ (یوسف: ۱۲/ ۲)

"اللہ تعالیٰ جس کام کو کرنا چاہتا ہے اس پر غالب اور قادر ہے' لیکن اکثر لوگ اس (حقیقت) سے ناواقف ہیں۔"

ہر مسلمان کو صرف اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہیے:

﴿ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ ﴾ (المائدہ: ۵/ ۱۱)

"تمام مسلمانوں کو صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔"

اور فقط اسی سے ڈرنا چاہیے۔

﴿ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ۭ ۝ ﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۳۹)

"اور (اللہ تعالیٰ کے رسولوں کی یہ صفت ہے کہ) وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور اس کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔"

جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا بھی خوف دل میں رکھتا ہو' جتنا غیر اللہ کا اسے خوف ہو' اس کے توکل علی اللہ میں اتنا ہی نقص ہو گا۔

﴿ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

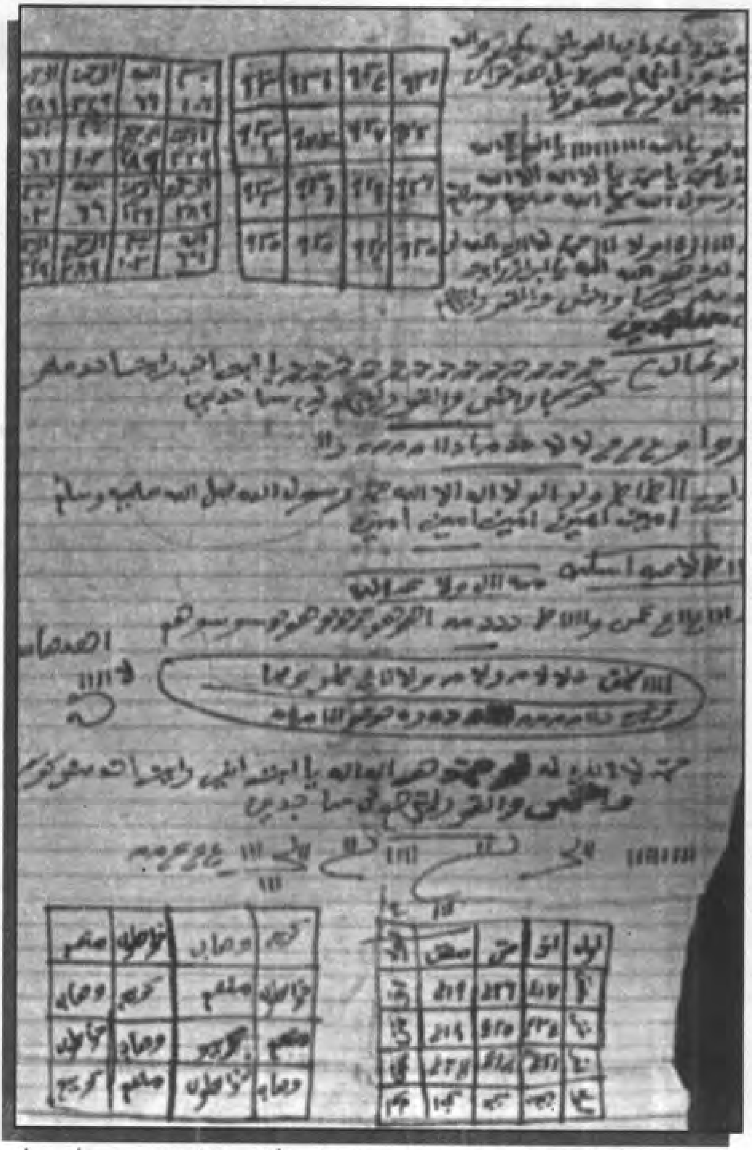

شعبدہ باز عامل مریضوں سے زیادہ سے زیادہ روپے بٹورنے کیلئے مریض کو کاغذ پر زعفران ملی روشنائی سے عجیب وغریب طلسم اور جادو لکھ کر دیتے ہیں بعض تو الٹے سیدھے عربی الفاظ یا آیات کے ٹکڑے بھی لکھ کر دیتے ہیں اور مریض کو کہتے ہیں کہ گھول کر پی جاؤ، شیطانی وجناتی حملوں سے بچ جاؤ گے۔ یہ اسلام سے عدم واقفیت اور دین سے دوری کا نتیجہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّمَا سُلْطَٰنُهُۥ عَلَى ٱلَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُۥ وَٱلَّذِينَ هُم بِهِۦ مُشْرِكُونَ ۝﴾

(النحل : ۱۶/ ۹۹۔۱۰۰)

''بے شک شیطان کا ان لوگوں پر کچھ بھی تسلط نہیں جو ایمان لائے اور وہ صرف اپنے مالک (اللہ) پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ بے شک وہ انہیں لوگوں پر غلبہ پاتا ہے جو اس (شیطان) کے دوست بنے رہتے ہیں اور جو اس کی پیروی کر کے مشرک ہوتے ہیں۔''

دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ ٱلشَّيْطَٰنُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَآءَهُۥ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝﴾ (آل عمران : ۳/ ۱۷۵)

''بیشک یہ شیطان ہی تو ہے جو (اہل ایمان کو) اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے۔ پس تم ان سے مت ڈرو اور اگر تم ایمان لائے ہو تم مجھ سے ہی ڈرو۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۱۲

حاسد کے شر سے بچاؤ کے طریقے

حاسد کا شر دس طریقوں کے ذریعہ دفع کیا جا سکتا ہے:

پہلا طریقہ: استعاذہ باللہ (اللہ کی پناہ چاہنا)

اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی جائے اور اس سے التجا کی جائے۔ اسی کی سورۂ فلق میں تلقین ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

﴿ وَ اِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ ﴾

(الاعراف : ۷/ ۲۰۰)

''اگر تم کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پیش آئے تو تم کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔ بے شک وہی سننے والا جاننے والا ہے!''

یہاں سننے سے مراد دعاء کا قبول کرنا ہے' جیسے کہ سیدنا ابراہیم خلیل علیہ السلام نے بڑھاپے میں بیٹا عطاء کیے جانے کا ذکر کر کے کہا:

﴿ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ ۝ ﴾ (ابراھیم : ۱۴/ ۳۹)

''بے شک میرا رب دعائیں قبول کرنے والا ہے۔''

سَمِیْعٌ کے ساتھ بعض جگہ عَلِیْمٌ اور بعض جگہ بَصِیْرٌ مقام کی مناسبت کی وجہ سے آیا ہے۔ جہاں کسی ایسے دشمن کا ذکر ہے جس کو ہم دیکھ نہیں سکتے اور وہ پوشیدہ طور پر شرارتیں کرتا ہے' جیسے شیطان' تو وہاں علیم کا لفظ استعمال کرنا مناسب تھا' کیونکہ علیم غیر مرئی (نظر نہ آنے والی) چیزوں پر محیط ہوتا ہے۔ اور جہاں کسی ایسے دشمن کا ذکر ہے جس کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے اور جس کی شرارتیں نظر سے پوشیدہ نہیں رہتیں' وہاں بصیر کا لفظ زیادہ موزوں ہے' جس کے معنی ہیں دیکھنے والا۔ چنانچہ اس آیت میں ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ ۙ إِنْ فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا كِبْرٌ مَا هُمْ بِبَالِغِيهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝﴾

(المومن: ۴۰/ ۵۶)

''بیشک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے بارے میں بغیر کسی نازل شدہ دلیل کے جھگڑتے رہتے ہیں' ان کے سینوں میں تکبر بھرا ہوا ہے جہاں تک ان کی رسائی نہیں' اس لیے تم کو چاہیے کہ ان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو' بے شک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے!''

اس سے آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ قرآن کریم میں اسمائے حسنیٰ کا استعمال نہایت موزوں اور مناسب مقام پر ہوا ہے۔ یہ نہیں کہ کہیں ایک اسم رکھ دیا اور کہیں دوسرا۔

دوسرا طریقہ: اللہ کا خوف اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل

محسود اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور اس کے امر اور نہی کو بجا لائے کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا اور تقویٰ اختیار کرتا ہے' خود اللہ تعالیٰ اس کا نگہبان اور متولی ہوتا ہے اور اس کو کسی دوسرے حاسد وغیرہ کے حوالے نہیں کرتا۔

﴿وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ۝﴾ (آل عمران: ۳/ ۱۲۰)

''اگر تم صبر واستقلال اور تقویٰ اختیار کرو تو ان (حاسد کافروں) کی سازشیں تم کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچائیں گی۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کا خیال رکھو گے تو تم اس کو اپنے سامنے پاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کا لحاظ رکھو گے تو وہ تمہارا نگہبان ہو گا۔''(۱)

(۱) سنن ترمذی۔ کتاب صفة القيامة: باب ۵۹ (حدیث ۲۵۱۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آپ جانتے ہیں کہ جس کو اللہ رکھے اس کو کون چکھے۔

تیسرا طریقہ: حاسد کے حاسدانہ رویے پر صبر کرنا

حاسد دشمن کے مقابلے میں صبر کیا جائے اور اس کے ایذاء پہنچانے اور تکلیف دینے کا خیال تک دل میں نہ لایا جائے کیونکہ صبر اور اللہ پر بھروسے کا ثمرہ ہمیشہ دشمن پر فتح اور کامیابی ہوتا ہے۔ بے شک بعض اوقات اللہ تعالیٰ کی نصرت (انسان کے اپنے تخمینہ کے مطابق) کسی قدر دیر سے پہنچتی ہے' لیکن ہمیں اس سے گھبرانا نہیں چاہیے اور دشمن کی سرکشی اور زیادتی کو دیکھ کر بے صبر نہیں ہونا چاہیے۔ مظلوم اپنی کوتاہ نظری کے باعث صرف سرکشی اور زیادتی کو دیکھ سکتا ہے' لیکن اس کا انجام ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور اس (مظلوم) کی کامیابی پر ہوتا ہے:

﴿وَ مَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ۝﴾

(الحج : ۲۲/ ۶۰)

''جس شخص پر ظلم کیا گیا' اگر وہ اسی قدر (انصاف کی حدود سے تجاوز نہ کرکے) اس کا انتقام لے اور پھر اس پر دوبارہ زیادتی کی جائے' تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے گا اور اس کو دشمن پر فتح دے گا۔''

کیا اللہ تعالیٰ کے اس تاکیدی وعدے میں آپ کو شک ہے؟ یہ آیت کریمہ اس کے حق میں ہے جس نے ایک مرتبہ اپنے حق کے برابر انتقام لیا ہو اور پھر اس پر زیادتی کی گئی۔ لیکن جس نے ابتداء میں صبر کیا اور اپنے آپ کو انتقام سے باز رکھا تو کیا اس کے حق میں نصرت کا یہ وعدہ اولیت کا حامل نہیں ہوگا؟ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ وہ ہمیشہ ظالم کو سزا دیتا ہے۔ یہاں تک کہا گیا ہے کہ اگر (مثلاً) ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ پر ظلم کرے تو اللہ کا قانون اس کو ہموار کیے بغیر نہیں چھوڑے گا۔

چوتھا طریقہ: توکل علی اللہ (اللہ پر بھروسہ کرنا)

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھا جائے کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتا ہے' وہ اس کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام پریشانیوں سے بے فکر کر دیتا ہے۔ اگر مخلوق کی طرف سے آپ کو کوئی ایسی تکلیف پہنچے جس کو آپ اپنی قوت اور اپنی طاقت سے رفع نہیں کر سکتے تو ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا اور اس کی نصرت کا امیدوار رہنا کامیابی اور فتحمندی کا مضبوط ترین ذریعہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے:

﴿ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۝﴾ (الطلاق : ۶۵/ ۳)

”جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتا ہے وہ اس کے لیے کافی ہے۔“

اس لیے جس کی خبر گیری کا خود اللہ تعالیٰ ضامن ہے بھلا وہ بھی کبھی ناکام ہو سکتا ہے؟ ارشاد ہوتا ہے:

﴿ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّاۤ اَذًى ۝﴾ (آل عمران : ۳/ ۱۱۱)

”تمہارے دشمن تم کو ہرگز ضرر نہ پہنچا سکیں گے' البتہ تم کو کسی قدر تکلیف پہنچے گی۔“

آخری فقرے سے مراد ان تکلیفات کا پیش آنا ہے جن سے قانون قدرت نے کسی انسان کو دور نہیں رکھا' جیسے گرمی اور سردی اور بھوک اور پیاس وغیرہ۔ اس کے علاوہ بعض تکلیفیں جو انسان کو پہنچتی ہیں وہ درحقیقت اس کے لیے فائدہ بخش ہوتی ہیں:

﴿ وَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۝﴾ (البقرہ : ۲/ ۲۱۶)

”ممکن ہے کہ تم ایک بات کو ناپسند کرو' لیکن وہی تمہارے حق میں بہتر ہو۔“

اس لیے کسی ایسی تکلیف جو انسان کے حق میں خیر کثیر کا باعث ہو' اور ایسی تکلیف جس سے دشمن اپنا جی ٹھنڈا کرے ان کے درمیان بہت بڑا فرق ہے۔ اللہ پر توکل کرنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ نے دوسری قسم کی تکلیفات سے بچانے کا ذمہ لیا ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ اس کو پہلی قسم کی کوئی تکلیف پیش آئے۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ ہر ایک عمل کی جزا اسی کی جنس سے ہوتی ہے اور چونکہ اللہ پر توکل کرنے والے نے تمام دوسری اشیاء سے منہ موڑ کر صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر بھروسہ کیا ہے' اس لیے آیت مذکورہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾ (الطلاق:۶۵/۳) کی رو سے خود اللہ تعالیٰ اس کا ضامن اور کفیل بنا ہے' اس لیے کوئی شخص سچے دل سے اللہ تعالیٰ پر توکل کرے تو اگر زمین و آسمان (والے) مل کر بھی اس کے خلاف سازش کریں' تب بھی اللہ تعالیٰ اس کو ان کی سازش کے شر سے محفوظ رکھ کر اس کی نصرت فرمائے گا۔

توکل کی حقیقت' اس کے فوائد اور اس کی ضرورت کا ہم نے اپنی کتاب الفتح القدسی میں مفصل بیان کیا ہے۔[1]

ہم نے وہاں اس بات پر بھی بحث کی ہے کہ جو لوگ اس مقام کو معلول کہتے ہیں اور عوام کے مقامات سے خیال کرتے ہیں' ان کا یہ قول باطل ہے' جس کے دلائل ہم نے وہاں مفصل بیان کیے ہیں اور اس بات کی وضاحت کی ہے کہ توکل کا مقام عارفوں کے بلند ترین مقامات میں سے ہے' اور کسی عارف کا مرتبہ کتنا ہی بلند ہو وہ اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے توکل کی مقدار سے اس کے ایمان کا درجہ معلوم ہوتا ہے۔

پانچواں طریقہ: دل کو حاسد کی فکر سے خالی رکھنا

اپنے دل کو حاسد کے ساتھ مشغول رکھنے اور اس کے بارے میں کچھ سوچنے سے بالکل بچایا جائے اور اگر اس قسم کا کوئی خطرہ دل میں پیدا ہو تو محسود اسے مٹانے کی فکر میں مصروف ہو جائے اور حاسد کی طرف دھیان اور توجہ تک نہ کرے۔ یہ اس کے شر کو رفع کرنے کا زبردست علاج ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کو اس کا دشمن اس لیے ڈھونڈتا ہے کہ وہ اس سے دست و گریباں ہو جائے' اس صورت میں اگر وہ اپنے دشمن سے گتھم گتھا ہو جائے تو یقیناً وہ بہت کچھ تکلیف پائے گا اور دشمن کو اس پر زور آزمائی کرنے کا موقع مل جائے گا۔لیکن اگر وہ اس کی طرف متوجہ نہ ہو اور اس سے بالکل بے رخی کرے تو اس حالت میں اس کے شر سے بچا رہے گا۔ ارواح کی ہو بہو یہی کیفیت ہے۔ حاسد کی روح اپنے محسود کو ایذاء پہنچانے اور تکلیف دینے کی طرف ہر وقت متوجہ

(۱) اگر کسی کو یہ کتاب نہ ملے تو وہ امام غزالی رحمہ اللہ کی کتاب احیاء العلوم میں باب التوکل کا مطالعہ کرے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہتی ہے' اس لیے اگر محسود کی روح بھی اس کی طرف متوجہ ہو تو دونوں کے درمیان ایک دائمی آویزش کی صورت پیدا ہو جائے گی اور دونوں کی ارواح اس وقت تک بے چین رہیں گی جب تک ان میں سے ایک ہلاک نہ ہو جائے' لیکن اگر محسود اپنی روحانی اور فکری قوتوں کو ادھر متوجہ نہ ہونے دے اور اگر بالفرض اس قسم کا کوئی خطرہ اس کے دل میں پیدا ہو بھی تو اس کو مٹانے اور زائل کرنے میں مشغول ہو' تو یہ طرز عمل اس کے حق میں بہت مفید ہوگا۔

حسد ایک آگ ہے جس کے لیے ایندھن کی ضرورت ہے اور جب محسود ایسا طرز عمل اختیار کرے جس سے اس کو ہرگز ایندھن نہ ملے تو اس کے شعلے خود حاسد کو بھسم کر ڈالیں گے اور محسود اس کے شر سے محفوظ رہیگا۔

نفوس شریفہ اپنے دشمنوں کے حق میں یہی رویہ اختیار کرتے ہیں اور اس رویے میں ایک ایسی روحانی حلاوت ہے کہ جس نے ایک مرتبہ اس کا مزہ چکھ لیا ہو' اس کو اپنے دشمن کے خیال میں مگن ہونا اور اپنی روحانی اور فکری قوتوں کو ادھر متوجہ رکھنا ایک مصیبت اور عذاب معلوم ہوتا ہے' ان کو اللہ تعالیٰ کی نصرت پر پورا بھروسہ ہوتا ہے اور وہ جانتے ہیں کہ ہماری اپنی کوششیں اللہ تعالیٰ کی کفالت کے سامنے ہیچ ہیں' اس کے وعدے سچے اور اس کی نصرت سب سے بڑھ کر ہے:

﴿ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ ﴾ (التوبہ: ۹/ ۱۱۱)

''اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اور کون اپنے وعدوں کا سچا ہے؟''

﴿ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا ﴾ (النساء: ۴/ ۱۲۲)

''اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کون اپنے قول میں سچا ہو سکتا ہے؟''

لیکن اس طریقۂ خاص پر عمل کرنے کی اسی سعادتمند کو توفیق ملتی ہے جس نے چھٹے طریقے پر عمل کیا ہو جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھٹا طریقہ: رضائے الٰہی کی تلاش میں مشغولیت

اپنی توجہ کو نہایت اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضاء مندی حاصل کرنے پر مرکوز رکھے اور اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور اخلاص سے اس حد تک معمور کر دے کہ جہاں نفسانی خواہشات اور شیطانی وسواس کا گزر ہوا کرتا تھا وہاں اللہ تعالیٰ کی محبت' اس کے لیے اخلاص اور اس کی خوشنودی کی طلب لبا لب بھری ہو۔ اس کی مثال ایک محب صادق کی ہے' جس کا باطن اپنے محبوب کے خیال سے اس قدر بھر پور ہوتا ہے کہ اس میں یاد محبوب کے سوا اور کسی چیز کی ہرگز گنجائش نہیں ہوتی۔

ایسی حالت میں وہ اس بات کو کب گوارا کر سکتا ہے کہ اس کے قلب میں حاسد کا خیال جاگزیں ہو اور وہ اس سے انتقام لینے کی فکر میں مشغول ہو؟ ایسے خیالات صرف اس دل میں آ سکتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی خوشنودی کی طلب نے جگہ نہ بنائی ہو۔ بے شک جب دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے اخلاص نے گھر کر لیا ہو' ان کا نگہبان خود اللہ تعالیٰ ہوتا ہے اور وہ دشمن کے تسلط سے محفوظ رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے کلام مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ جب ابلیس کو اپنی نجات سے مایوسی ہوئی تو اس نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی:

﴿ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ○ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ○ ﴾

(ص : ۳۸/ ۸۳)

''تیری عزت کی قسم! یقیناً میں ان سب کو گمراہ کروں گا لیکن تیرے مخلص بندے مجھ سے بچے رہیں گے۔''

آگے بطور تصدیق ارشاد ہوتا ہے:

﴿ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ ○ ﴾

(الحجر : ۱۵/ ۴۲)

''بے شک میرے بندگان خاص پر تمہارا کچھ بھی تسلط نہیں ہوگا' بلکہ تمہاری جماعت میں وہی گمراہ لوگ داخل ہوں گے جو اپنے اختیار سے تمہاری پیروی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں گے۔"

اور یوسف علیہ السلام کے حق میں ارشاد باری ہے:

﴿ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ۭ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۝﴾

(یوسف : ۱۲/ ۲۴)

"اس طرح ہم نے اس سے برائی اور بے حیائی کو دور کیا' کیونکہ وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے تھا۔"

گویا جو شخص اس قلعہ میں داخل ہوا وہ بڑا سعادتمند ہے' وہ ہر قسم کے خوف سے امن میں رہے گا اور دشمن اس کے قریب نہیں جا سکے گا۔

ساتواں طریقہ: گناہوں سے استغفار

آدمی کو اپنے گناہوں سے تائب ہونا چاہیے کیونکہ دشمن کے مسلط ہونے کا سب سے بڑا سبب انسان کے اپنے گناہ ہوتے ہیں۔

﴿ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ ۝﴾ (الشوریٰ : ۴۲/ ۳۰)

"جو مصیبت بھی تم کو پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کا کسب وعمل ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو (جو اس امت کے برگزیدہ ترین افراد کا مجموعہ تھے) جنگ اُحد کے موقع پر اس طرح مخاطب کیا گیا ہے:

﴿ اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ۭ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ ۝﴾ (آل عمران : ۳/ ۱۶۵)

"کیا جب تم کو مصیبت پہنچی' حالانکہ تم اس سے دگنی مصیبت اپنے دشمنوں کو پہنچا چکے تھے' تو تم کہنے لگے کہ ہائیں! یہ مصیبت کہاں سے؟ (اے محمدؐ!) ان سے صاف کہہ دیں کہ یہ مصیبت تمہارے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے۔"

الغرض انسان کو جو تکلیف بھی آئے وہ اس کے گناہوں کا نتیجہ ہوگی خواہ اس کو اپنے ان گناہوں کا علم ہو یا نہ ہو' کیونکہ جن گناہوں کا انسان کو علم ہوتا ہے ان سے کئی گنا ایسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گناہ ہوتے ہیں جن کا اس کو علم نہیں ہوتا اور وہ ان کو بھول چکا ہوتا ہے۔ ایک مشہور دعائے ماثورہ میں ہے:

''اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا وَّاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا اَعْلَمُ''(۱)

''اے اللہ!...... میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میں نے دانستہ تیرے ساتھ کسی کو شریک بنایا ہو اور میں ان گناہوں کی تجھ سے معافی چاہتا ہوں جن کو میں نہیں جانتا۔''

اس لیے انسان پر لازم ہے کہ وہ اپنے ان گناہوں کی بابت بھی معافی اور مغفرت طلب کرے جن کو وہ نہیں جانتا ہے اور جن کی شامت سے اس کو مصائب اور تکالیف پیش آتی ہیں۔

ایک بزرگ سے منقول ہے کہ کسی نے ان سے سخت کلامی کی اور انہیں برا بھلا کہا۔ وہ بزرگ فوراً اپنے گھر میں داخل ہوئے اور دروازہ بند کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کبریائی میں گریہ زاری کی اور گڑگڑائے اور اپنے دانستہ یا نادانستہ گناہوں کی بخشش طلب کی' پھر باہر نکل کر اس شخص سے اس طرح مخاطب ہوئے: ''میں نے اپنے گناہوں سے توبہ کر لی ہے جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تم کو مجھ پر مسلط فرمایا تھا۔''

ہم کسی موقع پر ذکر کریں گے کہ دنیا بھر میں شر کی جتنی قسمیں پائی جاتی ہیں' وہ بنی نوع انسان کے گناہوں اور ان کے نتائج و اسباب تک محدود ہیں'(۲) اگر انسان گناہوں سے سلامت رہے تو ان کے نتائج سے بھی ضرور سلامت رہے گا۔ اس لیے اگر کسی شخص پر دشمن مسلط ہو اور اس پر زیادتی کرے اور اس کو تکلیف پہنچائے تو اس کے لیے مفید ترین تدبیر یہ ہے کہ وہ سچے دل سے توبہ کرے اور اس کی سعادتمندی اسی میں ہے کہ بجائے

(۱) الادب المفرد للبخاری (حدیث۔ ۷۱۶)۔ مسند احمد (۴/ ۴۰۳) وللحدیث طرق و شواھد۔

(۲) الجواب الکافی میں مصنف علیہ الرحمۃ نے اس پر مفصل بحث کی ہے اور اس کتاب کا اردو ترجمہ دارالابلاغ نے پوری تحقیق اور التزام کے ساتھ شائع کر دیا ہے۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے کہ دشمن سے انتقام لینے کی فکر کرے' اپنے گناہوں اور عیوب پر نظر ڈالے اور ان سے تائب ہوکر اپنے اعمال کی اصلاح میں مشغول ہو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ خود اس کی حفاظت اور اس کی نصرت فرمائے گا۔

آٹھواں طریقہ: صدقہ اور نیک اعمال کا لازمی اہتمام

ممکن حد تک صدقہ دینا اور نیکی کرنا ہر بلا' مصیبت' نظر بد اور حسد کا شر دفع کرنے میں حیرت انگیز اثر رکھتے ہیں۔ زمانۂ قدیم اور زمانۂ حال میں مختلف لوگوں نے تجربے کیے حتیٰ کہ اب یہ بات مسلم ہوچکی ہے کہ صدقہ دینے والے اور نیکی کرنے والے اشخاص نظر بد اور حسد کے شر سے محفوظ رہتے ہیں اور اگر ان کو کسی سے کوئی مصیبت پہنچ بھی جائے تو ان کا انجام اچھا ہوتا ہے' اور اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم اور اس کی تائید ان کے شامل حال رہتی ہے۔ صدقہ دینے والے محسن کے لیے اس کا صدقہ اور احسان ایک قلعہ ہے' ایک ڈھال ہے جو اس کے محافظ ہوتے ہیں۔

مختصر بات یہ کہ اللہ تعالیٰ کا شکر نعمت کو چھن جانے سے بچاتا ہے۔ اور نعمت کے چھن جانے کا ایک قوی ترین سبب حاسد کا حسد ہے جس کا دل نعمت زائل ہوئے بغیر ٹھنڈا نہیں ہوتا۔ اس لیے آدمی کو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر کرنا چاہیے جس کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اس کی خوشنودی حاصل کرنے میں صرف کیا جائے۔ اور یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بڑھ کر اور کوئی چیز نعمت کو زائل نہیں کرتی' اور اسی کا نام کفران نعمت ہے جس کا انجام بعض اوقات یا اکثر اوقات کفر ہوتا ہے' والعیاذ باللہ۔

نواں طریقہ: آتشِ حسد کو احسان سے بجھانا

حاسد کی آتش حسد کے شراروں کو اس کے ساتھ احسان کرکے بجھایا جائے اور جس قدر وہ زیادتی کرے اتنا ہی اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا جائے اور اس کے ساتھ اظہار ہمدردی کرکے ہر طرح اس کی مدد کی جائے۔ لیکن دشمن سے اس قسم کا سلوک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا نفس پر نہایت ہی گراں گزرتا ہے اور بہت کم خوش نصیب اور سعادت مند لوگوں کو ایسا کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ۝ وَمَا يُلَقّٰهَا اِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا ۚ وَمَا يُلَقّٰهَا اِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ۝ ﴾ (حم السجدہ: ۴۱/ ۳۴۔۳۵)

”نیکی اور برائی ایک جیسی نہیں۔ تم برائی کے بدلے میں اچھے سے اچھا سلوک کرو جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارا دشمن تمہارا سرگرم دوست بن جائے گا۔ لیکن اس کی توفیق انہیں کو دی جاتی ہے جو صبر اور ثابت قدمی کی صفت رکھتے ہیں۔ اور اس پر عمل کرنے والا کوئی بڑا ہی سعادت مند ہوگا۔“

رسول اللہ ﷺ نے ایک نبی علیہ السلام کا حال بیان فرمایا کہ ان کی قوم نے راہ حق میں ان کو پتھروں سے مار مار کر خون آلود کیا تو انہوں نے اپنے چہرے سے خون کو پونچھتے ہوئے کہا:

﴿ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴾ (۱)

”اے اللہ! میری قوم کو بخش دے کیونکہ وہ نہیں جانتے۔“

اس ایک ہی کلمے میں انہوں نے احسان کے چار مقامات کو جمع کر لیا:

۱. ان کی سخت ترین برائی کو معاف کیا۔
۲. ان کے لیے بخشش طلب کی۔
۳. خود ان کے لیے ایک عذر پیش کیا کہ وہ نہیں جانتے۔
۴. اللہ تعالیٰ کی مہربانی کو زیادہ قریب لانے کے لیے ان کی نسبت اپنی طرف کی اور کہا کہ یہ میری قوم ہے۔

جیسے کوئی شخص کسی حاکم کے پاس سفارش کرتے ہوئے کہتا ہے: یہ میرا عزیز ہے

(۱) صحیح بخاری۔ کتاب احادیث الانبیاء: باب (۵۴) حدیث الغار (حدیث ۳۴۷۷)
صحیح مسلم۔ کتاب الجهاد: باب غزوة احد (حدیث ۱۷۹۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرا بیٹا یا میرا دوست ہے۔ اس سے اس حاکم کو مہربان کرنا اور شفاعت کو زیادہ مؤثر بنانا مقصود ہوتا ہے۔ اگر چہ اس مقام کا حاصل کرنا دشوار ہے' پھر بھی اس کو آسان بنانے کا ایک طریقہ ہے' اور وہ یہ ہے کہ تم اپنے دل میں سوچ لو کہ آخر تم نے بھی تو گناہ کیے ہیں' جن کی سزا سے تم خوفزدہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت کے امیدوار ہو۔ اور اس پر اکتفاء نہیں بلکہ تم یہ بھی چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا فضل اور انعام فرمائے اور تم کو جنت میں داخل کر کے اونچے درجات سے سرفراز فرمائے۔ جب تم اپنے حق میں اللہ تعالیٰ سے یہ سلوک چاہتے ہو تو اس سے پہلے تم کو چاہیے کہ خود اپنے حاسدوں اور بد خواہوں سے جو تمہارے گنہگار ہیں' عفو اور احسان کا سلوک کرو' یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی تم سے ایسا ہی سلوک کرے گا' کیونکہ جزا عمل کی قسم سے ہوتی ہے۔ بصورت دیگر تم کو اللہ تعالیٰ سے اس قسم کے سلوک کی توقع رکھنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ علاوہ ازیں اگر تم اپنے دشمن سے درگزر کر کے اس پر احسان کرو گے تو اللہ تعالیٰ اس میں تمہاری امداد فرمائے گا اور تمہارے لیے یہ مشکل اور دشوار عمل آسان ہو جائے گا۔

ایک صحابیؓ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے قرابت والوں کی شکایت کی کہ میں ان سے نیکی کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ برائی کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''جب تک تم اس عمل پر قائم رہو گے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے ساتھ ایک غیبی مدد گار رہے گا۔''(۱)

قطع نظر آخرت کے ثواب اور اجر کے' اس دنیا میں بھی ایسا شخص لوگوں میں ہر دلعزیز ہوتا ہے اور وہ اس کے ثناء خواں رہتے ہیں اور دشمن کے مقابلے میں وہ ہمیشہ اس کا ساتھ دیتے ہیں کیونکہ جو شخص کسی دوسرے پر احسان کرتا ہے اور دوسرا اس سے برائی کرتا ہے' تو ہر ایک شخص فطری طور پر اول الذکر کا ساتھ دے گا اور دوسرا ان کے نزدیک قابل ملامت ہو گا۔ اس لیے دشمن پر احسان کر کے تم نے گویا نامعلوم طور پر اپنے لیے

(۱) صحیح مسلم۔ کتاب البر والصلة : باب صلة الرحم (حدیث ۲۵۵۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھیوں اور مددگاروں کا لشکر بنا لیا جو نہ تم سے تنخواہ مانگتے ہیں اور نہ روٹی کا مطالبہ کرتے ہیں۔

حاسد کے لیے ایسی حالت میں دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ اس کے متواتر احسانات سے متاثر ہوکر حسد چھوڑ دے اور اس کا بندۂ احسان بن جائے۔ اس صورت میں وہ دونوں شیروشکر ہوکر ایک دوسرے کے دوست بن جائیں گے۔ اور اگر بالفرض اس کا خبیث نفس اس کو حسد چھوڑنے نہیں دیتا اور وہ اپنے محسود کو ضرر پہنچانے اور تکلیف دینے سے باز نہیں آتا' تو اس کا انجام یقیناً حاسد کی ہلاکت ہوگا۔

الغرض تم اپنے حاسد اور بدخواہ کے ساتھ احسان کر کے اس کو نیچا دکھا سکتے ہو اور خود تم کو وہ سچی خوشی حاصل ہوسکتی ہے جس کے حصول کا انتقام کی حالت میں ہرگز تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے' وھو الموفق والمعین

اس مقام پر پہنچنے میں انسان کو پورے ایک سو سے زائد دینی اور دنیاوی فوائد حاصل ہوتے ہیں جن کی تفصیل کسی دوسرے موقع پر کی جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

دسواں طریقہ: عالم اسباب نظر انداز کر کے خالق حقیقی کو نفع وضرر کا مالک سمجھنا

یہ طریقہ مذکورہ بالا سب طریقوں کا جامع ہے اور ان سب کا اسی پر مدار ہے' یعنی تمام ظاہری اسباب سے اپنی نظر کو آگے بڑھا کر مسبب الاسباب پر اپنی نظر جمانا اور اس بات کا یقین رکھنا کہ تمام علل اور اسباب خالق تعالیٰ کے ارادے اور اس کی قدرت کے ساتھ وابستہ ہیں اور اس کے اذن کے بغیر کچھ بھی ضرر یا نفع نہیں پہنچا سکتے۔ وہی کسی کے دل میں ڈالتا ہے کہ تم سے احسان کرے اور وہی کسی کے دل میں ایک ایسی صفت پیدا کر دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ تمہارے ساتھ برائی کرنے پر آمادہ ہوتا ہے۔

﴿وَإِن يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِن يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ ۚ﴾ (یونس: ۱۰/۱۰۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اگر اللہ تعالیٰ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو سوائے اس کے اور کوئی بھی اس کو دور نہیں کر سکتا اور اگر وہ تمہارے حق میں بھلائی کرنا چاہے تو کوئی بھی اس کی مہربانی کو رد نہیں کر سکتا۔''

رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو مخاطب کر کے فرمایا:

''تم جان لو کہ اگر تمام لوگ اکٹھے ہو کر تم کو کوئی نفع پہنچانا چاہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے مقدر نہ کیا ہو تم وہ ہرگز تم کو وہ نفع نہیں پہنچا سکیں گے۔ اسی طرح اگر وہ سب اکٹھے ہو کر تم کو کوئی تکلیف پہنچانا چاہیں جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تقدیر میں نہیں لکھی ہے تو وہ ہرگز تم کو کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچا سکیں گے۔''(۱)

جب انسان اس حقیقت کو پیش نظر رکھ لے اور اپنے عقیدۂ توحید کو خالص کرے تو اس کے دل سے ماسوا اللہ کا خوف نکل جاتا ہے اور وہ دشمن کی مخالفانہ کوششوں کو ایک تنکے کی وقعت نہیں دیتا' کیونکہ اس کی امید اور خوف صرف اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے' وہ صرف اللہ سے رجوع کرتا ہے اور اسی پر توکل کرتا ہے۔ اور وہ سمجھتا ہے کہ اگر وہ اپنی فکری قوتوں کو دشمن سے ڈرنے اور اس سے انتقام لینے کے خیال میں صرف کرے گا تو اس سے اس کے عقیدۂ توحید میں نقصان آ جائے گا جس کو وہ ہمیشہ خالص اور کامل رکھنا چاہتا ہے۔ اور اس حالت میں خود اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرماتا اور اس کو حاسدوں اور دشمنوں کے شر سے بچاتا ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ﴾ (الحج : ۲۲/ ۳۸)

''بے شک اللہ تعالیٰ مؤمنوں کی حمایت فرماتا ہے۔ بے شک وہ کسی بھی خیانت کرنے والے اور ناشکرے کو دوست نہیں رکھتا۔''

اس لیے اگر کسی شخص کا ایمان کامل ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی حمایت فرمائے گا'

---

(۱) سنن ترمذی۔ کتاب صفة القيامة : باب (۵۹) (حدیث ۲۵۱۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ اس کے وعدے سچے ہیں اور ان کے خلاف ہونا ناممکن ہے' لیکن اگر اللہ تعالیٰ اس کی حمایت کما حقہ نہیں فرماتا ہے تو یقیناً سمجھ لو کہ اتنا ہی اس شخص کا ایمان ناقص ہوگا۔

ایک بزرگ کا قول ہے کہ جو شخص پوری طرح اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے' اللہ تعالیٰ بھی پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے یکسر منہ پھیر لیتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے منہ پھیر لیتا ہے۔ لیکن جو شخص کبھی کبھی اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ بھی کبھی کبھی اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

الغرض توحید ایک مضبوط قلعہ ہے اور جو شخص اس کے اندر داخل ہوا' وہ تمام بلاؤں اور مصائب سے بچا رہے ہوگا۔

ایک بزرگ کا قول ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس سے ہر ایک چیز ڈرتی ہے لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا ہے وہ ہر ایک چیز سے ڈرتا ہے۔

خلاصۂ بحث

یہ پورے دس طریقے ہیں جن کے ذریعہ حاسد' ساحر اور نظر بد لگانے والے کا شر دفع کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس سے مفید تر کوئی بات نہیں کہ انسان پوری طرح اپنے اللہ کی طرف متوجہ ہو' اسی پر اس کا بھروسہ ہو اور اس کے بغیر کسی کا خوف دل میں نہ لائے اور نہ کسی سے امید رکھے' اس کا دل اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کے ساتھ اٹکا ہوا نہ ہو اور نہ وہ کسی دوسرے کو مصیبت کے وقت پکارے نہ اس سے فریاد کرے' کیونکہ جس کے دل میں کسی دوسری چیز کی محبت ہو اور اس کے ساتھ اس کا دل معلق ہو' یا اس کے خوف اور امید کا مرکز اللہ تعالیٰ کی ذات پاک نہ ہو' یا کسی دوسرے کا خوف اس کے دل میں جاگزیں ہو' تو وہ اسی غیر کے حوالے کر دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے اپنی نگہبانی اٹھا لیتا ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا قانون حکمت ہے اور اس میں تبدیلی نہیں آتی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۱۴

جن، جادو اور حسد کے متعلق چار مختلف نظریات

سورہ فلق کی تفسیر کے ضمن میں آپ کو بعض ایسے نفع بخش اور مفید اصول بتا دیے گئے ہیں جن کا جاننا انسان کے لیے نہایت لازم ہے' کیونکہ وہ دین و دنیا کے فائدے اور بہتری پر مشتمل ہیں۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ حاسد کے نفس اور اس کی آنکھوں میں ایک زہریلا اثر ہوتا ہے اور شیاطین کی روحیں سحر و جادو کے ذریعہ سے اپنا اثر ظاہر کرتی ہیں۔ حاسدوں اور شیاطین کے متعلق چار مختلف فرقے اور عقیدے لوگوں میں پیدا ہوئے ہیں۔

پہلا فرقہ: اہل کلام اور مادہ پرست

یہ فرقہ حاسد اور جن دونوں کے اثر کا منکر ہے' لیکن یہ لوگ پھر دو جماعتوں میں منقسم ہو گئے ہیں:

1. پہلی جماعت نفوس ناطقہ اور جنوں کے وجود کی قائل ہے لیکن ان کے اثر کی منکر ہے۔ یہ ان کلامیوں کا قول ہے جن کو روحانی قوتوں اور غیبی اسباب کی تاثیر سے انکار ہے۔
2. دوسری جماعت سرے سے ان کا وجود ہی نہیں مانتی۔ ان کا قول ہے کہ انسان اسی ظاہری جسم اور خدوخال کا نام ہے جس میں چند ایک صفات اور اغراض موجود ہیں' لیکن روح یا نفس ناطقہ کا کوئی مستقل وجود نہیں۔ جن اور شیطان انسان کے اعراض ہیں [1] جو اس کے ساتھ قائم ہیں۔

---

(۱) اعراض جمع عرض کی ہے۔ عرض اس کو کہتے ہیں جس کا بذات خود کوئی مستقل وجود نہ ہو بلکہ کسی ←

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکثر مادہ پرست اور بعض نام نہاد حکمائے اسلام کا یہی مذہب ہے۔ علم کلام کے بعض رسیا بھی اسی کے قائل ہیں جن کی سلف نے سخت مذمت کی ہے اور ان کو اہل بدعت وضلالت کا نام دیا گیا ہے۔

دوسرا فرقہ: معتزلہ وغیرہ

یہ فرقہ اس بات کا منکر ہے کہ نفس انسانی کا بدن سے الگ کوئی مستقل وجود ہے' لیکن وہ جن اور شیطان کے مستقل وجود کے قائل ہیں۔ معتزلہ اور بعض دیگر کلامیوں کا یہی قول ہے۔

تیسرا فرقہ: کاہن وغیرہ

اس فرقہ کا عقیدہ اس کے برعکس ہے' یعنی وہ نفس انسانی کا بدن سے الگ مستقل وجود مانتے ہیں۔ لیکن ان کے نزدیک جن اور شیطان نفس انسانی ہی کی روحانی قوتوں اور صفات کا نام ہے۔ مسلمان حکماء کی ایک بڑی جماعت نے اس قول کی تائید کی ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ دنیا میں جو عجیب وغریب اثرات اور خلاف عادت امور پائے جاتے ہیں وہ سب نفس انسانی کے مظاہر ہیں۔ سحر اور کہانت(1) ان کے نزدیک نفس انسانی ہی کی قوتوں کے کرشمے ہیں۔

شیخ بوعلی سینا اور اس کے پیروکاروں کا یہی قول ہے اور انہوں نے اپنے اس قول کو یہاں تک وسعت دی ہے کہ رسولوں کے معجزات کو بھی اسی کی ایک قسم تصور کیا ہے۔ اہل دین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ لوگ رسولوں کے پیروکاروں میں داخل نہیں۔

← دوسری چیز کے ضمن میں اس کا وجود پایا جائے' مثلاً: سیاہی اور سفیدی' علم اور جہل وغیرہ کا بذات خود کوئی مستقل وجود نہیں بلکہ کسی چیز یا کسی انسان کے وجود سے ان کا وجود وابستہ ہے۔ (مترجم)

(1) رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پیشتر عرب میں کثرت سے کاہن موجود تھے جو غیب دانی کے مدعی تھے اور پیشین گوئیاں کرتے تھے' جن میں سے بعض پیشین گوئیاں اتفاقیہ طور پر کبھی کبھی ایک حد تک سچی بھی ثابت ہو جاتی تھیں۔ ان لوگوں کے پیشہ کو "کہانت" کہتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھا فرقہ: اہل حق کی جماعت

یہ فرقہ رسولوں کے پیروکاروں ااور اہل حق کا ہے جو اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ انسان کا نفس ناطقہ اس کے بدن سے الگ ایک مستقل وجود رکھتا ہے۔ اسی طرح وہ جنوں اور شیاطین کا مستقل وجود بھی مانتے ہیں' اور ان کے لیے وہی صفتیں ثابت کرتے ہیں جن کا اثبات اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور ان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں کیونکہ ان کا اعتقاد ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی ان کے شر سے بچانے والا نہیں۔

الغرض ان چار فرقوں میں سے یہی ایک فرقہ حق پر ہے۔ دوسرے فرقوں کے اقوال میں حق اور باطل دونوں باہم ملے ہوئے ہیں۔ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۳

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ مَلِكِ النَّاسِ ۙ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ۙ الۡخَنَّاسِ ۙ الَّذِىۡ يُوَسۡوِسُ فِىۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ۙ مِنَ الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

”کہو!...... میں تمام لوگوں کے رب‘ تمام لوگوں کے بادشاہ اور تمام لوگوں کے معبود کی پناہ ڈھونڈتا ہوں‘ وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے‘ وہ شیطان جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ (برے خیالات) ڈالتا رہتا ہے‘ وہ جنوں سے ہو یا انسانوں سے۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۱

جس ذات سے پناہ مانگی جاتی ہے' اس کا تعارف

یہ سورت بھی پہلی سورت کی طرح استعاذہ اور مستعاذ بہ اور مستعاذ منہ پر مشتمل ہے۔ استعاذہ (پناہ مانگنا) کی تفصیل وہی ہے جس کا ذکر سورۂ فلق میں گزر چکا ہے۔

مستعاذبہ: جس کی پناہ لینا مطلوب ہے' وہ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہے' کہ جس کو مندرجہ ذیل عظیم الشان صفات سے موصوف کیا گیا ہے:

﴿رَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ اِلٰهِ النَّاسِ﴾

(۱) تمام لوگوں کا پرورش کرنے والا۔

(۲) تمام لوگوں کا بادشاہ۔

(۳) تمام لوگوں کا معبود۔

مستعاذمنہ : یعنی جس کی ذات سے پناہ مانگی جائے وہ شیطان ہے' جس کے شر سے پناہ لی جاتی ہے۔ پناہ کے اس موقع پر اللہ تعالیٰ کے اسمائے پاک کی مناسبت کا ذکر کرنا ضروری ہے' اس لیے ہم پہلے ان تینوں [1] تراکیب کا مفہوم بیان کرتے ہیں اور اس کے بعد مناسبت کی وجہ بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

ربّ کی تفسیر

ربّ النّاس میں النّاس کی طرف رب کا لفظ مضاف کیا گیا ہے جو ربوبیت سے مشتق ہے' جس کے معنی ہیں مخلوق کو پیدا کرنا' ان کی پرورش کرنا' ان کی ضروریات کو پورا

(۱) رب الناس' ملک الناس اور الٰہ الناس لغوی لحاظ سے مرکب اضافی ہیں جن میں پہلا لفظ (مثلاً رب) مضاف ہے اور دوسرا لفظ (الناس) مضاف الیہ ہے اور ان کی باہمی نسبت اضافت کہلاتی ہے۔ (محسن فارانی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا‘ اور ہر طرح سے ان کی خبر گیری فرمانا‘ اس لیے ربوبیت کا مفہوم اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس کی قدرت کامل ہو‘ اس کا علم وسیع اور محیط ہو‘ وہ اپنی مخلوق کی ضروریات سے واقف ہو‘ اور اس کی رحمت اور احسان کی کوئی انتہا نہ ہو۔

مَلِكِ کی تفسیر

﴿مَلِكِ النَّاس﴾ میں ﴿مَلِك﴾ یعنی بادشاہ کا لفظ ﴿الناس﴾ کی طرف مضاف (منسوب) کیا گیا ہے‘ جس کے معنی یہ ہیں کہ تمام لوگ اس کے تابع فرمان بندے ہیں اور وہ جس طرح چاہتا ہے ان میں تصرف کرتا ہے‘ کوئی اس کی قدرت کاملہ کے دائرہ سے باہر نہیں اور ہر طرح سے اس کو ان پر تسلط حاصل ہے۔ وہ ان کا سچا بادشاہ ہے جس کی طرف وہ ہر تکلیف اور مصیبت کے پیش آنے پر رجوع کرتے ہیں اور ان کے تمام امور کا انتظام وانصرام کلی یا جزوی طور پر اسی کے ہاتھ میں ہے۔

اِلٰه کی تفسیر

﴿الٰہ الناس﴾ میں الٰہ یعنی معبود کا لفظ ﴿الناس﴾ کی طرف مضاف کیا گیا ہے‘ جس کا مفہوم یہ ہے کہ وہی ان کا سچا معبود ہے اور اس کی ربوبیت اور اس کی بادشاہت میں کوئی بھی شریک نہیں‘ اس لیے صرف وہی عبادت کا مستحق ہے اور اس کی عبادت میں کسی کو شرکت کا حق حاصل نہیں۔

قرآن کا اسلوب

قرآن کریم کا اسلوب کلام یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ جابجا مشرکوں کو اپنی ربوبیت اور اپنی بادشاہت کا قائل کر کے ان سے اپنی الوہیت اور معبودیت کے استحقاق پر توجہ دلاتا ہے جس میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کے شریک بنا رکھے ہیں۔[1]

خلاصۂ کلام

جب یہ ثابت ہوا کہ اللہ ہی ہمارا رب ہے‘ وہی ہمارا بادشاہ اور وہی ہمارا معبود ہے

(۱) ورنہ ربوبیت اور بادشاہت میں تو وہ بھی اس کو وحدہ لاشریک مانتے ہیں۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو ان باتوں کو مان کر ہمیں چاہیے کہ مصائب اور تکلیف میں اسی کی طرف رجوع کریں' اسی کو اپنی مدد کے لیے پکاریں اور اسی کے ساتھ اپنے خوف اور امید کو وابستہ رکھیں' اسی کی محبت سے ہمارے دل بھر پور ہوں' اور اسی پر ہمارا بھروسہ اور توکل ہو' اس کے سوا کسی دوسرے کے سامنے اپنا سر نیاز مند نہ جھکائیں اور کسی دوسرے کی بارگاہ میں طلب حاجات کے لیے نہ گڑگڑائیں کیونکہ وہی ہمارا رب اور ہمارے تمام امور کا والی ہے' ہم اس کے مملوک یعنی غلام اور بندے ہیں اور وہی ہمارا سچا بادشاہ ہے جس کے ہاتھ میں ہمارے تمام مطالبات کی کنجی ہے وہی ہمارا سچا معبود ہے جس سے ہم لمحہ بھر کے لیے بھی بے نیاز نہیں ہو سکتے اور اس کی طرف ہماری احتیاج اس سے بہت زیادہ ہے جتنے کہ ہم اپنی روح اور اپنی زندگی کے محتاج ہیں' اس لیے ہم سب کے لیے لازم ہے کہ ہر وقت اسی کی بارگاہ کبریائی میں اپنی جبین نیاز زمین پر رگڑیں اور مصائب اور سختیوں کے وقت اسی کے آگے دست التجا پھیلائیں' ہماری تمام احتیاجوں کو وہی رفع فرما سکتا ہے اور رفع فرمائے گا اور ہر ایک قسم کی مشکل وہی آسان کر سکتا ہے اور کرے گا۔

اس تمام بحث سے آپ کو شر شیطان سے پناہ مانگنے کے لیے' جو انسان کا شدید ترین دشمن ہے' ان اسمائے حسنٰی اور صفات علیا کی وجہ مناسبت معلوم ہو گئی ہو گی۔

تینوں اسمائے الٰہی کی جامعیت

سورۃ الناس کی ابتدائی آیات میں الناس کو جو ان اسمائے حسنٰی رب' ملک اور الٰہ کا مضاف الیہ ہے' بار بار دہرایا گیا ہے اور ضمیر پر اکتفاء نہیں کیا گیا۔ اس میں یہ نکتہ ہے کہ مخاطب کو واضح طور پر معلوم ہو جائے کہ ربوبیت' بادشاہت اور معبودیت تینوں مستقل صفات ہیں اور تینوں کے مفہوم کو الگ الگ ذہنوں میں رکھنا چاہیے' تا کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کا صفحۂ دل پر گہرا نقش ثبت ہو جائے۔

ان الفاظ کی ترتیب میں ایک نہایت دلچسپ نکتہ ملحوظ رکھا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ربوبیت کی صفت کو اپنے عموم کی وجہ سے مقدم رکھا گیا ہے۔ چونکہ مخلوق کو پیدا کرنے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی خبر گیری کرنے کے بعد ان میں تصرف کرنے اور اپنے امر ونہی کو ان پہ نافذ کرنے کی باری آتی ہے' اس کا نافذ الامر بادشاہ ہونا ربوبیت کے سادہ مفہوم کی تکمیل ہے' اس لیے ترتیب طبعی کے مطابق ملك لفظ کو دوسری جگہ پر رکھنا مناسب تھا۔

اسی طرح بادشاہت کا کمال الوہیت میں ہے اور الوہیت کا مفہوم ان تینوں صفات میں خاص تر واقع ہوا ہے' کیونکہ ہر ایک مالک اور بادشاہ معبود نہیں ہوتا' اس لیے اس کا سب سے آخر میں ذکر کرنا موزوں تھا۔ علاوہ ازیں یہ تینوں اسماء بلحاظ جامعیت معنیٰ کے تمام اسمائے حسنیٰ کے معانی پر مشتمل ہیں۔

ربّ الناس کا مفہوم

ربّ الناس کا لفظ اپنے وسیع مفہوم میں مندرجہ ذیل اسمائے حسنیٰ کے معانی کو لیے ہوئے ہے:

1. اَلْقَادِرُ۔...... قدرت رکھنے والا۔
2. اَلْخَالِقُ۔ اَلْبَارِئُ۔ اَلْمُصَوِّرُ۔ پیدا کرنے والا' خدوخال بنانے والا اور تصویر کھینچنے والا۔
3. اَلْحَیُّ۔ اَلْقَیُّوْمُ ...... زندہ اور برقرار جس کی ذات پاک کے ساتھ سب مخلوقات کا قیام ہے اور وہ ان کا قیّوم ہے۔
4. اَلْعَلِیْمُ۔ ...... جاننے والا۔
5. اَلسَّمِیْعُ اَلْبَصِیْرُ۔ ...... سننے والا' دیکھنے والا۔
6. اَلْمُحْسِنُ۔ اَلْمُنْعِمُ۔ ...... احسان کرنے والا' اور نعمتیں دینے والا۔
7. اَلْجَوَّادُ۔ ...... نہایت سخی اور فیاض۔
8. اَلْمُعْطِیُ۔ اَلْمَانِعُ۔ ......اپنے قانون حکمت کے مطابق دینے۔ اور روکنے والا۔
9. اَلضَّارُ۔ اَلنَّافِعُ۔ ...... ضرر اور نفع پہنچانے والا۔
10. اَلْمُقَدِّمُ۔ اَلْمُؤَخِّرُ۔ ...... کسی کو آگے اور کسی کو پیچھے کرنے والا۔

وہ جس کو چاہتا ہے اپنے قانون حکمت کے مطابق ہدایت دیتا ہے اور جس کو چاہے گمراہی میں چھوڑتا ہے' کسی کو سعادت بخشتا ہے اور کسی کو متقی بناتا ہے' عزت اور ذلت اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرضی کے موافق دیتا ہے اور اس کے یہ تمام تصرفات قانونِ حکمت کے مطابق ہوتے ہیں۔

مَلِكُ النَّاس کا مفہوم

﴿ملك الناس﴾ کو وسیع ترین معنوں میں لیا جائے تو ذیل کے اسمائے حسنیٰ کا مفہوم اس کے ضمن میں آ جاتا ہے:

① اَلْعَزِيْزُ۔ اَلْجَبَّارُ۔ اَلْمُتَكَبِّرُ۔ ...... غالب (اپنے زبردست قانون قدرت کے اتباع پر تمام مخلوقات کو) مجبور کرنے والا، عظمت اور کبریائی والا۔

② اَلْحَكَمُ۔ اَلْعَدْلُ۔ ...... حکومت کرنے والا اور با انصاف۔

③ اَلْخَافِضُ۔ الرَّافِعُ۔ ...... کسی کو (حسب استحقاق) نیچے پھینکنے والا اور کسی کے درجات بلند کرنے والا۔

④ اَلْمُعِزُّ۔ اَلْمُذِلُّ۔ ...... عزت اور ذلت دینے والا۔

⑤ اَلْعَظِيْمُ۔ اَلْجَلِيْلُ۔ اَلْكَبِيْرُ۔ ...... عظمت اور جلال اور کبریائی والا۔

⑥ اَلْوَالِيُ۔ اَلْمُتَعَالِيُ۔ ...... باختیار حاکم اور بڑی شان والا۔

⑦ مٰلِكُ الْمُلْكِ۔ ...... تمام بادشاہت کا مالک۔

﴿اله الناس﴾ کا مفہوم

﴿اله الناس﴾ میں لفظ اِلٰہ تمام اسمائے حسنیٰ کے معانی پر مشتمل ہے، کیونکہ اس کا مفہوم (یعنی معبودحق) تمام صفات کمال کا جامع ہے۔ چنانچہ لفظ اللہ سے لفظ اللہ کے اشتقاق کے متعلق سیبویہ اور دیگر نحویوں کا یہ قول بالکل درست ہے کہ یہ دراصل اَلْاِلٰہ تھا، ادغام کے بعد اللہ ہو گیا اور نیز یہ کہ (اللہ) اسم ذات ہے اور وہ تمام اسمائے حسنیٰ کے معنی پر جو اسمائے صفات ہیں، مشتمل سمجھا جاتا ہے۔

الغرض یہ تینوں اسماء چونکہ تمام اسمائے حسنیٰ کے معنی کو اپنے اندر لیے ہوئے ہیں، اس لیے جو شخص شیطان کے شر سے ان کی پناہ طلب کرے گا وہ مستحق ہے کہ اس کو اس کے شر سے پناہ دی جائے اور اسے اس کے وسوسہ سے محفوظ رکھا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۲

سورۂ فلق اور سورۂ ناس کا باہم موازنہ!

دنیاوی شرور

- سورۂ فلق میں ان شرور سے پناہ مانگنے کا ذکر ہے جو خارج سے انسان کو پیش آتے ہیں۔
- سورۂ ناس میں اس شر عظیم کا ذکر ہے جو خود انسان کے اندر موجود ہے اور جس سے بچنا خود اس کی اپنی قوت مدافعت پر منحصر ہے۔

دنیا میں ''شر'' کی دو ہی بڑی بڑی مندرجہ ذیل قسمیں ہیں:

① ایک ذنوب اور معاصی یعنی گناہوں کا شر۔

② دوسرا مصائب اور تکالیف کا شر۔

پہلی سورت میں مؤخر الذکر قسم کے شر سے پناہ مانگی گئی ہے اور دوسری سورت میں اول الذکر قسم کے شر سے پناہ طلب کی گئی ہے جس کی اصل ہمیشہ شیطان کا وسوسہ ہوتا ہے لیکن انسان کو اس کے اثرات روکنے کا اختیار حاصل ہے اور آدمی اس پر غالب آ سکتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۳

وسواس کیا ہیں؟

وسوسہ کے لفظی و اصطلاحی معنی

وسوسة کے اصلی معنی ہیں: آہستہ سے کوئی بات کہنا جس کا دوسرے حاضرین کو احساس نہ ہو۔ اصطلاح میں اس کے معنی ہیں: شیطان کا کسی کے دل میں برائی کا خیال ڈالنا۔ اس قسم کے مصدر میں عموماً تکرار کے معنی ہوتے ہیں اور شیطان کے القاء کو اس لحاظ سے وسوسہ کہنا مناسب ہے کہ وہ بھی بار بار القاء کرتا ہے۔

وسواس کے لفظ میں نحویوں کا اختلاف [1] ہے کہ آیا وہ مصدر ہے یا صفت؟ لیکن راجح قول یہ ہے کہ وسواس اسم صفت ہے جس کے معنی ہیں 'وسوسہ ڈالنے والا' اور اس سے مراد شیطان ہے۔

شیطان کا وسوسہ تمام گناہوں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کی جڑ ہے۔ یہ وسوسہ ایک ایسا شر ہے جس کا سبب خود انسان کے اندر موجود ہے اور اس کا تعلق انسان کے کسب اور اختیار سے ہے اور اس لیے اس سے بچنے کا وہ خود ذمہ دار ہے کیونکہ شیطان کا وسوسہ اس وقت تک کچھ بھی شر پیدا نہیں کرتا جب تک آدمی خود اس کو قبول نہ کرے اور اس پر عمل پیرا نہ ہو۔

---

(۱) ہر ایک فریق نے اپنے قول کی ترجیح میں لمبے چوڑے استدلالات کیے ہیں جن کا بیان کرنا عام ناظرین کے لیے دلچسپی کا موجب نہ ہونے کے علاوہ ان کی سمجھ سے بھی کسی قدر بالاتر ہوگا' اس لیے ان مباحث کا حذف کرنا مناسب معلوم ہوا۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے سورۂ ابراہیم میں ہماری تنبیہ کے لیے شیطان کا ایک مکالمہ نقل فرمایا ہے، جو قیامت کے روز وقوع میں آئے گا۔ اس میں شیطان کہے گا:

﴿وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُم مِّن سُلْطَٰنٍ إِلَّآ أَن دَعَوْتُكُمْ فَٱسْتَجَبْتُمْ لِى ۖ فَلَا تَلُومُونِى وَلُومُوٓا۟ أَنفُسَكُم ۖ﴾ (ابراھیم: ۱۴/ ۲۲)

''اور مجھ کو تم لوگوں پر کسی قسم کا (ذرہ بھر) تسلط نہیں تھا۔ میرا کام صرف اتنا تھا کہ میں نے تم کو بلایا (وسوسہ ڈالا) اور تم نے اس (وسوسے) کو قبول کر لیا۔ اس لیے تم مجھ کو ملامت نہ کرو بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرو۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۴

خناس کی پہچان

خنّاس کے معنی

خناس مشتق ہے خنس سے، جس کے معنی ہیں ظہور میں آنے کے بعد چھپ جانا اور پیچھے ہٹ جانا۔ قرآن میں ہے:

﴿ فَلَآ أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝﴾ (التکویر: ۸۱/ ۱۵)

''میں قسم کھاتا ہوں ان ستاروں کی جو ظہور میں آنے کے بعد چھپ جاتے ہیں۔''

بعض مفسرین نے دوسرے معنی لے کر اس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ ستارے جو آگے بڑھتے بڑھتے پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ الغرض اس مادہ میں یہ دونوں معنی پائے جاتے ہیں۔

خنّاس مبالغے کا صیغہ ہے جس کے معنی ہیں بہت چھپ جانے والا اور بہت پیچھے ہٹ جانے والا۔ یہ شیطان کے وسواس کی دوسری صفت بد ہے، اور اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہوجاتا ہے تو شیطان اس کے قلب پر چھا جاتا ہے اور اس کے دل میں قسم قسم کے وسوسے ڈالتا ہے جو مختلف گناہوں کے ارتکاب کا بیج بوتے ہیں۔ لیکن جب انسان اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو جائے اور شیطان کے شر سے اس کی پناہ پکڑ لے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے گویا ظاہر ہونے کے بعد پھر چھپ جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

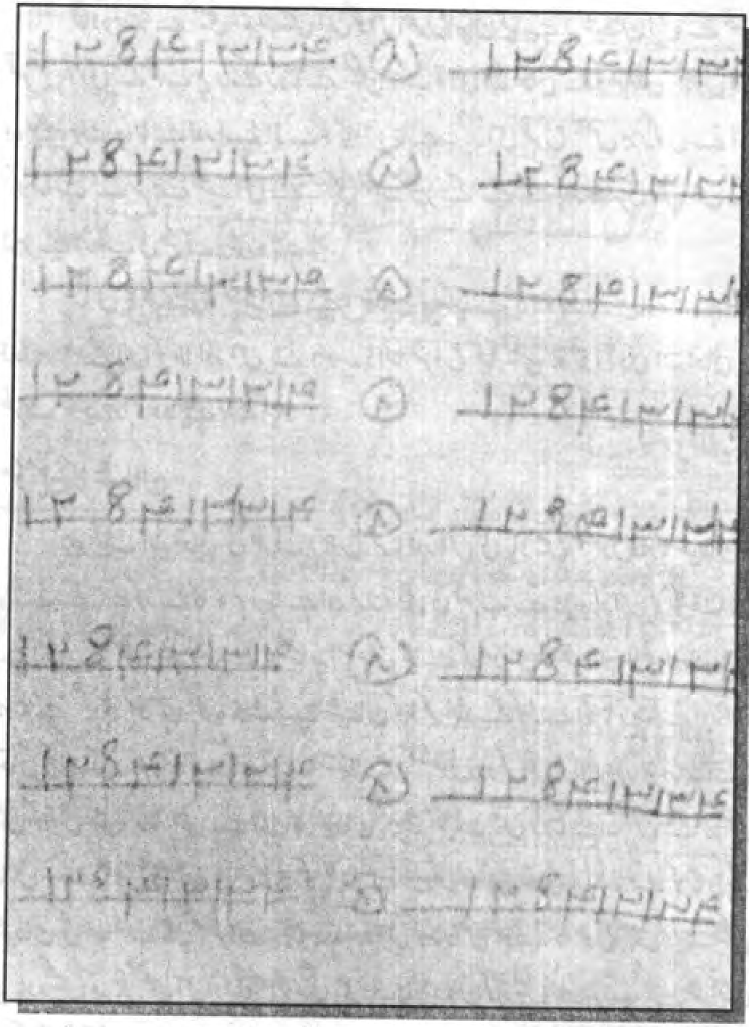

طلسمی تعویزوں کی کارستانیاں جو شعبدہ باز عامل عوام کو پاگل بنانے کیلئے اختیار کرتے ہیں۔ان تعویزوں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ فریق مخالف کو یا اس کے خاندان کو بہت جلد تباہ و برباد کر ڈالتے ہیں۔اصل حقیقت اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قتادہ رحمہ اللہ نے تمثیلی انداز میں اس کو اس طرح بیان کیا ہے کہ شیطان اپنی کتے جیسی تھوتھنی آدمی کے قلب پر رکھے رہتا ہے' لیکن جب آدمی اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوتو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور اپنے اڈے کو چھوڑ دیتا ہے۔[1] اسی طرح بعض بزرگوں نے اس کو سانپ کے سر سے تشبیہ دی ہے۔ پہلی تشبیہ تحقیر کے لیے ہے اور دوسری میں اس کے زہریلے اثرات کی طرف اشارہ ہے۔

خناس کا مبالغے کا صیغہ اس لیے استعمال کیا گیا ہے کہ وہ بار بار ایسا کرتا ہے یعنی ذرا سا موقع اس کو ملا اور اس نے وسوسہ ڈالنا شروع کیا لیکن جونہی آدمی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا تو وہ پیچھے ہٹ گیا۔

مؤمن کا شیطان

بہر کیف اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا اور اس کی یاد میں مشغول ہونا شیطان کو ہٹانے کے لیے کوڑے کا کام دیتا ہے اور گرز آہنی کی ضرب سے بڑھ کر اس کو تکلیف دیتا ہے' اس لیے بعض بزرگوں نے یہ کنایہ استعمال کیا ہے کہ مؤمن کا شیطان لاغر اور درماندہ ہوتا ہے' کیونکہ مؤمن شخص ہمیشہ اپنے شیطان کو ذکر اللہ کے کوڑے لگاتا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت اور توبہ و استغفار میں مشغول رہ کر اس کو لاغر اور کمزور بنا دینے میں کوتاہی نہیں کرتا' اس لیے اس کا شیطان ہمیشہ تکلیف میں رہتا ہے۔ اس کے برعکس فاسق و فاجر آدمی کا شیطان موٹا تازہ رہتا ہے' کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو چھوڑ کر شیطان کی اطاعت میں مصروف رہتا ہے اور اس کو ناراض ہونے کا موقع نہیں دیتا۔ لیکن یہ یاد رکھیں کہ جو شخص اس دنیاوی زندگی میں اپنے شیطان کو ذلیل اور عذاب میں مبتلا نہیں رکھے گا تو آخرت میں شیطان اس کے عذاب کا باعث ہوگا اور اس کا ٹھکانا دوزخ میں ہوگا۔

---

(۱) تفسیر قرطبی (۲۰/ ۲۶۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۵

لوگوں کے دلوں میں شیطان کی وسوسہ انگیزیاں

تفسیر الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ

شیطانی وسوسہ

﴿ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ ﴾ (الناس : ۱۱۴/۵)

''وہ شیطان جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا رہتا ہے۔''

پچھلی آیت میں وسوسہ ڈالنے کا ذکر تھا اور اس آیت میں وسوسہ کی جگہ بتائی گئی ہے۔

شیطان کا نفوذ

اللہ تعالیٰ نے شیطان کو یہ قدرت بخشی ہے کہ وہ انسان کے سینے میں داخل ہو اور اس کے دل میں فاسد خیالات پیدا کرے (جس کا دوسرا نام وسوسہ ہے) وہ اس کے رگ و ریشہ میں سرایت کیے رہتا ہے اور موت کے وقت تک اس سے جدا نہیں ہوتا۔

نفوذ شیطان کے دلائل

رسول رحمت ﷺ کی زوجہ مطہرہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ آپؐ مسجد میں اعتکاف کیے ہوئے تھے۔ میں رات کے وقت آپؐ سے کوئی ضروری بات کرنے کے لیے خدمت میں حاضر ہوئی۔ تھوڑی دیر تک بات چیت کرنے کے بعد میں واپس آنے لگی تو آپؐ مجھے رخصت کرنے کے لیے تھوڑی دور تک میرے ساتھ چلے (سیدہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفیہؓ کا گھر اسامہؓ بن زید کی حویلی میں تھا) اس اثنا میں انصار کے دو آدمی سامنے سے گزرے اور انہوں نے آپ کو پہچانا تو تیزی سے آگے نکل گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو آواز دے کر فرمایا: ذرا ٹھہر جاؤ' یہ میری اپنی بیوی صفیہؓ ہے۔ انہوں نے آپؐ کے اس غیر ضروری صفائی پیش کرنے پر تعجب کیا اور کہا: سبحان اللہ! (بھلا آپ کے متعلق بھی کسی قسم کا شبہ ہوسکتا ہے؟) آپؐ نے فرمایا: ''بے شک شیطان انسان کے رگ و ریشہ میں خون کی طرح سرایت کر جاتا ہے اور مجھے خوف تھا کہ کہیں وہ تمہارے دل میں کوئی شک پیدا نہ کر دے۔''(۱)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جب نماز کے لیے اذان ہونے لگتی ہے تو شیطان گوز (ریح) خارج کرتا ہوا پیچھے ہٹتا چلا جاتا ہے۔ جب اذان ختم ہوتی ہے تو پھر نمازیوں کو ورغلانے کے لیے متوجہ ہوتا ہے۔ جب اقامت شروع ہوتی ہے تو پھر پسپا ہونے لگتا ہے۔ اقامت سے جب فراغت ہوتی ہے تو پھر آموجود ہوتا ہے اور آدمی کے دل میں وسوسے ڈالنے میں مصروف ہو جاتا ہے اور بھولی بسری باتیں اس کو یاد دلاتا ہے' یہاں تک کہ نمازی نہیں جانتا کہ میں نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار۔ ایسی حالت میں سجدہ سہو کرنا چاہیے۔(۲)

وسوسہ کی اقسام

اسی وسوسہ کی ایک قسم وہ ہے جس کا ذکر اس حدیث میں ہے جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے: تم میں سے کسی کے پاس شیطان آجاتا ہے تو یہ وسوسہ ڈالنا شروع کر دیتا ہے کہ فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا؟ اور فلاں چیز کو کس نے پیدا

(۱) صحیح بخاری۔ کتاب الاعتکاف : باب زیارۃ المرأۃ زوجھا فی اعتکافہ (حدیث ۲۰۳۸، ۲۰۳۹)

صحیح مسلم۔ کتاب السلام : باب بیان انہ یستحب لمن رؤی خالیاً بامرأۃ (حدیث ۲۱۷۵)

(۲) صحیح بخاری۔ کتاب السھو : باب اذا لم یدر کم صلی (حدیث ۱۲۳۱)

صحیح مسلم۔ کتاب الصلاۃ : باب فضل الاذان و ھرب الشیطان (حدیث ۳۸۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا؟ یہاں تک کہ وہ کہہ دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟ جو کوئی تم میں سے اپنے دل میں یہ وسوسہ پائے اس کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے اور اپنے خیال کو زیادہ دوڑانے سے باز آ جائے۔[۱]

رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ! ہم اپنے دل میں بعض اوقات ایسے ایسے خیالات پاتے ہیں کہ اگر ہم آسمان سے گر کر ہلاک ہو جائیں تو اس بات کو ہم اس بات پر ترجیح دیں گے کہ ان خیالات کو زبان پر لائیں۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ کا شکر ہے کہ اس نے شیطان کی سازشوں اور بد اندیشیوں کو وسوسہ تک محدود رکھا (یعنی اس پر مواخذہ نہیں)[۲]

یہ بھی وسوسہ کی ایک قسم ہے کہ انسان کوئی نیکی کا کام کرنا چاہتا ہے اور شیطان اس کو دوسرے خیالات میں لگائے رکھتا ہے' یہاں تک کہ وہ اس نیکی کا کام کرنا بھول جاتا ہے۔ اسی بناء پر نسیان اور فراموشی کی نسبت شیطان کی طرف کی جاتی ہے' کیونکہ وہی اس کا باعث ہوتا ہے۔

سیدنا موسیٰ اور سیدنا خضر علیہما السلام کے قصے میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے شاگرد سیدنا یوشع بن نون کا قول منقول ہے:

﴿ فَاِنِّیْ نَسِیْتُ الْحُوْتَ ز وَمَآ اَنْسٰنِیْهُ اِلَّا الشَّیْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ ﴾

(الکہف : ۱۸/ ۶۳)

''میں مچھلی کا ذکر کرنا بھول گیا اور شیطان ہی نے مجھے اس کا ذکر کرنا بھلا دیا۔''

شیطان کا سب سے بڑا شر

آیت زیر تفسیر میں شر کی اضافت شیطان کی طرف کی گئی ہے اور اگرچہ اس کا ایک عظیم شر اس کا وسوسہ ڈالنا ہے' تاہم یہ نہیں کہا کہ من شر وسوسة. بلکہ کہا ہے من شر

(۱) صحیح بخاری۔ کتاب بدء الخلق : باب صفة ابلیس و جنوده (حدیث ۳۲۷۶)
صحیح مسلم۔ کتاب الایمان : باب بیان الوسوسة فی الایمان (حدیث ۱۳۴)

(۲) صحیح مسلم۔ کتاب الایمان : باب بیان الوسوسة فی الایمان (حدیث ۱۳۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الوسواس الخناس۔ اس میں نکتہ یہ ہے تا کہ استعاذہ اس کے تمام شرور پر مشتمل ہو جائے' البتہ اس میں شک نہیں کہ اس کا عظیم ترین شر جس کے زبردست اثر سے بڑے سے بڑا آدمی محفوظ نہیں رہ سکتا' وہ یہی وسوسہ ہے جو انسانی ارادہ کو گناہ اور معصیت پر مائل کرنے کی جڑ اور ہر قسم کے برے اعمال کے ظہور میں آنے کا ابتدائی بیج ہے۔

شیطان کا طرزِ عمل

انسان کا آئینۂ دل ہر قسم کے شر اور معصیت کے خیال سے صاف ہوتا ہے۔ شیطان اپنے وسوسہ کے ذریعہ سے اس کے صفحۂ دل پر گناہ کی ایک تصویر نقش کر دیتا ہے' جس کو آہستہ آہستہ گہرا کرنے اور مزین بنانے پر وہ اپنی ہنر مندی صرف کرتا ہے اور بالآخر اس کو انسان کے سامنے ایک دلکش شکل میں پیش کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے' جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی کے دل میں اس گناہ کے کرنے کا خیال راسخ ہو کر ارادہ کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اور شیطان اس کے مضر اثرات اور اس کے انجام بد اور اس کی سزا کو اس کی چشم بصیرت سے اوجھل کر دیتا ہے۔ چنانچہ اس کو صرف گناہ کی صورت اور اس کی لذت نظر آتی ہے اور بس۔ اس حالت میں شیطان اس کے دل میں حرص اور شہوت کے لشکر کو حرکت دیتا ہے۔ اور اس کو گناہ کے ارتکاب پر آمادہ کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑتا۔ اس کے بعد جو کچھ وقوع میں آتا ہے وہ تم نے خود اپنے آپ میں اور دوسروں میں مشاہدہ کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ۝ ﴾

(مریم : ۱۹/ ۸۳)

''کیا تم نے اس بات کا مشاہدہ نہیں کیا کہ ہم شیطانوں کو کافروں پر (ان کو گمراہ کرنے کے لیے کیونکہ وہ خود ان کا اثر قبول کرنے کے لیے آمادہ ہوتے ہیں) چھوڑ دیتے[۱] ہیں اور وہ شیطان ان کو خوب حرکت دیتے ہیں۔[۲]

---

(۱) اس تعبیر میں یہ نکتہ ہے کہ شیطان کی مثال ایک کتے کی ہے جس کو دشمن پر چھوڑ دیا جائے۔

(۲) ان کی شہوانی قوتوں کو تیز اور ارتکاب گناہ کے بارے میں ان کی سستی کو دور کرتے ہیں۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الغرض شیطان اس طرح انسان سے گناہ کرا کے چھوڑتا ہے۔ ہر ایک گناہ اور معصیت کی جڑ اسی کا وسوسہ ہے۔ اور یہی نکتہ بیان کرنے کے لیے آیت کریمہ میں اس کے شر سے استعاذہ کی تعلیم دیتے ہوئے اس کو وسواس (بہت وسوسہ ڈالنے والا) کے لفظ سے موصوف کیا گیا ہے کیونکہ یہ اس کی ممتاز صفت ہے۔[1]

---

[1] شیطان کو جب بھی موقع ملتا ہے وہ مؤمنوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالنے سے باز نہیں آتا۔ یوں وہ ان کی عبادات کو بے کار اور رائیگاں بنانے کی کوشش میں ہمہ تن لگا رہتا ہے۔ لیکن شریعت نے اس کے ان وسوسوں سے بچاؤ کی تدابیر اور اس کے احکام مستقل طور پر بیان کیے ہیں جن پر عمل کرنا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے۔

(۱) اگر دل میں کوئی شیطانی وسوسہ آئے تو اس کو زبان سے نہ نکالے اور نہ اس پر عمل کرے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((اِنَّ اللّٰہَ تَجَاوَزَلِی عَنْ اُمَّتِی مَاوَسْوَسَتْ بِہٖ صُدُوْرُھَا مَالَمْ تَعْمَلْ اَوْتَکَلَّمْ))
(صحیح بخاری۔ کتاب العتق: باب الخطاء والنسیان فی العتاقۃ
صحیح مسلم۔ کتاب الایمان: باب تجاوز اللہ عن حدیث النفس

"بے شک اللہ نے میری خاطر میری امت کے سینوں میں پیدا ہونے والے وسوسے معاف کر دئے ہیں جب تک عمل نہ کریں یا منہ سے نکالیں۔"

(۲) اگر دل میں یہ وسوسہ آئے کہ اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا تو اس خیال کو دفع کرے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے یعنی "اعوذ باللہ" پڑھے پھر یہ پڑھے "اٰمنت باللہ ورسلہ" میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((یَاْتِی الشَّیْطٰنُ اَحَدَکُمْ فَیَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ کَذَا مَنْ خَلَقَ کَذَا حَتّٰی یَقُوْلَ مَنْ خَلَقَ رَبَّکَ فَاِذَا بَلَغَہٗ فَلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰہِ وَلْیَنْتَہِ)) (صحیح بخاری۔ کتاب بدء الخلق: باب صفۃ ابلیس صحیح مسلم۔ باب بیان الوسوسۃ فی الایمان

"شیطان تم میں سے کسی کے پاس آتا ہے اور اس سے کہتا ہے یہ کس نے پیدا کیا' وہ کس نے پیدا کیا! یہاں تک کہ وہ کہتا ہے اللہ کو کس نے پیدا کیا! جب شیطان کسی شخص کے دل میں ایسا وسوسہ ڈالے تو ایسے شخص کو چاہیے کہ "اعوذ باللہ" پڑھے اور شیطانی سے باز رہے (یعنی اس وسوسہ کو دل سے ←

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکال دے۔)

کیا! یہاں تک کہ وہ کہتا ہے اللہ کو کس نے پیدا کیا! جب شیطان کسی شخص کے دل میں ایسا وسوسہ ڈالے تو ایسے شخص کو چاہیے کہ "اعوذ باللہ" پڑھے اور شیطانی سے باز رہے (یعنی اس وسوسہ کو دل سے نکال دے۔)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((لَایَزَالُ النَّاسُ یَتَسَاءَلُوْنَ حَتّٰی یُقَالَ هٰذَا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ شَیْئًا فَلْیَقُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ (وَفِیْ رِوَایَةٍ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ) (صحیح مسلم۔ کتاب الایمان : باب بیان الوسوسة فی الایمان

"لوگ ہمیشہ پوچھتے رہیں گے (فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا' فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا) یہاں تک کہ کہا جائے گا اللہ نے تو سب کو پیدا کیا' اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ پھر جو کوئی اس قسم کا وسوسہ دل میں پائے تو کہے "امنت باللہ ورسلہ" میں اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا۔"

(۳) اگر کسی غیر محرم عورت پر نظر پڑ جائے اور اس کا خیال دل میں آئے تو اپنی بیوی کے پاس آئے اور اس سے اپنی خواہش پوری کرے۔ اس طرح شیطانی وسوسہ دور ہو جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((اِذَا اَحَدُكُمْ اَعْجَبَتْهُ الْمَرْاَةُ فَوَقَعَتْ فِیْ قَلْبِهٖ فَلْیَعْمِدْ اِلٰی امْرَاَتِهٖ فَلْیُوَاقِعْهَا فَاِنَّ ذٰلِكَ یَرُدُّ مَا فِیْ نَفْسِهٖ (صحیح مسلم۔ کتاب النکاح : باب ندب من رای امراۃ فوقعت فی نفسه

"جب تم میں سے کسی کو کوئی عورت اچھی لگے اور اس کا خیال دل میں جاگزیں ہو جائے تو اسے چاہیے اپنی بیوی کے پاس آئے' اس سے جماع کرے اس لئے کہ ایسا کرنے سے اس کے دل کا خیال ختم ہو جائے گا۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۶

شیطان کے دوسرے شر

شرور کی اقسام

وسوسے کے علاوہ شیطان سے کئی قسم کے اور بھی شر پہنچتے ہیں' جن سے پناہ مانگنا لازم تھا' اس لیے شر کو اس کی ذات سے منسوب کیا گیا ہے' تا کہ استعاذہ اس کے تمام شرور پر مشتمل ہو۔

شیطان چور اور زانی ہے

① شیطان ایک چور بھی ہے اور لوگوں کے مال چوری کرتا ہے مثلاً: جس کھانے یا پینے کی چیز پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے اس سے ابلیس ایک حصہ کھانا چرا لینے میں کامیاب ہوتا ہے۔ اسی طرح جس گھر والے اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہوں وہ اس گھر میں رات کو بسیرا کرتا ہے۔

شیطان گناہ کا پردہ فاش کرتا اور فتنہ برپا کرتا ہے

② شیطان کا یہ چلن ہے کہ جب کسی کے دل میں وسوسہ ڈال کر اس سے گناہ کراتا ہے تو پھر خود ہی اس کا پردہ فاش کر کے لوگوں میں اس کو رسوا کراتا اور اس پر انگلیاں اٹھواتا ہے۔ بعض اوقات ایک شخص پوشیدہ طور پر کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے جس سے کوئی بھی آگاہ نہیں ہوتا۔ لیکن وہ دیکھتا ہے کہ دوسرے دن اس کی خبر چاروں طرف پھیل گئی ہے اور لوگوں کا موضوع سخن اسی کا گناہ ہے۔ یہ تمام شیطان کی کارستانی ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ستار ہے وہ اپنے بندے کے گناہوں اور اس کے عیوب پر پردہ ڈالتا ہے لیکن شیطان جو انسان کا دشمن ہے'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کو رسوا کرنا چاہتا ہے۔ مگر بہت سے لوگ اس نکتہ سے بے خبر ہیں۔

تہجد سے باز رکھنا

③ شیطان کا ایک شر یہ ہے کہ جب انسان سوجاتا ہے تو وہ اس کی گدّی پر تین گرہیں لگا دیتا ہے جو اس کے لیے تہجد کے لیے اٹھنے سے مانع ہوتی ہیں۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی سو جاتا ہے تو شیطان اس کی گدّی پر تین گرہیں لگا دیتا ہے' ہر گرہ میں یہ منتر پھونک دیتا ہے کہ ابھی کیا اٹھنا' بہت رات باقی ہے' سو جاؤ۔ لیکن اگر آدمی اس کے کہنے پر توجہ نہ کر کے اٹھ بیٹھے اور اللہ کو یاد کرلے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر اگر اس نے وضوء بھی کر لیا تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے۔ اور اگر نماز بھی پڑھ لی تو اس کی تمام گرہیں کھل جاتی ہیں اور صبح کو اس کے اعضاء چست اور اس کی طبیعت خوش ہوتی ہے' بصورت دیگر اس کی طبیعت پریشان اور اس کے اعضاء سست ہوتے ہیں۔ (۱)

ایک صحیح حدیث کا مفہوم یہ بھی ہے کہ جو شخص ساری رات سوتا رہے' اس کے کان میں شیطان نے پیشاب کیا ہوتا ہے۔ (۲)

نیکی کے کام سے روکنا

④ شیطان کا ایک شر یہ بھی ہے کہ انسان کوئی نیکی کا کام کرنا چاہے تو وہ اس کا راستہ روکتا اور اس کو نیکی سے باز رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ دنیا میں جتنی بھی نیکیاں ہیں ہر نیکی کے راستہ پر شیطان بیٹھا راستہ روک رہا ہے اور اس کی تمام تر کوشش یہ

(۱) صحیح بخاری۔ کتاب بدء الخلق : باب صفة ابلیس و جنوده (حدیث ۳۲۶۹)
صحیح مسلم۔ کتاب صلاة المسافرین : باب ماروی فیمن نام اللیل اجمع حتی اصبح (حدیث ۷۷۶)

(۲) صحیح بخاری۔ کتاب بدء الخلق : باب صفة ابلیس و جنوده (حدیث ۳۲۷۰)
صحیح مسلم۔ کتاب صلاة المسافرین : باب ماروی فیمن نام اللیل اجمع حتی اصبح (حدیث ۷۷۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہے کہ اس راستہ پر کوئی نہ چلے۔ اور اگر کوئی اس کی مخالفت کر کے چل پڑے تو وہ قاطع الطریق (رہزن) کی طرح اس کو تشویش میں ڈال کر اور ہر قسم کی رکاوٹیں اس کے سامنے لا کر اس کو آخر تک پہنچنے نہیں دیتا۔ لیکن اگر کوئی خوش قسمت اور باہمت انسان نیکی کرنے میں کامیاب ہو جائے تو اس کو ایسی باتوں پر آمادہ کرنے میں کوشاں رہتا ہے جس سے اس کا وہ عمل صالح برباد ہو جائے۔

کلام مجید میں شیطان کا قول ہے:

﴿ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝﴾ (الاعراف: ۷/ ۱۶-۱۷)

''یقیناً میں ان کو گمراہ کرنے کے لیے تیری صراط مستقیم پر بیٹھ جاؤں گا۔ پھر میں ان کا راستہ روکنے کے لیے ان کے آگے کی طرف سے' ان کے پیچھے کی طرف سے اور ان کے دائیں اور بائیں جانب سے آ کر اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کی کوشش کروں گا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا۔''

اسی نے ہمارے باپ سیدنا آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالا اور اسی نے ہر ایک نبی علیہ السلام کے زمانہ میں یہ کوشش کی کہ اس کی دعوت الی اللہ کامیاب نہ ہو۔

شیطان اپنی پرستش چاہتا ہے

⑤ وہ چاہتا ہے کہ اللہ کی توحید اور عبادت دنیا سے مٹ جائے اور جا بجا سارے عالم میں اس (شیطان کی) دعوت کا بول بالا ہو اور لوگ اپنے معبود برحق کو چھوڑ کر

(۱) مثلاً: اثنائے عمل میں ریا اور نمود اور اس کے ہو چکنے کے بعد غرور اور خود پسندی عمل کے ثواب کو ضائع کر دیتی ہے' یا جیسے صدقہ کر کے احسان جتلانا اور ایذاء دینا اس کے اجر کو برباد کرنے کا موجب ہے۔(مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی پرستش میں مشغول ہو جائیں۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈلوانا

⑥ یہ اسی کی کارستانی تھی کہ اہل بابل کو اس پر آمادہ کیا کہ رئیس الموحدین ابوالانبیاء سیدنا ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام کو آگ میں پھینکیں۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھانا

⑦ اسی نے یہودیوں کو ورغلایا کہ وہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھانے کے لیے جدوجہد کریں۔

یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اپنے رسولوں کی حمایت کی اور کافروں کے شر سے انہیں محفوظ رکھا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے حق میں فرمایا:

﴿ يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝ ﴾ (الانبیاء: ۲۱/ ۶۹)

"اے آگ! ابراہیم کے حق میں ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔"

اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں ارشاد ہے:

﴿ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۝ ﴾ (النساء: ۴/ ۱۵۷)

"انہوں نے نہ اس کو قتل کیا اور نہ اس کو صلیب دینے میں کامیاب ہوئے بلکہ ایک شبہ میں ڈال دیے گئے۔"

سیدنا یحییٰ علیہ السلام کی شہادت

⑧ یہ شیطان ہی کے کرتوت تھے کہ سیدنا یحییٰ اور زکریا علیہما السلام کو کافروں کے ہاتھ سے شہید کرایا' فرعون کو خدائی کا دعویٰ کرنے' ملک میں سخت فساد پھیلانے اور غریبوں پر مظالم ڈھانے پر آمادہ کیا اور ہمارے نبی کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کے خلاف کافروں کو اکسایا کہ ان کے قتل کی سازش کریں اور ان کی رسالت کو ناکام بنانے کے لیے ان کے خلاف لڑائیاں لڑیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اکرم ﷺ کو نماز میں ورغلانا

⑨ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ وہ آگ کا ایک شعلہ لے کر سامنے سے نمودار ہوا اور قریب تھا کہ آپ کو اس سے گزند پہنچے' لیکن آپ نے اللہ تعالیٰ کی پناہ لی اور اس پر اللہ کی لعنت بھیجی جس پر وہ بھاگ گیا۔ (١)

رسول کریم ﷺ پر جادو کرنا

⑩ اسی طرح شیطان نے یہودیوں کو ورغلایا اور انہوں نے آپؐ پر جادو کیا جس کا ذکر پہلے مفصل ہو چکا ہے۔

الغرض جب اس کی یہ حالت تھی کہ وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تک کو نقصان پہنچانے سے نہیں چوکتا تھا حتیٰ کہ اس نے سیدالانبیاء ﷺ کو نماز کی حالت میں چھیڑا تو اس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس کے شر سے خلاصی پانا کس قدر دشوار ہے۔اور اگر اللہ تعالیٰ کی عنایت اور اس کا فضل شامل نہ ہوتو معاملہ نہایت سخت ہے۔

﴿ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝﴾ (النور : ٢٤/ ٢٠)

''اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی عنایت تمہارے شامل حال نہ ہوتی تو کوئی بھی تم میں سے ہرگز اس کے شر سے خلاصی پا کر پاکیزہ نہ بنتا۔لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے (اپنے قانون حکمت کے مطابق) پاکیزہ بناتا (اور اس کے شر سے محفوظ رکھتا) ہے۔اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔''

---

(١) صحیح مسلم۔ کتاب المساجد : باب جواز لعن الشیطان فی اثناء الصلاۃ (حدیث ٥٤٢)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۷

شیطانی شر کی چھ بڑی اقسام

اگرچہ ہر قسم کا شر جو دنیا میں موجود ہے اس کی ابتدا' شیطان ہی سے ہے' اس لیے شر کی قسموں کا شمار کرنا قدرے دشوار ہے۔ لیکن اس کے شر کی بڑی بڑی چھ قسمیں ہیں اور وہ ہمیشہ انسان کو انہیں میں سے کسی ایک میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ان کی تفصیل ہم ذیل میں درج کرتے ہیں:

شرک وکفر

❶ سب سے بڑا شر شرک وکفر ہے جس کا نتیجہ اللہ اور رسول کی دشمنی ہوتا ہے اور جس کی سزا آخرت میں ابدی جہنم ہے۔ شیطان سب سے پہلے انسان کو اسی میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔ اور اگر وہ اس میں کامیاب ہو جائے تو گویا اس کے دل کی مراد پوری ہو جاتی ہے' کیونکہ ایسا شخص (العیاذ باللہ) ابلیس کا داعی اور اس کا نائب بن جاتا ہے۔

بدعت

❷ لیکن اگر پہلی قسم میں وہ کامیاب نہ ہو تو پھر وہ آدمی کو بدعت کی طرف بلاتا ہے اور اس کو وہ فسق و فجور پر مائل کرتا ہے کیونکہ اول الذکر کا تعلق اعتقاد سے ہے اور مؤخرالذکر عمل کی خرابی ہے۔ علاوہ ازیں پہلے گناہ پر اکثر انسان کا اپنا ضمیر اس کو ملامت کرتا ہے اور اس لیے وہ عموماً توبہ پر مائل ہو جاتا ہے لیکن چونکہ بدعت کو آدمی برا سمجھتا ہی نہیں' بلکہ یہ خیال کرتا ہے کہ میں ایک اچھا کام کر رہا ہوں' اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے وہ اس سے توبہ نہیں کرتا اور نہ اس کے تائب ہونے کی امید کی جاسکتی ہے۔
بدعت کی بناء دانستہ یا نادانستہ مخالفت رسولؐ پر ہے' اس لیے اس کا درجہ شرک اور کفر کے قریب قریب ہے' لہٰذا بدعت کی طرف بلانا شیطان لعین کا مرغوب مشغلہ ہے اور اس کوشش میں وہ کامیاب ہو تو وہ سمجھتا ہے کہ میں نے اپنے نائبوں کی تعداد میں ایک اور کا اضافہ کر دیا کیونکہ شر کے لحاظ سے بدعتی بھی کافر اور مشرک سے کچھ کم نہیں بلکہ بعض اوقات اس کا شر ان سے بڑھ کر خرابی پیدا کرتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اسلام کا دوست نما دشمن ہے اور اس کا بدعت کی طرف بلانا شہد میں زہر ملا کر دینے کی مثال رکھتا ہے۔

کبائر (بڑے بڑے گناہ)

۳ لیکن اگر کسی کو اللہ تعالیٰ نے کفر و شرک سے محفوظ اور سنت پر ثابت اور قائم رہنے کی توفیق بخشی ہو اور شیطان کی ملمع کاریاں اس کی نظروں سے چہرۂ حقیقت اور جمال سنت چھپانے میں کامیاب نہ سکتی ہوں تو پھر اس کا تیسرا داؤ یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کو کبائر کے ارتکاب پر آمادہ کر کے ان میں مبتلا کر دے۔ اور اگر وہ شخص عالم ہے اور لوگ اس کو قابل اقتداء سمجھتے ہیں تو شیطان لعین کی تمام تر کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ اس کو پھسلا دے' تاکہ لوگ اس سے نفرت کرنے لگیں اور اس کے فیض صحبت سے جو تھوڑا بہت فائدہ پہنچتا تھا اس کا دروازہ بند ہو جائے۔ اور جب وہ بد قسمتی سے گناہ کر بیٹھتا ہے تو پھر اس (شیطان) کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ اس کو لوگوں میں شہرت دے اور طبقہ عوام میں ایسے اشخاص کی کمی نہیں ہوتی جو ابلیس کے نائب بن کر اس عالم کی اس لغزش کو مشہور کرتے پھرتے ہیں اور اپنے خیال میں اس کو ایک ثواب کا کام سمجھتے ہیں۔ ایسے اشخاص کو میں نے ابلیس کے نائب اس لیے کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾ (النور: ۲۴/ ۱۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مؤمنوں میں بری بات پھیل جائے ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔''

اب آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ جب ان لوگوں کے لیے یہ دردناک عذاب کی وعید ہے جو اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بری بات پھیل جائے' تو وہ اشخاص کیوں نہ ابلیس کے نائب تصور کیے جائیں جو مؤمنوں میں بری بات پھیلانے میں پیش پیش رہتے ہیں اور اس کے علمبردار ہوتے ہیں؟ اور یاد رکھو کہ اس عالم و امام کا گناہ خواہ کتنا بڑا ہو' ان لوگوں کے گناہ کے مقابلہ میں کم ہوگا' کیونکہ یہ اس کا اپنے نفس پر ظلم ہے جس سے اگر وہ تائب ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر کے اس کی مغفرت طلب کرے [1] تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما کر اپنے سچے وعدے کے مطابق اس کی برائیوں کو نیکیوں کے ساتھ تبدیل کر دے گا۔ لیکن بری بات پھیلانے والوں کے گناہ کی نوعیت کچھ اور ہے کیونکہ یہ ایک انسان اور بندے پر ظلم ہے اور ایک مسلم بلکہ عالم دین کی عیب جوئی اور اس کو رسوا کرنا ہے۔ اور گو بظاہر اس عیب جوئی اور ارادۂ فضیحت کو تاویلوں کے زور سے مسلمانوں کی خیر خواہی یا کسی دوسری نیکی کی صورت میں ظاہر کیا جائے' لیکن اللہ تعالیٰ سینوں کے راز اور نفس کی پوشیدہ خباثتوں سے واقف ہے۔

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۝﴾

(آل عمران : ۳/ ۵)

''بے شک اللہ سے زمین میں کوئی چیز مخفی نہیں ہے اور نہ آسمان میں۔''

صغائر (چھوٹے گناہ)

۴ لیکن اگر شیطان کو اس کوشش میں بھی مایوسی حاصل ہو اور وہ کبیرہ گناہوں کے ارتکاب پر بھی کسی کو مائل نہ کر سکے تو وہ صغیرہ گناہ کرا لینے پر اکتفاء کرتا ہے کیونکہ صغائر بھی جمع ہو کر کبائر کی طرح انسان کی ہلاکت کا باعث ہو سکتے ہیں۔

---

(۱) اور ایک عالم سے اس بات کی توقع رکھنا بعید نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''حقیر گناہوں سے اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی قوم بیابان میں اتر پڑے اور ان میں سے ہر ایک جا کر جنگل سے ایک لکڑی کا ٹکڑا اٹھا لائے۔ یہ ٹکڑے جمع کر کے ایک بڑی آگ بھڑکائی جا سکتی ہے جس پر روٹی پکا سکتے اور گوشت بھون سکتے ہیں(۱) (یہ حدیث بالمعنی روایت کی گئی ہے اور حدیث کے ٹھیک الفاظ راوی کو یاد نہیں رہے)۔

صغائر کے ارتکاب میں ایک بڑی خرابی یہ ہے کہ مرتکب ان کو بہت ہلکا اور نا قابل توجہ سمجھ کر ان کا ارتکاب کرتا ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ کسی کبیرہ گناہ کا کرنے والا جو اپنی عاقبت کی بابت خوفزدہ ہے اس سے بہت بہتر ہے جو صغائر کو حقیر سمجھ کر ان کا ارتکاب کرتا چلا جاتا ہے!

مباحات

۵ شیطان کا پانچواں شر یہ ہے کہ اگر کوئی شخص صغائر کا بھی ارتکاب نہیں کرتا تو وہ اس کو ایسے مباحات [۲] میں مشغول کر دیتا ہے جن میں مشغول رہ کر انسان ثواب کے عظیم کاموں سے محروم رہتا ہے۔ شیطان کو اس سے بھی خوشی ہوتی ہے کہ وہ کسی کو ثواب اور درجات حاصل کرنے کے کام سے محروم کر دے۔

افضل عمل سے باز رکھنا

۶ لیکن اگر کوئی صاحب بصیرت شخص اپنے وقت عزیز کا اس قدر خیال رکھتا ہے کہ اس کو مباحات میں بھی ضائع نہیں کرتا اور سمجھتا ہے کہ زندگی کا ایک ایک لمحہ اگر کسی نیک کام میں صرف کیا جائے تو اس سے ابدی جنت کے اعلیٰ درجات خریدے جا سکتے ہیں تو ایسے شخص کے ساتھ شیطان ایک اور داؤ کھیلتا ہے اور وہ یہ ہے:

(۱) مسند احمد (۱/ ۴۰۲۔ ۴۰۳، ۵/ ۳۳۱)۔ مسند الشہاب (۹۵۵) طبرانی فی الکبیر (۶/ ۴۳، ۱۰/ ۲۶۱)۔ شرح السنۃ (۱۴/ ۳۹۹)

(۲) مباحات وہ ہیں جن کے کرنے نہ کرنے میں ثواب یا عذاب نہیں (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اس کو کسی افضل عمل سے باز رکھ کر عمل مفضول [1] میں مشغول کر دیتا ہے' تاکہ اس کو کم از کم ثواب کی کثرت سے محروم کر دے اور یہ شیطان کا ایک ایسا دام فریب ہے جس کا پول اکثر لوگوں پر نہیں کھلتا اور بڑے بڑے عابد اس میں پھنس جاتے ہیں' کیونکہ جب ایک شخص اپنے دل میں کسی نیکی اور کار ثواب کے کرنے کی رغبت پاتا ہے تو اسے گمان تک نہیں ہوتا کہ اس کا محرک اور ترغیب دینے والا شیطان ہے' حالانکہ حقیقت یہ ہوتی ہے کہ شیطان اس کو کوئی چھوٹی سی نیکی کرنے کی خود ترغیب دے رہا ہوتا ہے' تاکہ اس طرح اس کو اس سے بہتر نیکی سے روک دے جس کے کرنے سے اس کو بہت زیادہ ثواب حاصل ہوسکتا تھا۔

عموماً سادہ لوح مؤمن کی سمجھ سے یہ بات بالا تر ہوتی ہے کہ شیطان بھی انسان کو نیکی پر مائل کرسکتا ہے' اس لیے وہ اس قسم کی تحریک اور خواہش کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے خیال کرتا ہے اور یہ نہیں سمجھتا کہ شیطان لعین بعض اوقات ایک چھوڑ ستر نیکیوں کے کرنے کی ترغیب دیتا ہے جس سے اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ یا تو وہ شخص کسی شر میں مبتلا ہو (کیونکہ وہ نیکیاں صرف کسی شر میں مبتلا کرنے کا ذریعہ ہوتی ہیں) یا کسی بڑی نیکی سے اس کو محروم کر دے جو تنہا ان ستر نیکیوں سے زیادہ ثواب اور درجات کا موجب ہے۔

شیطان کی مذکورہ گہری مکاریوں کو وہی شخص پہچان سکتا ہے جس کے دل میں اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص ہدایت کا نور رکھ دیا ہو' جو صرف اس شخص کو حاصل ہوسکتا ہے جو خالص سنت نبوی علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کا پابند ہو اور بدعت سے سخت اجتناب کرتا ہو اور اس بات کی ٹوہ میں لگا رہے کہ کونسا عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور اس کے رسول کی نظر میں زیادہ محبوب ہے۔ لیکن اکثر لوگ اس مرتبہ سے بے خبر ہیں:

﴿ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ ﴾

(الحدید : ۵۷/ ۲۱)

''یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا کرے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔''

---

(۱) ایسا عمل جو پہلے کے مقابلے میں کمتر ثواب کا موجب ہے (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخری حربہ اور اوچھا وار

الغرض جب شیطان آدمی کو ان تمام شرور میں سے کسی میں بھی مبتلا نہ کر سکے تو پھر وہ اپنی جماعت کے لوگوں انس وجن کو اس کی ایذا اور تکلیف دہی پر آمادہ کرتا ہے۔ یہ لوگ اس کو کافر اور گمراہ اور اسی قسم کے دیگر القاب سے یاد کرتے اور دوسروں کو اس سے متنفر کرتے ہیں، جس سے اس لعین کا مقصد اس کو تشویش میں ڈالنا ہوتا ہے، تاکہ اس کی فکری قوتیں ان کے بیجا الزامات اور ضرر رسانی سے بچاؤ پر متوجہ ہوں۔ جتنا وہ اس پر متوجہ ہوگا اتنا ہی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہوگا اور جلیل القدر نیکیوں کے کرنے پر وہ کم توجہ مبذول کر سکے گا۔

علاوہ ازیں بہت سے لوگ جو بصورت دیگر اس کے علم اور اس کے اسوۂ حسنہ سے عظیم فوائد حاصل کرتے، اس کے فیض صحبت سے محروم رہتے ہیں۔

شیطان کی رسائی دل کے اندر تک نہیں

قارئین کرام! ...... یہ ایک بے حد نفع بخش باب ہے۔ اس کے مضمون کو اچھی طرح اپنے ذہن میں نقش کر لیں۔ ﴿يُوَسْوِسُ فِي قُلُوْبِ النَّاسِ﴾ کی بجائے ﴿يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ﴾ کہنے میں یہ نکتہ ہے کہ شیطان کی رسائی اصل دل تک نہیں ہوسکتی بلکہ وہ صرف انسان کے سینے میں جو قلب کے لیے دہلیز کے مانند ہے، داخل ہو کر وسوسہ ڈالنے اور انسان کے ارادہ میں اپنی مرضی کے مطابق تبدیلی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ معلوم کرکے مؤمن کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور وہ اس کے شر کو دور کرنے پر دلیر ہوتا ہے۔

سیدنا آدم علیہ السلام کے قصے میں ارشاد ہوا ہے:

﴿فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ ۝﴾ (طٰہٰ: ۲۰/ ۱۲۰)

''شیطان نے اس کی طرف وسوسہ ڈالا۔''

اِلٰی (طرف) کے استعمال کرنے میں بھی یہی نکتہ ہے کہ شیطان نے اپنا وسوسہ کسی قدر دور سے اس کے دل میں ڈالا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۸

جنوں اور انسانوں سے پناہ مانگنا

تفسیر "مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ!"

مفسرین کا اختلاف

﴿مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ﴾ کے متعلق مفسروں نے اختلاف کیا ہے۔ مفسرین کی ایک جماعت کا یہ قول[1] ہے کہ مِنْ بیانیہ ہے اور اس کا تعلق اَلنَّاس کے ساتھ ہے جو صُدُوْر کا مضاف الیہ واقع ہوا ہے۔ اس قول کے موافق آیت کریمہ کے یہ معنی ہیں کہ وسوسہ ڈالنے والا شیطان دو قسم کے لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے: جنوں اور انسانوں میں۔ بالفاظ دیگر وہ شیطان جو جنوں کی قوم سے ہے' جنوں اور آدمیوں کے سینوں میں برے خیالات کا القاء کرتا ہے لیکن یہ قول کئی وجوہ سے ضعیف ہے۔

① ایک تو یہ کہ معنوی لحاظ سے یہ ترکیب درست نہیں کیونکہ اس قول کے بموجب اَلنَّاس کا بیان اَلْجِنَّةِ وَالنَّاس واقع ہوا ہے' جس کے یہ معنی ہوئے کہ وہ شیطان جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے یعنی "جنوں اور لوگوں کے سینوں میں" کیا اس عبارت کو آپ فصیح کہہ سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

② دوسرے یہ کہ اس کے یہ معنی ہوئے کہ لوگوں کی دو قسمیں ہیں: ایک جن اور دوسرے لوگ۔ اس قسم کی تقسیم بالکل درست نہیں' اس کو کہتے ہیں "تقسیم الشيء الى نفسه والى غيره" اس کے معنی گویا یہ ہوئے کہ انسان کی

(۱) یعنی کسی دوسری آیت یا حدیث صحیح میں اس کی تصریح نہیں پائی جاتی۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو قسمیں ہیں: انسان اور غیر انسان۔ مگر چونکہ جن یقیناً انسان نہیں بلکہ اس کا مد مقابل ہے اور اس کا مادہ بھی یہی ظاہر کرتا ہے۔ ''ج ن ن'' کا مادہ جس لفظ میں پایا جائے اس میں پوشیدگی کے معنی ضرور ہوں گے۔ اور جنات کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے کہ وہ آنکھوں سے پوشیدہ رہتے ہیں۔ برخلاف اس کے الناس اور انسان کا مادہ ''ا ن س'' ہے جس میں دیکھنے کے معنی پائے جاتے ہیں۔ کلام پاک میں ہے:

﴿ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ ﴾ (القصص : ۲۸/ ۲۹)

''کوہ طور کی جانب سے اس کو آگ نظر آئی۔''

﴿ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا ﴾ (النساء : ۴/ ۶)

''اگر تم دیکھو کہ ان میں معاملہ فہمی کی صفت پیدا ہوگئی ہے۔''

انسان کو اس لیے انسان کہتے ہیں کہ وہ آنکھوں سے دیکھا اور محسوس کیا جاتا ہے۔ اور انسان کو نسیان سے مشتق سمجھنا' جیسے کہ بعض کا خیال ہے' بالکل غلط ہے۔ اور اس کی ایک سادہ مگر زبردست دلیل یہ ہے کہ چاہے اس کے الف نون کو زائدہ سمجھا جائے یا اصلی' کسی صورت میں بھی اس کا مادہ ن' س' ی' نہیں ہو سکتا جو نسیان کا مادہ ہے' اس لئے اس کو نسیان سے مشتق سمجھنا دلالت کے خلاف ہے۔

جن وانس کی بحث کا فیصلہ

مفسرین کے اس اختلاف کے بعد معلوم ہوا کہ جن وانسان دو مقابل چیزیں ہیں۔ اور ان کے الگ الگ مادوں سے صریحاً ثابت ہوتا ہے کہ ان کے معنی میں تضاد ہے۔ اس لیے جن اور انسان دونوں کو الناس یا انسان کی قسم خیال کرنا نہایت نا معقول بات ہے۔ ''انسان'' کی دو قسمیں ''انسان اور غیر انسان'' ٹھہرانا عقل کے ساتھ کھلی دشمنی نہیں؟ آپ کہہ سکتے ہیں' کہ آیت کریمہ میں الناس کا لفظ استعمال ہوا ہے' لیکن صحیح ترین قول یہ ہے کہ اس کی اصل اناس ہے جو انسان کی جمع ہے اور کثرت استعمال اور تخفیف سے بغیر ہمزہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے استعمال ہونے لگا۔ اس صورت میں یقیناً اس کا مادہ ''ا ن س'' ہے' جو بعینہٖ انسان کا مادہ ہے۔ لیکن اگر اس کی اصل اناس نہ فرض کی جائے اور اس کو ایک مستقل لفظ مانا جائے تب بھی اس کا اطلاق بنی آدم پر ہوتا ہے اور جنّ اس کے مفہوم میں ہرگز داخل نہیں۔

جن لوگوں کا خیال ہے کہ الناس کے مفہوم میں انسان اور جنّ دونوں ہیں اور اس لیے وہ آیت کریمہ میں پہلے الناس کو عام اور دوسرے کو بنی آدم کے لیے مخصوص سمجھتے ہیں' اور اس بناء پر وہ خیال کرتے ہیں کہ الناس کی جنوں اور انسانوں میں تقسیم درست ہے' ان کی غلط فہمی کی اصلیت یہ ہے کہ قرآن کریم کی آیت ہے:

﴿ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ ۝ ﴾

(الجن : ۷۲/ ٦)

''بے شک بنی آدم کے چند اشخاص جنوں کے چند اشخاص کی پناہ لیتے تھے۔''

اس میں جنوں پر رجال کا اطلاق ہوا ہے' جو ان کے خیال میں الناس کے مترادف ہے۔ اس غلط فہمی کا ازالہ اس طرح ہوسکتا ہے کہ اس آیت میں رجال کا لفظ جنوں کے لیے مطلق استعمال نہیں ہوا' بلکہ مشروط طور پر استعمال ہوا ہے یعنی محض رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ کے مقابلہ میں رِجَالٌ مِّنَ الْجِنِّ کی ترکیب استعمال ہوئی ہے۔

سیاق کلام

اس کی مثال یہ ہے کہ پتھر یا لکڑی کی مورت کو ہم کہہ سکتے ہیں کہ هٰذَا اِنْسَانٌ مِّنَ الْحِجَارَةِ (یہ پتھر کا انسان ہے یا) یَا رَجُلٌ مِّنَ الْخَشَبِ (لکڑی کا آدمی) لیکن بغیر اضافت اور تقیید (قید لگانے) کے اس پر انسان یا رجل کا لفظ نہیں بول سکتے۔ نیز سیاق و سباق کلام سے صاف واضح ہے کہ الجنة والناس (جن اور انسان) دو مقابلے کے لفظ ہیں اس لیے دونوں پر الناس کا لفظ کس طرح مشتمل ہوسکتا ہے؟ برخلاف اس کے الرجال اور الجن کے الفاظ مقابلے کے طور پر استعمال نہیں ہوتے بلکہ ان کی بجائے الجن والانس (جن اور انسان) کہا کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہر حال یہ قول کہ من الجنة والناس میں مِنْ بیانیہ کا تعلق الناس کے ساتھ ہے جو صُدُوْر کا مضاف الیہ واقع ہوا ہے' نہایت ضعیف اور نا قابل ترجیح قول ہے۔

اس کے مقابلہ میں مفسرین کی ایک دوسری جماعت یہ کہتی ہے کہ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ کی ترکیب اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ کا بیان واقع ہوئی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ وسوسہ ڈالنے کا کام دونوں قسم کے شیطان انجام دیتے ہیں' وہ شیطان جو جنوں کی قوم سے ہے اور وہ شیطان جو نوع انسانی کا ایک فرد ہے۔ یہ دونوں قسم کے شیطان دل میں برے برے خیالات پیدا کرنے کا ذریعہ ہیں۔[1] اگرچہ انسانی شیطان کا القاء کان کے ذریعہ سے ہوتا ہے' کیونکہ اس کی بات حرف اور صوت سے ہوتی ہے جس کا تعلق قوت سامعہ یعنی کانوں کے ساتھ ہے اور جنّ شیطان کو اس ذریعہ کی ضرورت نہیں' وہ براہ راست دل میں القاء کرتا ہے کیونکہ اس کو انسان کے باطن میں نفوذ حاصل ہے اور اس کے رگ وپے میں سرایت کیے ہوئے ہے (جیسے کہ اس سے پہلے اس کے ثبوت میں حدیث صحیح کا حوالہ دیا گیا ہے۔) البتہ بعض اوقات جنّ شیطان بھی کسی آدمی کا روپ دھار کر کان کے ذریعہ سے انسان کے دل میں وسوسہ ڈالتے ہیں جیسے کہ صحیح بخاری کی ایک حدیث میں جو کاہنوں کے بارے میں وارد ہوئی ہے' اس کا مفصل ذکر ہے۔

الغرض دوسرے قول کا خلاصہ یہ ہے کہ اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ کی دو قسمیں ہیں' جن اور انسان۔ اور یہ دونوں انسان کے دل میں وسوسہ ڈالنے اور شر کے ظہور میں آنے کا باعث ہوتے ہیں۔[2]

---

(۱) شریر انسان پر شیطان کا اطلاق کلام مجید کا عام محاورہ ہے۔ (مترجم)

(۲) عام طور پر سمجھا یہ جاتا ہے کہ شیطان جنات کی ایک قسم ہے یا یہ کہ شیطان جنات میں سے ہی ہوتا ہے اور ان کی نسل سے تعلق رکھتا ہے۔ انسان شیطان نہیں ہوتا لیکن اللہ کے کلام قرآن مجید کی اس سورت کی آخری آیت سے معلوم ہوا کہ شیطان جنات میں سے بھی ہوتا ہے اور انسانوں میں سے بھی۔ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ←

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا، وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَافَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ﴾ (الانعام ۱۱۲)

''اور (اے رسول! جس طرح یہ کفار مکہ آپ سے دشمنی کر رہے ہیں) اس طرح ہم نے انسانوں اور جنوں میں سے شیطانوں کو ہر نبی کا دشمن بنایا تھا' یہ شیاطین دھوکہ دینے کے لیے آپس میں ایک دوسرے کے دلوں میں خوشنما باتیں القا کیا کرتے تھے اور اے رسول اگر آپ کا رب چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے (لیکن اللہ کے تمام کام قوانین کے مطابق ہوتے ہیں' کسی پر زبردستی نہیں ہوتی) لہٰذا (اے رسول) آپ ان (کفار) کو اور جو کچھ افتراء پردازیاں یہ کر رہے ہیں ان کو چھوڑ دیجئے (ان کی پرواہ نہ کیجئے)۔'' (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب صفة ابلیس)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾ (الاعراف: ۲۷/۷)

''وہ اور اس کا قبیلہ تمہیں اس جگہ سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔''

''جب نماز کی اذان ہوتی ہے تو شیطان پیٹھ موڑ کر ریاح خارج کرتا ہوا بھاگتا ہے۔ جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو پھر آ جاتا ہے پھر جب تکبیر ہوتی ہے تو پھر بھاگتا ہے۔ جب تکبیر ختم ہو جاتی ہے تو پھر آ جاتا ہے اور آدمی کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے۔ کہتا ہے کہ فلاں بات یاد کر۔ فلاں بات یاد کر (اس طرح) وہ آدمی دوسری باتوں میں مشغول ہو جاتا ہے اور) بھول جاتا ہے کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھیں تین یا چار تو (اے لوگو) جب یاد نہ رہے کہ کتنی رکعتیں پڑھیں: تین یا چار تو سہو کے دو سجدے کر لیا کرو۔''

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((اِنَّ اِبْلِيْسَ يَضَعُ عَرْشَهٗ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ فَاَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً اَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً يَجِيْءُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ مَاصَنَعْتَ شَيْئًا قَالَ ثُمَّ يَجِيْءُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ مَاتَرَكْتُهٗ حَتّٰى فَرَّقْتُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ امْرَاَتِهٖ قَالَ فَيُدْنِيْهِ مِنْهُ وَيَقُوْلُ نِعْمَ اَنْتَ)) (صحیح مسلم۔ کتاب صفة القیمة باب تحریش الشیطان ۲/ ۵۲۶)

''ابلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے پھر (لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے) اپنے دستے روانہ کرتا ہے پھر مرتبہ کے لحاظ سے سب سے زیادہ اپنے قریب اس کو کرتا ہے جو سب سے بڑا فتنہ برپا کرتا ہے۔ ان میں سے ایک آتا ہے اور کہتا ہے میں نے یہ کیا' وہ کیا۔ ابلیس کہتا ہے کہ تو نے کچھ نہیں کیا۔ پھر ان میں سے کوئی آتا ہے اور کہتا ہے میں نے اس کو نہیں چھوڑا (بہکاتا ہی رہا) یہاں تک کہ میں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی تائید ایک دوسری آیت سے ہوتی ہے:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا﴾ (الانعام: ۶/ ۱۱۲)

← اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی کرا دی تو ابلیس اس کو اپنے قریب کر لیتا ہے اور کہتا ہے ہاں تو نے (تو واقعی بڑا کارنامہ انجام دیا)"

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((مَامِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهٖ قَرِيْنُهٗ مِنَ الْجِنِّ قَالُوْا وَاِيَّاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاِيَّايَ اِلَّا اَنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِيْ عَلَيْهِ فَاَسْلَمَ فَلَا يَاْمُرُنِيْ اِلَّا بِخَيْرٍ)) (صحیح مسلم۔ کتاب صفة القيمة : باب تحريش الشيطان)

"تم میں سے کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں کہ اس کے ساتھ جنات میں سے اس کا ساتھی مقرر نہ کیا گیا ہو۔ لوگوں نے پوچھا: "اے اللہ کے رسول! آپ کے ساتھ بھی (جن مقرر کیا گیا ہے۔"!! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے ساتھ بھی (مقرر کیا گیا ہے) مگر (میری یہ خصوصیت ہے) کہ اللہ نے اس کے خلاف میری مدد کی تو وہ مسلمان ہو گیا ہے لہٰذا وہ مجھے سوائے خیر کے اور کسی بات کا حکم نہیں دیتا۔

وہ شیطان جو انسانوں میں سے ہوتا ہے وہ اس شیطان کا دوست ہوتا ہے جو جنوں میں سے ہوتا ہے۔ شیطان جن اپنے دوست انسان کے دل میں اشکال پیدا کرتا ہے اور پھر وہ انسان مسلمانوں کو بہکانے کے لئے آتا ہے اور طرح طرح کے شیطان اشکال پیش کر کے مسلمانوں کو ورغلانے کی کوشش کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ﴾

(الانعام ۱۲۲)

"شیطان تو اپنے دوستوں کے دلوں میں القاء کرتے ہی رہتے ہیں کہ وہ تم سے کج بحثی کریں (لیکن تم ان کا کہنا نہ ماننا) اگر تم نے ان کا کہنا مان لیا تو پھر تم بھی مشرک ہو جاؤ گے۔"

شیطان کے دوست بے ایمان لوگ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ (الاعراف: ۷/ ۲۷)

"ہم نے شیاطین کو ان لوگوں کا دوست بنا دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اسی طرح ہم نے ہر پیغمبر کے لیے انسان اور جن کی نوع سے شیطانوں کو اس کا دشمن بنایا جو ایک دوسرے کی طرف ایسی باتوں کا القاء کرتے ہیں جو بظاہر ملمع کاری اور حقیقت میں دھوکہ اور فریب ہوتی ہیں۔''

اور اس لیے یہ دوسرا قول قابل ترجیح ہے اور اس پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں پہلے قول کے بموجب اس صورت میں صرف شیاطین الجن کے شر سے پناہ مانگنے کا ذکر ہے' لیکن دوسرے قول کی بناء پر دونوں قسم کے جن شیاطین اور انسان شیاطین کے شر سے پناہ طلب کی گئی ہے' لہٰذا استعاذہ کی جامعیت کے پیش نظر یہی قول زیادہ موزوں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۹

شیطان کے شر سے بچاؤ کے دس طریقے

پہلا طریقہ: استعاذہ باللہ اللہ کی پناہ مانگنا

1 یہ کہ شیطان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝﴾ (حم السجدہ : ۴۱/ ۳۶)

"اگر تم کو شیطان کوئی شر پہنچانا چاہے اور تم کو چھیڑ دے تو تم اس کے شر سے اللہ کی پناہ پکڑو۔ بے شک وہی سننے والا جاننے والا ہے۔"

اس سے پہلے کسی مقام پر بتایا جا چکا ہے کہ سننے سے مراد قبول کرنا ہے۔

علم بیان کے واقف جانتے ہیں کہ ﴿اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ﴾ نہایت ہی تاکیدی جملہ ہے کیونکہ اس سے پہلے اس بات کی تلقین کی گئی ہے کہ تم اپنے دشمن کے ساتھ ایسی نیکی کرو جس سے بہتر نہیں ہو سکتی۔ اس پر عمل کرنا چونکہ نفس پر نہایت گراں گزرتا ہے' شیطان اس کے سامنے یہ بات لاتا ہے کہ ایسا کرنا ذلت کی دلیل ہے اور اس سے تمہارے دشمن کو ایذا دینے کی مزید جرأت ہو گی' اس لیے سب سے بہتر یہی ہے کہ اس سے اپنا پورا بدلہ لے لو' یا کم سے کم اس کی زیادتی سے درگزر کر لو' لیکن اس کے ساتھ نیکی کر کے دشمن کے سامنے اپنے آپ کو عاجز ثابت کرنا اور ذلیل بنانا کچھ شک نہیں کہ موت کے برابر بلکہ اس سے بھی مشکل آزمائش ہے۔

الغرض نفس پر یہ نیکی نہایت سخت گزرتی ہے' اس لیے اس مقام کے تقاضے کی وجہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ﴿إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ کے جملہ کو نہایت تاکیدی شکل میں استعمال کیا گیا جبکہ سورہ اعراف میں:

﴿ وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴾ (الاعراف: ۷/ ۲۰۰)

﴿إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ بغیر تاکید کے لایا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ جاہلوں سے درگزر کریں' اور چونکہ اس پر عمل کرنا پہلے کی طرح شاق نہیں اس لیے اس جملہ کی تاکید ضروری نہیں سمجھی گئی۔

الغرض شیطان کے شر سے بچنے کا پہلا طریقہ استعاذہ باللہ ہے جس کی بابت ان آیتوں میں ارشاد ہے۔ نیز صحیح بخاری میں سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے حضور میں تھا کہ اتنے میں دو شخصوں نے ایک دوسرے کو گالیاں دیں اور ایک کا چہرہ سرخ ہو کر گردن کی رگیں پھول گئیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں ایک کلمہ جانتا ہوں' اگر یہ شخص وہ کلمہ کہہ دے تو اس کی یہ حالت زائل ہو جائے گی' وہ کلمہ یہ ہے:

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ (۱)

دوسرا طریقہ: استعاذہ بالمعوّذتین (سورۂ فلق اور الناس کے ذریعہ پناہ مانگنا)

۲ یہ کہ ان دونوں سورتوں (سورۂ فلق اور سورۂ ناس) کو ہمیشہ پڑھا کرے۔ شیطان کے شر سے محفوظ رہنے میں ان سورتوں کے ذریعہ سے اللہ کی پناہ طلب کرنا حیرت انگیز طور پر مؤثر ہوتا ہے' اور اسی لیے نبی کریم ﷺ نے انکی بابت فرمایا ہے کہ استعاذہ میں کوئی ان کے برابر نہیں۔

نبی کریم ﷺ کی عادت تھی کہ ہر رات سوتے وقت ان سورتوں کو پڑھتے تھے۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو آپ ؐ نے حکم دیا تھا کہ ان کو ہر نماز کے بعد پڑھا کرے۔ رسول اللہ

(۱) صحیح بخاری۔ کتاب الادب : باب الحذر من الغضب' (حدیث ۶۱۱۵)
صحیح مسلم۔ کتاب البر والصلة : باب فضل من يملك نفسه عندالغضب' (حدیث ۲۶۱۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ سے یہ بھی منقول ہے کہ اگر ہر صبح و شام کوئی شخص سورۃ اخلاص اور ان سورتوں کو پڑھا کرے تو وہ ہر طرح کی آفت اور شر سے بچا رہے گا۔[1]

تیسرا طریقہ: آیۃ الکرسی کو اپنا ورد بنانا

۳ یہ کہ آیت الکرسی کو اپنا ورد بنا لینا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو مال صدقہ کی حفاظت پر مامور فرمایا۔ ایک رات ایک شخص نے آ کر اس اناج کے ڈھیر سے مٹھیاں بھرنا شروع کر دیں۔ اور جب میں نے اس کو پکڑ کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے جانا چاہا، تو اس نے منت سماجت شروع کر دی اور وعدہ کیا کہ پھر نہیں آؤں گا، اس پر میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ دوسری اور تیسری رات پھر ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ اور آخر تیسری رات اس نے مجھ سے کہا کہ اگر تم مجھ کو چھوڑ دو تو میں تم کو ایک نیک عمل سکھا دوں گا۔ چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نیکی کرنے اور ثواب حاصل کرنے میں سخت حریص تھے، چنانچہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس شرط پر اس کو چھوڑ دیا۔ تو اس کے بعد اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ کہا کہ جب تم سونے لگو تو آیت الکرسی پڑھ لو، رات بھر اللہ تعالیٰ شیطان کی طرف سے نگہبان ہوگا اور صبح تک کوئی شیطان تمہارے نزدیک نہیں آئے گا۔ جب سیدنا ابوہریرہؓ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس کا یہ قول نقل کیا تو آپؐ نے فرمایا: ''اس نے سچ کہا اگرچہ وہ جھوٹا ہے۔''[2] اور اگر اللہ نے چاہا تو ہم ایک مستقل مضمون میں یہ راز بیان کریں گے کہ آیت الکرسی میں کیوں خصوصیت سے یہ تاثیر عظیم رکھی گئی ہے اور اس کے دوسرے اسرار بھی بیان کریں گے۔

چوتھا طریقہ: سورۂ بقرہ کا ورد

۴ سورۃ البقرہ پڑھا کریں۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ، اور بے شک جس گھر میں سورۃ بقرہ پڑھی

(۱) ان احادیث کی تخریج کتاب کے آغاز میں گزر چکی ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) صحیح بخاری۔ کتاب بدء الخلق : باب صفة ابلیس و جنوده (حدیث ۳۲۷۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے' اس میں کوئی شیطان داخل نہیں ہوسکتا۔[۱]

پانچواں طریقہ: سورہ بقرہ کے خاتمہ کی آیات

۵ سورہ بقرہ کے خاتمہ کی آیات یعنی ...... ﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ﴾ سورت کے آخر تک پڑھیں۔ سیدنا ابومسعود الانصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی رات میں سورۂ بقرہ کے خاتمہ کی دو آیتیں پڑھ لے تو اس کے لیے کافی ہیں۔"[۲] اسی طرح سیدنا نعمان بن بشیر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے ایک کتاب لکھی' جس میں سورۂ بقرہ کے خاتمہ کی دو آیتیں لکھیں۔ اگر ان دونوں آیتوں کو کسی گھر میں تین رات تک متواتر پڑھا جائے تو شیطان اس گھر کے قریب نہیں آئے گا۔[۳]

چھٹا طریقہ: سورہ حٰم المؤمن کی ابتدائی آیات

۶ سورۃ حٰم المؤمن کی ابتدائی آیتیں اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ تک آیت الکرسی کے ساتھ ملا کر پڑھیں۔' سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جو کوئی ان آیتوں کو صبح کے وقت پڑھے گا وہ شام تک (شیطان کے شر سے) محفوظ رہے گا۔"[۴] اس حدیث کے راویوں کے حفظ کے متعلق علماء نے بحث کی ہے لیکن اس کی تائید کے

---

(۱) صحیح مسلم۔ کتاب صلاۃ المسافرین : باب استحباب صلاۃ النافلۃ فی بیتہ (حدیث ۷۸۰) سنن ترمذی۔ کتاب فضائل القرآن : باب ماجاء فی فضل سورۃ البقرۃ و آیۃ الکرسی (حدیث ۲۸۷۷) واللفظ لہ۔

(۲) صحیح بخاری۔ کتاب فضائل القرآن : باب فضل سورۃ البقرۃ (حدیث ۵۰۰۹) صحیح مسلم۔ کتاب صلاۃ المسافرین : باب فضل الفاتحۃ و خواتیم سورۃ البقرۃ (حدیث ۸۰۷)

(۳) سنن ترمذی: کتاب فضائل القرآن : باب ماجاء فی آخر سورۃ البقرۃ (حدیث ۲۸۸۲)

(۴) سنن ترمذی۔ کتاب فضائل القرآن : باب ماجاء فی فضل سورۃ البقرۃ و آیۃ الکرسی' (حدیث ۲۸۷۹) اسنادہ ضعیف۔ فیہ عبدالرحمٰن بن ابی ملیکۃ وھو ضعیف۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے آیت الکرسی کی فضیلت والی دوسری روایتیں موجود ہیں۔

ساتواں طریقہ: مسنون وظیفہ

7 لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ سو مرتبہ پڑھیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا ''جو شخص ان کلمات کو دن میں سو مرتبہ کہے گا' اس کو دس غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب ملے گا' اس کے لیے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور سو برائیاں اس کے نامۂ اعمال سے مٹا دی جائیں گی' اور دن بھر وہ شیطان کے شر سے امن میں رہے گا' اور کسی شخص کو اس کے برابر ثواب نہیں ملے گا' ہاں یہ اور بات ہے کہ کوئی اس سے بھی زائد مرتبہ پڑھ لے''(1) یہ بے حد نفع بخش' اور جلیل القدر ذکر ہے جس کی اللہ تعالیٰ مدد فرمائے اس کے لیے اس کی پابندی کرنا چنداں دشوار نہیں۔

آٹھواں طریقہ: ذکر الٰہی اور سیدنا یحییٰ علیہ السلام کی نصیحت

8 کثرت سے اللہ تعالیٰ کی یاد میں مصروف رہنا شیطان کا شر دفع کرنے کے لیے مفید ترین حرز جان ہے۔ ترمذی میں بروایت حارث اشعری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث منقول ہے کہ '' اللہ تعالیٰ نے یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو پانچ باتوں کے بجا لانے کا حکم دیا اور یہ کہ بنی اسرائیل کو بھی ان کے بجا لانے کا حکم دے۔

سیدنا یحییٰ علیہ السلام نے اس حکم کی تعمیل اور تبلیغ میں کسی قدر تساہل کیا' تو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اس کو یاد دہانی کرائے اور کہہ دے کہ وہ فوراً اس حکم کی تبلیغ کرے اور اگر تساہل کرے تو عیسیٰ علیہ السلام اس کی تبلیغ کرے۔ یحییٰ علیہ السلام نے اس کے جواب میں کہا کہ میں اس کی تبلیغ کروں گا' کیونکہ اگر تم نے مجھ سے پہل کی تو مجھے اندیشہ ہے کہیں اللہ تعالیٰ ناراض ہو کر مجھ کو زمین میں نہ دھنسا دے' یا کسی اور عذاب میں مبتلا نہ کر دے'

(1) صحیح بخاری۔ کتاب بدء الخلق : باب صفة ابلیس و جنودہ (حدیث ۳۲۹۳)
صحیح مسلم۔ کتاب الذکر و الدعاء : باب فضل التہلیل و التسبیح (حدیث ۲۶۹۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ اس نے بیت المقدس میں لوگوں کو جمع کیا' یہاں تک کہ وہاں تل دھرنے کی جگہ نہ رہی اور گیلریاں تک بھر گئیں۔ تب سیدنا یحییٰ علیہ السلام نے ان کو اس طرح مخاطب کیا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے پانچ باتوں کے بجا لانے کا حکم دیا ہے اور یہ کہ میں تم سب کو بھی ان کے بجا لانے کا حکم دوں۔

① شرک مت کرو

تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ بناؤ۔ مشرک کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے خالص اپنے مال سے سونا چاندی دیکر ایک غلام خریدا' اس کو رہنے کے لیے مکان دیا اور کام بھی اس کو بتا دیا' اور ساتھ ہی اس سے یہ کہا کہ یہ کام کیے جاؤ اور اس سے جو کچھ حاصل ہو وہ مجھ کو ادا کرتے رہو' چنانچہ وہ غلام کماتا تھا اور اپنی کمائی ایک دوسرے اجنبی شخص کے حوالے کرتا جاتا تھا۔ کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے غلام کے اس کام پر خوش ہوگا؟

② نماز

تم نماز پڑھو اور نماز پڑھتے وقت ادھر ادھر مت دیکھو' کیونکہ جب تک آدمی کسی دوسری طرف متوجہ نہ ہو اللہ تعالیٰ اس کے منہ کے سامنے رہتا ہے۔

③ روزہ

تم روزہ رکھو۔ اس کی مثال ایک ایسے شخص کی ہے جس کے پاس مشک سے بھری ہوئی تھیلی ہو اور اس کے اردگرد اس کے دوستوں کی ایک جماعت موجود ہو جن کے دماغ اس کی خوشبو سے معطر ہوئے جا رہے ہوں۔ سب لوگ ایسے شخص کی صحبت کو پسند کریں گے۔ بے شک روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ خوشبودار ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

④ صدقہ

تم صدقہ دو۔ اس کی مثال ایک ایسے آدمی کی ہے جس کو اس کے دشمنوں نے قید کر لیا ہو اور وہ اس کی مشکیں کس کر اس کو قتل کرنا چاہتے ہوں اور وہ کہہ دے کہ میں جان بخشی کے لیے اپنا مال تم کو فدیہ دینا چاہتا ہوں۔ اس پر وہ فدیہ لے کر اس کے بند کھول دیں۔

⑤ اللہ کا ذکر کرو

اللہ کا ذکر کرو۔ اس کی مثال ایک ایسے شخص کی ہے جس کا اس کے دشمن نہایت تیزی کے ساتھ تعاقب کر رہے ہیں۔ اتنے میں اس کو ایک نہایت مضبوط قلعہ نظر آ جائے اور وہ اس میں داخل ہو کر پناہ گزیں ہو جائے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ذکر ایک قلعہ ہے جو تم کو شیطان کے شر سے بچائے گا۔

رسول اکرم ﷺ کی نصیحت

یہ بیان کر کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اور میں بھی تم کو پانچ باتوں کے بجا لانے کا حکم دیتا ہوں جن کی بابت مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے: سننا' ماننا' جہاد اور ہجرت اور مسلمانوں کی جماعت کو نہ چھوڑنا' کیونکہ جو شخص مسلمانوں کی جماعت سے بالشت بھر بھی جدا ہو جائے وہ اسلام کے دائرہ سے باہر نکل جاتا ہے' جب کہ تک وہ باز نہ آ جائے۔ اور جو شخص اہل جاہلیت کی سی فخر و تعلّی کرے وہ جہنم کا ایندھن ہوگا۔''

ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! چاہے وہ نماز پڑھتا اور روزہ رکھتا ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چاہے وہ نماز پڑھتا اور روزہ رکھتا ہو' تم کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ لقب سے پکارے جاؤ جس نے تم کو مسلم اور مؤمن اور اپنے بندے کے نام سے موسوم کیا ہے۔'' بقول ترمذی یہ حدیث صحیح اور حسن ہے اور بقول بخاری راوی حارث اشعری کو نبی کریم ﷺ کی صحبت کا فخر حاصل ہے۔(1)

الغرض اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی ایک

(1) مسند احمد (۳/ ۱۳۰، ۲۰۲) سنن ترمذی۔ کتاب الامثال : باب ماجاء فی مثل الصلاۃ و الصیام و الصدقۃ (حدیث ۲۸۶۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسی چیز ہے جو شیطان کے شر سے انسان کو بچا سکتا ہے۔ سورۂ ناس میں بعینہ اسی بات کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اس میں شیطان کو خناس کے لفظ سے موصوف کیا گیا ہے جس کے معنی ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جب انسان اللہ کو یاد کرتا ہے اور اس کے ذکر میں مشغول ہوتا ہے' تو شیطان پیچھے کی طرف ہٹ جاتا' بلکہ چھپ جاتا ہے۔ لیکن جب انسان اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے تو شیطان پھر دل کے قریب پہنچ کر وسوسہ ڈالنا شروع کر دیتا ہے' اور آپ پڑھ چکے ہیں کہ شیطان کا وسوسہ ہی تمام نافرمانیوں اور گناہوں کی جڑ ہے۔

بہر حال شیطان کے شر سے بچنے کے لیے اس سے بہتر نسخہ نہیں کہ انسان اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رکھے۔

نواں طریقہ: غصہ کو ضبط کرنا

9 شیطان کے شر سے بچنے کا ایک بڑا ذریعہ وضوء اور نماز ہے' خصوصاً جب قوت غضبیہ یا شہوت کا شدت سے ظہور ہو کیونکہ غصّہ آگ کے ایک شعلہ کے مانند ہے جو انسان کے دل میں بھڑک اٹھتا ہے۔

سیدنا ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک غصہ انسان کے دل میں آگ کا ایک شعلہ ہے۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ غصہ کی حالت میں اس کی آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں اور اس کی گردن کی رگیں پھول جاتی ہیں؟ اس لیے جو کوئی غصہ کی حالت کو محسوس کرے اس کو زمین کے ساتھ چمٹ جانا چاہیے۔''[1] ایک دوسری حدیث میں ہے کہ شیطان کی پیدائش آگ سے ہے اور بے شک آگ کو پانی سے بجھایا جاتا ہے۔''[2]

وضوء پانی کے استعمال کا بہترین طریقہ ہے اور وہ غصہ کے جوش کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔

(۱) سنن ترمذی۔ کتاب الفتن : باب ماجاء ما اخبر النبی ﷺ اصحابه بما هو کائن الی یوم القیامة (حدیث ۲۱۹۱) و اسناده ضعیف۔ فیه علی بن زید بن جدعان وهو ضعیف۔

(۲) سنن ابی داؤد۔ کتاب الادب : باب ما یقال عندالغضب (حدیث ۴۷۸۴) واسناده ضعیف۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد اگر آدمی خشوع وخضوع اور حضور قلب کے ساتھ نماز پڑھ لے تو غصہ کا اثر بالکل زائل ہو جاتا ہے۔ اور بجائے اس کے کہ اسکی تائید میں کوئی دلیل ڈھونڈی جائے اس کا تجربہ کرنا بہتر ہوگا۔

دسواں طریقہ: فضول اور لغو سے احتراز

۱۰ بے ضرورت اور فضول دیکھنے' بے ضرورت بات کرنے' ضرورت سے زائد کھانے اور لوگوں کے ساتھ زائد میل جول رکھنے سے بچنا چاہیے کیونکہ انہی چار باتوں میں بے احتیاطی کرنے کا نتیجہ شیطان کا تسلط ہوتا ہے اور شیطان اپنے مقاصد میں انہی کے ذریعہ سے کامیاب ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی نظر کو آزادانہ استعمال کرے' تو بہت ممکن ہے کہ کوئی قبول صورت عورت' یا لڑکا اس کے دل میں گھر کر لے اور رفتہ رفتہ اس کی فکری قوتوں اور توجہ کا مرکز بن جائے اور دین و دنیا کے کام سے اس کو بے کار کر دے (خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ)۔

نظر کو بے لگام چھوڑنے سے بڑے بڑے فتنے پیدا ہوتے ہیں جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ نظر شیطان کا ایک زہر آلود تیر ہے۔ اس لیے جو شخص اپنی آنکھوں کو جھکائے رکھے گا' اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ایک ایسی حلاوت پیدا کر دے گا جس کی لذت سے وہ قیامت تک محروم نہیں ہوگا۔'[1] ایک شاعر نے نہایت خوب کہا ہے۔

لِكُلِّ الْحَوَادِثِ مَبْدَأُ مِنَ النَّظَرِ
وَمُعْظَمُ النَّارِ مِنْ مُسْتَصْغَرِ الشَّرَرِ
كَمْ نَظْرَةٍ فَتَكَتْ فِيْ قَلْبِ صَاحِبِهَا
فَتْكَ السِّهَامِ بِلَا قَوْسٍ وَلَا وَتَرِ

---

(۱) مستدرك حاكم (۴/ ۳۱۴)۔ مجمع الزوائد (۸/ ۶۳) بحواله طبرانی (۱۰۳۶۳) و اسناده ضعيف۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تمام فتنوں[۱] کی ابتدا نظر سے ہوتی ہے اور چھوٹی چنگاریوں[۲] سے عظیم الشان آگ بھڑک اٹھتی ہے۔
بہت مرتبہ نظر، صاحب نظر کے دل کی ہلاکت کا باعث ہوئی ہے، لیکن اس کا مہلک تیر کمان اور چلہ کا محتاج نہیں۔"

درونِ سینۂ من زخم بے نشان زدہ
بحیرتم کہ عجب تیرے بے کمان زدہ

"اس کی نگاہ نے میرے سینے میں بے نشان زخم کر ڈالا۔ میں حیرت میں ہوں کہ اس نے کمان کے بغیر عجیب تیر چلا دیا۔"

الغرض فضول اور بے ضرورت نظر بلا شبہ فتنے کی جڑ اور بعض صورتوں میں دین و دنیا کی تباہی کا موجب ہوتی ہے۔

اسی طرح کثرت کلام اور بے ضرورت گپ شپ شر کے لیے متعدد دروازے کھول دیتی ہے جن میں سے شیطان کو داخل ہونے کا موقع ملتا ہے لیکن کم گوئی اس کے داخلے کے تمام راستے بند کر دیتی ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ بے احتیاطی کے ساتھ منہ سے نکل جانے والے ایک بول کی وجہ سے خونریز لڑائی تک نوبت آ پہنچتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو زبان روک کے رکھنے کی ہدایت فرما کر یہ ارشاد فرمایا تھا کہ لوگوں کو منہ کے بل دوزخ میں گرانے کا باعث ان کی اپنی زبان کی کاٹی ہوئی فصل ہے۔[۳]

ایک صحیح حدیث میں ہے کہ بعض اوقات انسان بے ساختہ اپنے منہ سے کوئی بات نکال دیتا ہے جس کے انجام کی اسے چنداں پروا نہیں ہوتی لیکن اس کے سبب سے وہ ستر

---

(۱) اس سے مراد عشق اور وصل و ہجر کے مناظر ہیں۔
(۲) شاعر نے بجا طور پر نظر کو چنگاری سے اور مابعد کے مراحل عشق اور اس کے لوازم و نتائج کو بھڑکتی ہوئی آگ سے تشبیہ دی ہے۔
(۳) سنن ترمذی۔ کتاب الایمان : باب ماجاء فی حرمة الصلاة (حدیث ۲۶۱۶)
سنن ابن ماجه۔ کتاب الفتن : باب کف اللسان فی الفتنة (حدیث ۳۹۷۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سال تک جہنم میں غوطے کھاتا رہتا ہے۔[1]

صحابہؓ میں سے ایک شخص کا انتقال ہوا' تو ایک صحابی نے اس کو جنتی کہا جس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تمہیں کیا علم ہے؟ شاید اس نے کبھی فضول گوئی کی ہو' یا کسی ایسی چیز کے دینے میں بخل کیا ہو جس کے دینے میں اس کا کچھ نقصان نہیں ہوتا تھا؟"[2]

پیٹ بھر کے کھانا بھی شر کا باعث ہے

اور اس میں شک نہیں کہ اکثر گناہوں کی ابتداً فضول نظر اور فضول کلام سے ہوتی ہے' اور انسان پر شیطان کے تسلط حاصل کرنے کا ایک بڑا ذریعہ بھی یہی ہے' کیونکہ آنکھ اور زبان دو ایسی چیزیں ہیں جو تقریباً ہر وقت اپنے کام میں لگی رہتی ہیں اور ان کی خواہش کا پیمانہ کبھی لبریز نہیں ہوتا۔ برخلاف اس کے پیٹ بھر جائے تو اس کو تسکین ہو جاتی ہے۔ علیٰ ھٰذا القیاس دوسرے قویٰ اور اعضاء ہیں۔ اس لیے آنکھ اور زبان کے استعمال میں بہت خطرہ ہے اور سلف صالحین نے ان دونوں کے حد ضرورت سے تجاوز کر جانے کو سخت خطرناک بتایا ہے۔ ان کا قول ہے کہ زبان کو عموماً حبس یعنی قید میں رکھنا ضروری ہے۔ دوسرے اعضاء اس قدر سرکش نہیں۔

پیٹ بھر کے کھانا بھی بہت سے شرور کا باعث ہے' کیونکہ شکم سیری یعنی پیٹ بھرنے سے اعضاء اور جوارح (ہاتھ پاؤں) میں گناہ کی طرف میلان پیدا ہوتا ہے اور انسان عبادت کرنے میں سست ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات اسی کی وجہ سے انسان بڑے بڑے ثوابوں سے محروم رہتا ہے۔ لہٰذا جو شخص پیٹ کے شر سے بچا رہے' سمجھ لے کہ وہ ایک بڑے شر سے محفوظ رہا کیونکہ شکم سیری کی حالت میں شیطان کو نسبتاً زیادہ غلبہ ہو سکتا ہے۔ اس لیے بعض حدیثوں میں ہے کہ "شیطان کے نفوذ کو روزہ کے ذریعہ کم کرو۔" اور "آدمی نے کوئی ایسا برتن نہیں بھرا ہے جس کا بھرنا پیٹ کے بھرنے سے زیادہ برا ہو۔"[3]

---

(۱) سنن ترمذی۔ کتاب الزھد : باب فیمن تکلم بکلمة یضحك بھا الناس (حدیث ۲۳۱۴)
سنن ابن ماجه۔ کتاب الفتن : باب کف اللسان فی الفتنة۔ (حدیث ۳۹۷۰)

(۲) سنن ترمذی۔ کتاب الزھد : باب (۱۱) (حدیث۔ ۲۳۱۶) و اسنادہ ضعیف۔

(۳) مسند احمد (۴/ ۱۳۲)۔ سنن ابنِ ماجه۔ کتاب الاطعمة : باب الاقتصاد فی الاکل و کراھة الشبع (حدیث ۳۳۴۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیٹ بھرنے کی یہی ایک خرابی کافی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو تو شیطان اس کے دل سے جونک کی طرح چمٹ جاتا ہے اور انواع واقسام کے وسوسے ڈال کر اس کا ستیاناس کر دیتا ہے' کیونکہ شکم سیری کی حالت میں انسان کی نفسانی خواہشات کو تحریک ملتی ہے اور شیطان اس پر جلدی قابو حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن پیٹ بھرا ہوا نہ ہو تو اس کی خواہشات میں اس قدر اضطراب پیدا نہیں ہوتا' اس لیے شیطان کو اسے بہکانے کا بہت کم موقع ملتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل : ۱۰

کثرت سے میل جول کے نقصانات

لوگوں کے ساتھ ضرورت سے زیادہ مخالطت یعنی میل جول رکھنا' بھی ایک خطرناک شیطانی عادت ہے جس کی بدولت کتنی نعمتیں سلب ہوئیں' کتنی دشمنیاں پیدا ہوئیں' کتنے کینے دلوں میں جاگزیں ہوئے۔ الغرض فضول میل ملاپ میں دین و دنیا کا نقصان ہے انسان کو چاہیے کہ کسی کے ساتھ ضرورت سے زائد میل جول نہ رکھے۔

میل ملاپ کے لحاظ سے لوگوں کی چار اقسام

میل جول کے لحاظ سے لوگوں کو چار قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ اگر انسان نے ان میں تمیز کرنا چھوڑ دیا تو یقیناً وہ شر میں مبتلا ہوگا۔

(۱) پہلی قسم بمنزلہ غذا

لوگوں کی ایک قسم تو وہ ہے جن کے ساتھ میل جول رکھنا غذا کی حیثیت رکھتا ہے' اس لیے ان کے ساتھ میل جول نہایت ضروری ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک اور سنت رسول علیہ الصلاۃ والسلام کا عالم بننے کی توفیق دی ہے' اور جو انسان کے دشمن شیطان کی فریب کاریوں سے واقف اور امراض قلوب کے ماہر ہیں۔ ایسے لوگوں کے ساتھ میل ملاپ رکھنے میں سراسر نفع ہے' لیکن ان کا وجود کبریت احمر (بیر بہوٹی) [1] سے بھی زیادہ کمیاب ہے۔

(۱) بیر کی طرح کیڑا جو برسات کے دنوں میں دکھلائی دیتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) دوسری قسم بمنزلہ ادویہ

دوسری قسم وہ ہے جس کی مثال ادویہ کی سی ہے' کہ جب تک آپ تندرست ہیں تو ان کی مطلق ضرورت نہیں' البتہ مرض کی حالت میں بقدر ضرورت ان کا استعمال ضروری ہوتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے ساتھ آپ کی دنیوی اغراض وابستہ ہیں' کیونکہ انسان کو معاشرتی طبیعت کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے' اس لیے وہ اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے دوسروں کے ساتھ تعلقات رکھنے پر مجبور ہے۔ اس قسم کے آدمی کے ساتھ میل جول رکھنے میں اس زریں اصول پر عمل پیرا ہونا چاہیے کہ "اَلضَّرُوْرِیُّ یَتَقَدَّرُ بِقَدَرِ الضَّرُوْرَۃِ" (جو بات کسی خاص ضرورت کی وجہ سے اختیار کی جائے وہ ضرورت کی حدود تک محدود رہتی ہے۔)

تیسری قسم بمنزلہ مرض

لوگوں کی تیسری قسم وہ ہے جن کے ساتھ میل جول رکھنا بمنزلہ مرض کے ہے۔ جس طرح بیماریوں کی مختلف قسمیں ہیں۔ بعض مہلک اور بعض صحت کو برباد کرنے والی ہوتی ہیں' اسی طرح ان لوگوں کی مضر صحبت کا مختلف اثر ہوتا ہے۔ بعض کی مثال لا علاج بیماری اور پرانے مرض کی سی ہے جس کا انجام ہلاکت ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جن کی صحبت میں آپ کوئی دینی یا دنیاوی فائدہ حاصل نہیں کر سکتے' بلکہ الٹا ان کی صحبت' دین و دنیا کا نقصان ہے۔ گویا ان سے میل جول مرض الموت کا حکم رکھتا ہے۔

بعض کی مثال دانت کے درد کی سی ہے کہ جب تک دانت نکال نہ ڈالو' آرام نہیں ملے گا۔ ان میں سے بعض روح کے لیے بخار کا حکم رکھتے ہیں اور یہ وہ گراں بار اشخاص ہیں جن کو نہ تو بات کرنے کا سلیقہ ہے جس کو سن کر آپ کو کسی قسم کا فائدہ ہو اور نہ وہ خاموش رہ کر آپ کا کلام سننے کی تکلیف گوارا کرتے ہیں' تاکہ ان کو آپ سے فائدہ ہو یعنی ان کو اپنی حیثیت کی بھی پہچان نہیں اس لیے کہ وہ خود پسند واقع ہوئے ہیں۔ جب وہ بات کرتے ہیں تو بری بات کرتے ہیں اور جب وہ چپ رہتے ہیں تو ان کا وجود ایسا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوتا ہے گویا آپ کے سینے پر چکی کا پاٹ رکھا ہے۔ (۱)

ایک دن میں نے اپنے شیخ (علامہ ابن تیمیہؒ) کے پاس اس قسم کا ایک آدمی بیٹھا دیکھا تو آپ نے فرمایا کمبخت نری بیماری ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: ہماری طبیعتیں اس ناگوار بوجھ کو برداشت کرتے کرتے اب اس کو ہلکا سمجھنے لگی ہیں اور دنیا کے دیگر مصائب و آلام میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس قسم کے شخص یا اشخاص سے آدمی کو واسطہ پڑے اور مجبوراً ان کے ساتھ میل جول رکھنا پڑے۔ ایسی حالت میں انسان کو چاہیے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ بہت اچھی طرح سے پیش آئے اور اپنی خوش اخلاقی کو نہ چھوڑے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس بلا سے خلاصی عنایت فرمائے۔ (وَهُوَ عَلٰى مَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ)۔

چوتھی قسم: بمنزلہ ہلاکت

لوگوں کی چوتھی قسم وہ ہے جن سے میل ملاپ کا نتیجہ قطعی روحانی وقلبی ہلاکت ہوتا ہے اور ان کی مثال زہر کی سی ہے۔ اگر کسی کی خوش نصیبی سے اس کو تریاق مل جائے تو وہ خوش قسمت ہے' ورنہ معاملہ سخت ہے۔ ان زہریلے لوگوں سے میری مراد اہل بدعت وضلالت ہیں جو لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی سنت کریمہ کے اتباع سے روکتے ہیں۔ بدعت اور سنت کی مخالفت کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں۔ سنت ان کی نظر میں بدعت ہے اور بدعت سنت' وہ معروف کو منکر اور منکر کو معروف سمجھتے ہیں۔

اگر خالص توحید بیان کریں تو وہ کہتے ہیں کہ تم نے اولیاء اللہ کی شان گھٹا دی

اور آپ خالص سنت کا اتباع کریں تو وہ کہتے ہیں کہ تم امامان دین کے دشمن ہو' اور آپ کو فتنہ پرور خیال کرتے ہیں۔

اور اگر آپ ان سے تمام تعلقات منقطع کر کے ان کو دنیائے مردار پر گرتا ہوا چھوڑ

(۱) بیشک...... ع...... روح را صحبت ناجنس عذابے است الیم...... ناجنس کی صحبت روح کے لیے دردناک عذاب ہے۔(مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیں تو وہ آپ کو اہل تلبیس ہونے کی تہمت دیں گے' لیکن یاد رکھو کہ اگر آپ نے ان کو راضی رکھنے کا خیال کر کے ان کی نفسانی خواہشوں اور بدعت آرائیوں کی پیروی اختیار کی تو آپ آخرت میں خسارہ پانے والوں کے زمرہ میں داخل ہوں گے اور پھر بھی وہ آپ سے ہرگز راضی نہیں ہوں گے' بلکہ آپ کو منافق کہیں گے۔ اس لیے میں آپ کو نہایت تاکید کے ساتھ نصیحت کرتا ہوں کہ آپ ان کے ناخوش ہونے کی کچھ بھی پرواہ نہ کریں' بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنے میں کوشاں رہیں:

﴿ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ ﴾

(التوبہ : ۹/ ۶۲)

''اگر وہ درحقیقت مؤمن ہیں تو اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی حاصل کرنا سب سے مقدم ہے۔''

آپ کو ان کی تعریف یا برائی بیان کرنے پر ہرگز توجہ نہیں دینی چاہیے اور اپنی دھن میں لگے رہنا چاہیے۔ ایک شاعر نے کیا ہی اچھا کہا ہے۔

وَقَدْ زَادَنِیْ حُبًّا لِنَفْسِیَ اَنَّنِیْ[1]
بَغِیْضٌ اِلٰی کُلِّ امْرِئٍ غَیْرِ طَائِلِ
وَاِذَا اَتَتْكَ مَذَمَّتِیْ مِنْ نَاقِصٍ[2]
فَهِیَ الشَّهَادَةُ لِیْ بِاَنِّیْ فَاضِلٌ[3]

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تعالیٰ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَّظَاهِرًا وَّبَاطِنًا۔

❀❀❀❀

(۱) مجھے اپنی قدر اس سے معلوم ہوئی کہ فضول اور بیہودہ لوگ مجھ کو اپنا دشمن خیال کرتے ہیں۔

(۲) اور جب ایک ناقص شخص نے تیرے پاس میری مذمت کی تو سمجھ لے کہ یہی میرے فاضل ہونے کی شہادت ہے۔

وفقنا اللہ تعالیٰ مرضاته۔ آمین۔

(۳) مذکورہ اشعار میں اقواء (قافیے کے اعراب کی تبدیلی کا عیب) ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۴

شیطانوں کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرنا

حاسدوں کے حسد سے بچاؤ کی تفصیلات آپ نے ملاحظہ کر لیں۔ اگرچہ ان تفصیلات اور معوذتین کی تفسیر میں شیطانوں جنوں اور جادو وغیرہ سے بچاؤ کی تفصیلات بیان کی گئی تھیں لیکن یہاں ہم خاص طور پر چند ایسے مقامات کی نشاندہی کریں گے کہ جہاں پر ہر مؤمن کو شیطانوں کے شر اور شرارتوں سے بچنا بہت ضروری ہوتا ہے۔ زندگی میں پیش آنے والے یہ چند ایسے خاص مقامات ہیں کہ اگر یہاں پر انسان شیطان اور شیطان صفت انسانوں کے شر سے بچ جائے تو بہت سی تکلیفوں' مصیبتوں اور پریشانیوں سے محفوظ رہتا ہے۔

جنوں اور شیطانوں کی فوج سے پرہیز اور بچاؤ کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے شیطانوں سے دور رہنے کی التجاء کی جائے اور شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کی جائے کیونکہ صرف وہی اس چیز پر قادر ہے۔ پس اگر وہ بندہ کو شیطان کے ظلم سے رہائی دلائے اور اپنی محفوظ پناہ عطاء کر دے تو شیطان لعین سے اس کو خلاصی مل سکتی ہے۔ استعاذہ ہی وہ طاقت اور ذریعہ ہے جو شیطانوں کو دور بھگا سکتا اور ان سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ لہٰذا جب شیطان کا غلبہ محسوس ہو یا اس کے غلبہ کا خوف ہو تو اس موقع پر اللہ کی پناہ طلب کی جائے جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

﴿ وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّهُۥ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝﴾ (حم السجدة : ۴۱/ ۳۶)

''اور اگر آپ کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آئے تو اللہ کی پناہ طلب کر لیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیجئے۔ یقیناً وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے"۔

واضح رہے کہ یہاں استعاذہ سے مراد ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾ کہنا ہے' جیسا کہ "صحیحین" میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((اِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ ذَا عَنْهُ: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ)) (1)

"اگر میں ایک کلمہ بتاؤں اور وہ اسے کہہ لے تو جو کچھ (غصہ) اس پر سوار ہے وہ چلا جائے گا۔ وہ کلمہ ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾ ہے۔"

اس کی مزید تفصیل ان شاء اللہ آگے "شدید غصہ کے وقت اللہ کی پناہ طلب کرنا" کے ذیلی عنوان کے تحت بیان کی جائے گی۔

ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے قرآن میں اپنے رسول ﷺ کو بھی شیطانی وسواس اور ان کے حضور سے اللہ کی پناہ طلب کرنے کی ہدایت فرمائی ہے' چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَ قُلْ رَّبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۝ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ۝﴾ (المومنون: ۲۳/ ۹۷'۹۸)

"اور دعاء کریں کہ اے میرے رب! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس آ جائیں۔"

چنانچہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رب سے مختلف صیغوں میں بکثرت استعاذہ فرمایا کرتے تھے۔ اسی طرح قرآن کریم میں سیدہ مریم کا استعاذہ فرمانا یوں مذکور ہے:

﴿وَ اِنِّيْٓ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝﴾

(آل عمران: ۳/ ۳٦)

"میں اسے اور اس کی اولاد کو مردود شیطان سے تیری پناہ میں دیتی ہوں"۔

(1) رواہ مسلم ۸/ ۳۱ البخاری ۸/ ۳۴'۳۵' واللفظ لمسلم' اللؤلؤ والمرجان ۳/ ۱۹۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک حدیث میں استعاذہ کی اہمیت کے بارے میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللّٰهِ فِي الْيَوْمِ عَشْرَ مَرَّاتٍ مِنَ الشَّيْطَانِ وَكَّلَ اللّٰهُ بِهِ مَلَكًا يَرُدُّ عَنْهُ الشَّيَاطِيْنَ))(۱)

''جو شخص شیطان سے دن میں دس بار اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے جو شیطان کو اس سے دور بھگاتا رہتا ہے''۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''استعاذہ اللہ تعالیٰ سے التجا اور اس کے جناب ہر ذی شر کے شر سے اس کی پناہ پکڑنا ہے ...... ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾ کے معنی یہ ہیں کہ میں مردود شیطان سے اللہ کے جناب اس کی پناہ چاہتا ہوں' کہ وہ میرے دین اور میری دنیا میں مجھے نقصان نہ پہنچائے اور مجھے اس کام سے نہ روکے جس کا مجھے حکم دیا گیا ہے' اور مجھے اس کام کی رغبت نہ دلائے جس سے مجھے روکا گیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا انسان پر سے شیطان کو کوئی نہیں روک سکتا ......لہٰذا خود اللہ تعالیٰ نے جنوں میں سے شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرنے کا حکم فرمایا ہے کیونکہ وہ نہ رشوت قبول کرتا ہے اور نہ احسان اور نیکی اس پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔ چونکہ وہ مزاجاً شریر ہے لہٰذا تمہیں اس سے کوئی نہیں روک سکتا سوائے اسی ہستی کے کہ جس نے اس کو پیدا کیا ہے۔'' (۲)

امام ابو الفرج ابن الجوزی رحمہ اللہ نے علمائے سلف میں سے کسی عالم کا ایک قول نقل کیا ہے جو اس بارے میں ایک نادر رہنما اصول کہلانے کا مستحق ہے' فرماتے ہیں:

---

(۱) قال الهيثمي في مجمع الزوائد ۱۰/ ۱۴۲: رواه أبو يعلى وفيه ليث بن ابى سليم و يزيد الرقاشي وقد وثقا على ضعفهما' وبقية رجاله رجال الصحيح

(۲) تفسیر ابن کثیر ۱/ ۲۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض سلف سے حکایت ہے کہ انہوں نے اپنے ایک شاگرد سے دریافت کیا کہ اگر شیطان تیری نظروں میں گناہ کو آرائش دے تو تو کیا کرے گا؟ اس نے جواب دیا کہ میں اس سے جہاد کروں گا (یعنی مشقت میں ڈالوں گا)۔ اس بزرگ نے پوچھا کہ اگر دوبارہ وہ ایسا کرے تو پھر تو کیا کرے گا؟ شاگرد نے کہا: اس کو پھر مشقت میں ڈالوں گا۔ بزرگ نے فرمایا: ''یہ بہت بڑی بات ہے۔ یہ بتا کہ اگر تو بکریوں کے کسی ریوڑ پر سے گزرے اور ریوڑ کا کتا تجھ پر حملہ کرے اور تجھ کو چلنے سے باز رکھے تو تو کیا کرے گا؟ اس نے جواب دیا کہ میں کتے کو ماروں گا اور بقدر امکان اس کو دور ہٹاؤں گا۔ بزرگ نے فرمایا کہ یہ تیرے لئے بڑا کام ہے۔ تجھ کو چاہئے کہ ریوڑ کے مالک کو پکارے' وہ تجھ کو کتے کے شر سے بچائے گا۔''(۱)

آپ رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ عزوجل سے اس کی پناہ تو طلب کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ شیطان ہمارے اندر وسوسے ڈالتا' شر و فساد پر اکساتا اور ہماری نمازوں میں حائل ہو کر ہمیں دوسری طرف مشغول کرتا رہتا ہے۔ اس بات کا جواب یہ ہے کہ استعاذہ (پناہ طلبی) کسی جنگجو کے ہاتھ میں تلوار کی مانند ہے۔ اگر تمہارے ہاتھ اسے اٹھا کر چلانے کے لئے مضبوط اور طاقت ور ہیں تو اس کے ذریعہ تم اپنے دشمن کو بہ آسانی قتل کر سکتے ہو ورنہ یہ تمہارے لئے بالکل بے فائدہ چیز ہے خواہ وہ کتنی ہی تیز دھار' پالش کی ہوئی اور چمک دار تلوار ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح اگر پناہ طلب کرنے والا متقی' پرہیزگار اور دین دار شخص ہے تو اس کا استعاذہ شیطان کے لئے آگ کی مانند ہے جو اسے جلا کر بھسم کر دیتا ہے لیکن اگر اس کا ایمان کمزور اور ملا جلا ہو تو دشمن پر اس کے استعاذہ کی تاثیر تیز نہیں ہوتی۔ میں (امام ابو الفرج ابن الجوزی رحمہ اللہ) کہتا ہوں کہ جاننا چاہئے ابلیس

(۱) تلبیس ابلیس ص ۴۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی مثال متقی اور دین دار شخص کے ساتھ ایسی ہی ہے جیسے ایک آدمی بیٹھا ہو اور اس کے سامنے کھانا نہ ہو۔ اگر اس پر سے کتے کا گزر ہو اور وہ اس کتے کو دھتکارے تو وہ جھٹ چل دیتا ہے۔ پھر وہ کسی دوسرے شخص پر سے گزرے جس کے آگے کھانا اور گوشت رکھا ہو' پس اگر وہ اس کو ڈانٹتا ہے تو وہ نہیں بھاگتا۔ پہلی مثال متقی شخص کی ہے کہ اس کے پاس شیطان آتا ہے تو اس کو دور بھگانے کے لئے فقط اللہ کا ذکر ہی کافی ہے اور دوسری دنیا دار شخص کی ہے کہ اس سے شیطان جدا نہیں ہوتا کیونکہ وہ ہر ایک سے ملا جلا رہتا ہے۔"(۱)

پس جو مسلمان شیطان نیز اس کے جال اور پھندوں سے نجات چاہتا ہو اسے چاہئے کہ اپنے ایمان کو قوی بنائے' اپنے رب اللہ عزوجل سے پناہ طلب کرے اور اسی سے التجاء کرے' کیونکہ اللہ کے سوا کسی کے پاس نہ اس کی طاقت ہے اور نہ وہ اس سے پناہ دے سکتا ہے۔

استعاذہ کے لئے بنیادی شرط

استعاذہ کے لئے بنیادی شرط یہ ہے کہ انسان صرف خالق کائنات ہی سے پناہ کا طلب گار ہو کیونکہ مخلوقات میں سے کسی سے بھی پناہ طلب کرنا حرام ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اسی طرح مخلوقات سے استعاذہ (پناہ طلب کرنا ممنوع) ہے۔ صرف خالق تعالیٰ اور اس کے اسماء و صفات کے ساتھ استعاذہ کرنا چاہئے۔ چنانچہ سلف میں سے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد:

((اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ))

سے یہ دلیل پکڑی ہے کہ اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے استعاذہ فرمایا' کسی مخلوق سے استعاذہ نہیں کیا ...... اس لئے کہ استعاذہ (پناہ طلب کرنا) صرف اللہ عزوجل ہی کے ساتھ جائز ہے۔"(۲)

---

(۱) تلبیس ابلیس ص ۴۸

(۲) مجموع الفتاویٰ ۱/ ۳۳۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیطانوں سے پناہ مانگنے کے بعض مقامات

اگر چہ کتب احادیث میں استعاذہ کے بہت سے مواقع رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں لیکن اختصار کے پیش نظر ہم یہاں صرف ان مواقع کا تذکرہ کریں گے جو جنوں اور شیاطین سے پناہ سے متعلق ہیں۔

❶ بیت الخلاء میں داخلہ کے وقت اللہ کی پناہ طلب کرنا

جب بیت الخلاء میں داخل ہوا جائے تو شیطان مردوں اور شیطان عورتوں سے پناہ مانگی جائے' جیسا کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو فرماتے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ)) (۱)

''اے اللہ!...... میں ناپاک جن (مذکر جنات) اور ناپاک جنیوں (مؤنث جنات) سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

سیدنا زید بن اُرقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ بیت الخلاء (جنوں اور شیطانوں کے) حاضر ہونے کی جگہ ہے لہٰذا جب تم بیت الخلاء میں داخل ہوا کرو تو کہو:

((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ)) (۲)

---

(۱) رواہ البخاری ۱/ ۲۴۲ (۱۴۲) ومسلم ۱/ ۲۸۳ (۳۷۵) والنسائی ۱/ ۳ واحمد ۳/ ۹۹' ۱۰۱' ۲۸۲ و ابوداؤد (۴'۵) والترمذی (۵) والبخاری فی الادب المفرد ص ۶۹۲ وابن السنی ص ۱۲ واوردہ النووی فی الاذکار ص ۲۷

(۲) ابُوداؤد: کتاب الطھارۃ: باب ۳ النسائی کتاب الطھارۃ: باب ۱۷ ابن ماجہ۔ الطھارۃ: باب ۹۔ ااحمد فی مسندہ ۴/ ۳۶۹ وابن السنی ص ۱۳' وصححہ الالبانیؒ فی صحیح سنن ابی داود ۱/ ۳ (۴) وفی صحیح جامع الصغیر (۲۲۵۹) وفی سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ (۱۰۷۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں ناپاک جنوں اور ناپاک جنیوں کے شر سے''۔

۲ غصہ کے وقت اللہ کی پناہ طلب کرنا

سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دو شخص نبی ﷺ کے سامنے لڑ جھگڑ رہے تھے اور ہم آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک شخص اپنے دوسرے ساتھی کو غصہ سے گالی گلوچ کر رہا تھا اور اس کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو رہا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ لَوْ قَالَ: أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ))[1]

''اگر میں اس کو ایک کلمہ بتاؤں اور وہ اسے کہہ لے تو جو کچھ (غصہ) اس پر سوار ہے وہ جاتا رہے گا۔ اگر وہ ''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ'' کہہ لے'' لوگوں نے اس شخص سے پوچھا: کیا تو نے سنا کہ نبی ﷺ کیا فرما رہے ہیں؟ اس نے جواب دیا: میں پاگل نہیں ہوں۔''

اس بارے میں ایک اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جب کسی کو غصہ آئے اور وہ ''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ'' پڑھ لے تو اس کا غصہ جاتا رہے۔[2]

۳ ہم بستری کے وقت شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرنا

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک دن

(۱) البخاری (مع الفتح) ۱۰/ ۵۱۸' ۶/ ۳۳۷ مسلم۔ کتاب البر و الصلة والآداب (۱۰۹) ابوداؤد (مع العون) ۴/ ۳۹۵ الترامذی (مع التحفة) ۴/ ۲۴۲۔ الادب المفرد ص ۱۵۰' ۲۸۰ ابن السنی ص ۲۱۵۔ ۲۱۶ واحمد والنسائی واورده النووی فی الاذکار ص ۲۶۷

(۲) قال الهیثمی فی مجمع الزوائد ۸/ ۷۰: رواه الطبرانی فی الصغیر والاوسط ورجاله ثقات وفی بعضهم خلاف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچوں کی بیماری (ام صبیان) کا ذکر ہوا' تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی سے جماع کے وقت یہ دعاء پڑھ لے:

((بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا))(۱)

''اللہ کے نام کے ساتھ' اے اللہ! ہمیں شیطان کے شر سے محفوظ رکھ اور ہمیں تو جو اولاد عطا فرمائے اسے بھی شیطان سے بچانا'' تو اگر اس ملاپ سے بچہ پیدا ہوگا تو شیطان اسے کبھی نقصان نہ پہنچا سکے گا''۔

۲ کسی وادی یا منزل پر اترتے وقت اللہ کی پناہ طلب کرنا

متعدد سلف سے منقول ہے کہ دور جاہلیت میں جب انسانوں میں سے لوگ کسی وادی یا منزل پر ٹھہرتے تھے تو وہاں کے جنوں اور شیطانوں کی پناہ طلب کیا کرتے تھے اور انہیں اس طرح پکارتے تھے: میں اس جگہ کے بدکار لوگوں سے اس وادی کے زعیم (سردار جن) کی پناہ چاہتا ہوں۔ اس وجہ سے جنوں کا غرور اور تکبر حد درجہ بڑھ گیا تھا' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے اس فعل (استعاذ بالجن) کی مذمت میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝﴾ (الجن: ۷۲/ ۶)

''بات یہ ہے کہ چند انسان بعض جنوں سے پناہ طلب کیا کرتے تھے' جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے''۔ (۲)

اس آیت میں ﴿رَهَقًا﴾ سے مراد اثم (گناہ)' طغیان (سرکشی)' خسران اور شر سبھی چیزیں شامل ہیں' جیسا کہ علامہ محمد ابوالعز الحنفی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔ (۳)

علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ اللہ سے استعاذہ کی

(۱) البخاری (مع الفتح) ۶/ ۳۳۷ مسلم (۱۴۳۴) ابوداؤد (مع العون) ۲/ ۲۱۴۔۲۱۵ (۱/ ۲۱۷' ۲۲۰' ۲۴۳' ۲۸۳ وابن السنی ص ۲۸۷ النووی فی الأذکار ص ۲۵۲

(۲) کما فی مجموع الفتاویٰ ۱۱/ ۳۰۲' ۱۹/ ۳۳ وتفسیر ابن کثیر ۴/ ۴۲۹

(۳) شرح العقیدۃ الطحاویۃ ص ۵۲۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بجائے جنوں سے استعاذہ کفر اور شرک ہے۔''(۱)

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے کسی منزل پر ٹھہرتے وقت استعاذہ کی جو تعلیم فرمائی ہے وہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث سے واضح ہے۔ مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنی منزل پر اتر کر یہ دعا پڑھے:

((اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ))

''اللہ کے تمام کلمات کے ساتھ' ان سب چیزوں کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جن کو اس نے پیدا کیا ہے'' تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی' یہاں تک کہ وہ وہاں سے کوچ کر جائے۔''(۲)

ایک اور حدیث میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب سفر کرتے اور رات ہو جاتی تو یہ دعا پڑھتے تھے:

((يَا أَرْضُ! رَبِّي وَرَبُّكَ اللّٰهُ' أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا فِيْكِ وَ شَرِّ مَا خُلِقَ فِيْكِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَدِبُّ عَلَيْكِ وَأَعُوْذُ بِكَ))(۳)

یہاں ''ساکن البلد'' سے مراد ''جنات'' ہیں جو زمین اور ان شہری علاقوں میں رہتے تھے جو عمارتوں اور مکانات کی تعمیر سے قبل حیوانوں کے مسکن تھے۔ یہاں اس بات کا احتمال ہے کہ ''والد'' سے مراد ابلیس' اور ''ولد'' سے مراد شیطان ہو۔ یہ امام خطابی رحمہ اللہ کا کلام ہے جسے امام نووی اور علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے اور امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اسود'' سے مراد آدمی ہے' پس ہر شخص کو ''اسود'' کہا جاتا ہے۔(۴)

(۱) تفسير القرطبي ۱۹/ ۱۰

(۲) مسلم في الذكر (۲۷۰۸) والترمذی (مع التحفة) ۴/ ۲۴۲ احمد ۶/ ۳۷۷' ۴۰۹ الدارمی ۲/ ۳۷۳ ابن السنى ص ۲۴۹

(۳) ابو داؤد (مع العون) ۲/ ۳۳۹ احمد ۲/ ۱۳۲ غيرهما كذا فی الأذكار ص ۲۰۳' والحديث ضعفه الالبانیؒ انظر ضعيف سنن ابی داؤد ص ۲۵۵

(۴) الاذكار ص ۲۰۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واضح رہے کہ علامہ الألبانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

❺ گدھے کا ہینگنا سن کر شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرنا

ایک حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے یہ ہدایت فرمائی ہے:

((وَإِنْ سَمِعْتُمْ نُهَاقَ الْحَمِيرِ، فَإِنَّهَا رَأَتْ شَيْطَانًا، فَتَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ مَا رَأَتْ)) (۱)

''اور جب تم گدھے کا ہینگنا سنو تو چونکہ اس نے شیطان کو دیکھا ہے لہٰذا جس کو اس نے دیکھا ہے اس (کے شر) سے اللہ کی پناہ مانگو (یعنی ''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ'' پڑھو''۔

ایک اور حدیث میں ہے:

((إِذَا نَهِقَ الْحِمَارُ، فَتَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ)) (۲)

''جب گدھا ہینگے تو مردود شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرو''۔

❻ مسجد میں داخلہ کے وقت اللہ کی پناہ طلب کرنا

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نبی ﷺ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ مسجد میں داخل ہوتے تو یہ فرماتے تھے:

((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ، وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ، وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ، مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلَاةُ (وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ)، اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ)) (۳)

---

(۱) البخاری ۶/ ۳۵۰ مسلم ۴/ ۲۰۹۲ ابوداؤد (۵۱۰۲) الترمذی (۳۴۵۵) احمد ۲/ ۳۰۶، ۳۶۴ ابن السنی ص ۱۵۲۔ ۱۵۳ واورده النووی فی الاذکار ص ۲۶۴

(۲) ابن السنی ص ۱۵۳ الطبرانی فی معجمه الکبیر، ضعفه الهیثمی فی مجمع الزوائد ۱۰/ ۱۳۵ ولکن صححه الألبانیؒ صحیح الجامع ۱/ ۲۸۶

(۳) رواه ابوداؤد و حسنه النووی فی الاذکار ص ۲۶ وصححه الالبانیؒ فی تخریج الکلم الطیب تعلیق رقم ۴۷ وفی صحیح الجامع (۳۵۹۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میں عظمت والے اللہ اور اس کے کریم چہرے کی اور اس کی قدیم سلطنت کی پناہ چاہتا ہوں مردود شیطان سے۔ اللہ کے نام کے ساتھ (داخل ہوتا ہوں) اور رسول اللہ پر درود و سلام ہو۔ اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے''

نیز آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جو ایسا کہے تو شیطان کہتا ہے کہ تو مجھ سے آج پورا دن محفوظ رہے گا۔

⑦ مسجد سے نکلتے وقت اللہ کی پناہ طلب کرنا

حدیث مبارکہ میں مسجد سے باہر نکلتے وقت کی دعاء اس طرح مروی ہے:

((بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ، اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ)) (۱)

''اللہ کے نام کے ساتھ اور درود و سلام ہو رسول اللہ ﷺ پر۔ اے اللہ!...... میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ!...... مجھے شیطان مردود کے شر سے محفوظ رکھ''۔

⑧ نماز میں شیطانی وسوسوں سے اللہ کی پناہ طلب کرنا

سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! میری نماز اور قرأت کے وقت شیطان حائل ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((ذَاكَ شَيْطَانٌ يُقَالُ لَهُ خِنْزَبٌ، فَإِذَا حَسَسْتَهُ، فَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْهُ، وَاتْفِلْ عَلٰى يَسَارِكَ ثَلَاثًا، قَالَ فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَأَذْهَبَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَنِّي)) (۲)

---

(۲) انظر صحیح ابن ماجه ۱/ ۱۲۹

(۳) مسلم (۲۲۰۳) واحمد ۴/ ۲۱۶ عبد الرزاق فی مصنفه ۲/ ۴۹۹ ابن السنی ص ۲۷۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یہ شیطان ہے جسے خنزب کہا جاتا ہے' جب تم اس کے حائل ہونے کو محسوس کرو تو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ پڑھو اور تین بار اپنے بائیں جانب تھتکارو۔ عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ عزوجل نے اس شیطان کو مجھ سے دور کر دیا۔"

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع فرماتے تو یہ دعاء پڑھتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّی أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ' وَهَمْزِهٖ' وَنَفْخِهٖ' وَنَفْثِهٖ))(۱)

"اے اللہ!...... میں مردود شیطان اور اس کے وسوسوں' اس کے تکبر اور اس کی تھتکار سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں"۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "ھمزہ" سے مراد "الموتة"' "نفثه" سے مراد "الشعر" (یہاں شعر سے مراد شعر مذموم ہے) اور "نفخه" سے مراد "الکبر" ہے۔

واضح رہے کہ ان تینوں الفاظ کی مذکورہ بالا تفسیرات بسند صحیح مرسل نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً وارد ہیں جیسا کہ علامہ البانی رحمہ اللہ وغیرہ نے بیان کیا ہے۔ (۲)

اصحاب لغت بیان کرتے ہیں "الموتة" جنون اور آسیب زدگی کی ایک جنس ہے جس میں انسان مبتلا ہو جاتا ہے مگر جب اسے افاقہ ہوتا ہے تو اس کی عقل اس طرح واپس آ جاتی ہے جس طرح نیند یا نشہ کے بعد واپس آتی ہے۔ (۳)

اور امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں "الموتة" سے مراد گلا گھونٹنا ہے جو کہ "صرع" کی حالت میں ہوتا ہے۔ (۴)

---

(۱) رواہ الحاکم ۱/ ۲۰۷ وصححه ووافقه الذهبي ورواه ابن ماجه (۸۰۸) والبیهقی ۲/ ۳۶ واحمد ۱/ ۴۰۴ وصححه الالبانیؒ فی ارواء الغلیل ۲/ ۵۶

(۲) صفة صلاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۷۶

(۳) لسان العرب ۶/ ۴۲۹۶

(۴) البدایة والنهایة ۱/ ۶۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اور حدیث میں سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں دعاء استفتاح کے بعد فرمایا کرتے تھے:

((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ' وَنَفْخِهٖ' وَنَفْثِهٖ)) (۱)

''میں مردود شیطان کے شر سے خوب جاننے اور خوب سننے والے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور اس (شیطان) کے وسوسوں اس کے تکبر اور اس کے تھتکار سے بھی پناہ مانگتا ہوں''۔

۹ قرآن کی تلاوت کے وقت اللہ کی پناہ طلب کرنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۝﴾

(النحل : ۱۶/ ۹۸)

''قرآن پڑھنے کے وقت راندے ہوئے شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ مانگو''۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے تلاوت قرآن کے وقت استعاذہ کی حکمت پر بہت مفید' بلیغ اور مفصل بحث کی ہے جو لائق مطالعہ ہے لیکن اختصار کے پیش نظر ہم یہاں اس کے تذکرہ سے صرف نظر کرتے ہیں۔ (۲)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ))

کے ذریعہ اللہ کی پناہ طلب کرنی چاہیے اور پھر قرآن کریم میں سے جو بھی میسر ہو

(۱) رواہ ابوداؤد (مع العون) ۱/ ۲۸۱ والترمذی (مع التحفة) ۱/ ۲۰۳ وابن ماجه ۱/ ۲۶۵ واحمد ۴/ ۸۵' وقال الهیثمی فی مجمع الزوائد' ۲۶۵۲: رواہ احمد رجاله ثقات' وصححه الالبانیؒ فی ارواء الغلیل ۲/ ۵۱ (۳۴۱) وفی تخریج الکلم الطیب (۵۵) واخرجه مسلم عن ابن عمر بنحوه ۱/ ۴۲۰

(۲) اغاثة اللهفان ۱/ ۱۰۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی تلاوت کرنی چاہیے۔ (۱)

⑩ بچوں کے لئے اللہ کی پناہ طلب کرنا

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو ان کلمات کے ذریعہ تعوذ کا دم فرماتے تھے:

((أُعِيذُ كُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ، مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ)) (۲)

''میں اللہ کے تمام کلمات کے ساتھ تم دونوں کے لئے ہر شیطان سے اور اس مخلوق سے جو بدی کا ارادہ کرے اور ہر نظر لگانے والی آنکھ سے پناہ مانگتا ہوں۔''

اور فرماتے تھے کہ اسی طرح ہمارے باپ ابراہیم (علیہ السلام) اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام کے لئے تعوذ (پناہ یا حفاظت طلب) کیا کرتے تھے۔

ابو بکر ابن الأنباری کا قول ہے کہ: ''ھامة'' ''ھوام'' کا واحد ہے' اور ''ھامة'' اس مخلوق کو کہتے ہیں جو بدی کا قصد کرے' اور ''لامة'' بمعنی ''مسلمة'' یعنی رنج والم پہنچانے والی ہے' اور حدیث میں ''لامة'' فقط ''ھامة'' کی مناسبت سے آیا ہے' اور زبان پر خفیف ہے۔ (۳)

⑪ بیماری کے وقت اللہ کی پناہ طلب کرنا

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں بیمار پڑا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے تعوذ (پناہ طلب) کیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ طلب کرتے

(۱) الاذکار ص ۱۱۴

(۲) البخاري (مع الفتح) ۶/ ۲۹۳ الترمذی (مع التحفة) ۳/ ۱۶۶ (۲۰۶۱) ابوداؤد (مع العون) ۴/ ۳۷۷ ابن السنی ص ۳۰۰ البغوی ۵/ ۲۲۸

(۳) تلبیس ابلیس ص ۴۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے فرمایا:

((بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، أُعِيذُكَ بِاللّٰهِ الْأَحَدِ الصَّمَدِ، الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ، مِنْ شَرِّ مَاتَجِدُ))(۱)

''اللہ کے نام سے جو بہت مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ میں تیرے لئے اللہ' جو تنہا اور بے نیاز ہے جس سے نہ کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے اور نہ ہی کوئی اس کا ہمسر ہے' سے تیرے لئے ہر اس شر سے پناہ مانگتا ہوں جو تو پائے''۔

پھر جب آپ ﷺ سیدھے کھڑے ہوئے تو فرمایا: اے عثمان ...... انہیں کلمات کے ذریعہ پناہ طلب کیا کرو کیونکہ تعوذ کے لئے اس جیسا کوئی کلمہ نہیں ہے۔

ایک دوسری حدیث میں سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس اس وقت تشریف لائے جب کہ میں اس قدرے تکلیف سے دو چار تھا گویا ہلاک ہی ہوا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اپنے داہنے ہاتھ کے سات بار مسح کرو اور یہ دعاء پڑھو:

((اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ)) (۲)

''میں اللہ کی عزت اور اس کی قدرت کے ساتھ اس شر سے پناہ طلب کرتا ہوں جو میں پاتا ہوں''۔

بیان کرتے ہیں کہ:

''پس میں نے ایسا ہی کیا' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس تکلیف کو دور کر دیا جو مجھ پر طاری تھی۔ پس میں اپنے گھر والوں اور غیروں کو اس کا حکم دینے سے کبھی نہیں

(۱) ابن السنی واورده النووی فی الاذکار ص ۱۲۵' ولکن اسناده ضعیف کما قال الحافظ فی امالی الأذکار والفتوحات ۴/ ۴۷

(۲) الموطا ۲/ ۹۴۲ مسلم (۲۲۰۲) ابوداؤد (مع العون) ۴/ ۱۷ الترمذی (مع التحفة) ۳/ ۱۷۵ وقال: هذا حدیث حسن صحیح' واخرجه البغوی ۵/ ۲۳۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکا۔"

واضح رہے کہ ایک دوسری روایت میں "من شر ما اجد" کے بعد "واحاذر" کے الفاظ بھی مروی ہیں۔ (۱)

⑫ نیند میں بے چینی اور وحشت کے وقت اللہ کی پناہ

ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور نیند میں بے چینی کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ سوتے وقت یہ دعا پڑھا کریں:

((اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ، وَعِقَابِهٖ، وَشَرِّ عِبَادِهٖ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ، وَاَنْ يَّحْضُرُوْنَ)) (۲)

"میں اللہ کے تمام کلمات کی پناہ پکڑتا ہوں اس کے غصہ اور اس کی سزا سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے وسوسوں سے اور اس بات سے کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں۔"

⑬ برا خواب دیکھنے پر اللہ کی پناہ طلب کرنا

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ اللّٰهِ الْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَاِذَا حَلَمَ اَحَدُكُمْ حُلُمًا يَخَافُهُ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهٖ وَ لْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا۔ فَمَنْ رَاٰى شَيْئًا يَكْرَهُهُ، فَلْيَنْفُثْ عَنْ شِمَالِهٖ ثَلَاثًا،

---

(۱) رواه البغوی ۵/ ۲۲۸

(۲) ابوداؤد (مع العون) ۴/ ۱۸ الترمذی (مع التحفة) ۴/ ۲۶۶-۲۶۷ وقال: هذا حديث حسن غريب رواه احمد ۲/ ۱۸۱۔ ابن السنی ص ۳۴۸، وصححه الحاكم في المستدرك ۱/ ۵۴۸ وقال: هذا حديث صحيح الاسناد، متصل فی موضع الخلاف (یعنی لاختلاف فی سماع شعیب عن جده)، وصححه احمد الشاكر، انظر مسند احمد مع شرحه ۱۰/ ۲۲۲، وحسنه الالبانیؒ انظر صحيح سنن الترمذی ۳/ ۱۷۱ وسلسلة الا حاديث الصحيحة (۲۶۴) واورده النووی فی الاذكار ص ۹۱، ۹۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلْيَتَعَوَّذْ مِنَ الشَّيْطَانِ. فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ)) (۱)

''سچا (یا اچھا) خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ پس اگر تم میں سے کوئی شخص برا خواب دیکھ کر اس سے ڈر جائے تو وہ اپنی بائیں جانب تھتکارے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے شر سے پناہ مانگے۔ پس جب تم میں سے کوئی شخص ایسی چیز دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو تین بار اپنی بائیں جانب تھتکارے اور شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے تو وہ اسے نقصان نہ پہنچائے گا۔''

اس بارے میں ''صحیحین'' میں سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے اور ''صحیح مسلم'' میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث مروی ہیں جن میں تین بار بائیں جانب تھتکارنے کے علاوہ شیطان اور اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگنے' کسی کو وہ برا خواب نہ سنانے اور جس پہلو پر وہ لیٹا ہوا سے بدل دینے کی ہدایات بھی مروی ہیں۔ (۲)

۱۴ صبح و شام اور بستر پر لیٹتے وقت اللہ کی پناہ طلب کرنا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ کو ایسی دعاء سکھا دیجئے جو میں صبح و شام پڑھا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کلمات پڑھا کرو:

((اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ' عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ' رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ' أَشْهَدُ أَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ' أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي' وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَ شِرْكِهٖ)) (۳)

---

(۱) البخاری ۶/ ۳۳۸ مسلم ۴/ ۱۷۷۲ واوردہ النووی فی الأذکار ص ۹۲

(۲) مسلم ۴/ ۱۷۷۲' ۱۷۷۳ واوردہ النووی فی الأذکار ص ۹۳

(۳) الترمذی (۳۳۸۹) ابوداؤد ۴/ ۳۱۷ (۵۰۶۷) وابن السنی ص ۲۵' ۳۳۷' ۳۳۸ والدارمی (۲۲۹۲) والبخاری فی الادب المفرد ص ۳۴۱ (۱۲۰۲) وصححہ ابن حبان (۲۳۴۹۔ موارد) والحاکم فی المستدرک ۱/ ۵۱۳ ووافقہ الذہبی واوردہ النووی فی الاذکار ←

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے اللہ! ...... آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے' ظاہر و پوشیدہ کو جاننے والے' ہر چیز کو پالنے والے اور اس کے مالک! میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ میں اپنے نفس کے شر سے اور مردود شیطان کے شر اور شرک سے تیری پناہ چاہتا ہوں"۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

"(اس دعاء کو) صبح و شام اور رات کو بستر پر جاتے وقت پڑھا کرو"۔

سیدنا ابو زہیر انماری رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں ایک اور دعاء اس طرح مروی ہے' بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر سونے کے لئے تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ' وَاخْسَأْ شَیْطَانِیْ' وَفُكَّ رِهَانِیْ' (وَثَقِّلْ مِیْزَانِیْ' وَاجْعَلْنِیْ فِی النَّدِیِّ الْأَعْلٰی)) (۱)

"اے اللہ! ...... میرے گناہ بخش دے' میرے شیطان کو دور کر دے اور میری گردن (عذاب سے) آزاد فرما دے' (میری نیکی کے پلڑے کو بھاری فرما دے)' اور مجھے بلند تر مجلس والوں میں شامل فرما دے"۔

واضح رہے کہ "سنن ابی داود" کی روایت کی ابتداء میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں: "بِسْمِ اللّٰهِ وَضَعْتُ جَنْبِیْ"' جب کہ "وَثَقِّلْ مِیْزَانِیْ" کے الفاظ اس روایت میں موجود نہیں ہیں۔

⑮ عقائد میں شیطانی وسوسوں سے اللہ کی پناہ طلب کرنا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

← ص ۷۳ وصححه الالبانی ایضاً فی صحیح سنن الترمذی ۳/ ۱۴۲ وصحیح الجامع (۴۲۷۸) وتخریج صحیح الکلم الطیب (۲۲)

(۱) ابوداؤد (مع العون) ۴/ ۴۷۳ ابن السنی وحسنه النووی فی الاذکار ص ۷۷ (۶۷۵) وصححه الالبانیؒ انظر صحیح سنن ابی داؤد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ، فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَ كَذَا وَكَذَا؟ مَنْ خَلَقَ كَذَا؟ حَتَّى يَقُولَ: مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ؟ فَإِذَا بَلَغَهُ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْيَنْتَهِ))(۱)

''تم میں سے کسی کے پاس شیطان آتا ہے' اور کہتا ہے کہ فلاں اور فلاں کو کس نے پیدا کیا ہے؟ فلاں چیز کس نے پیدا کی ہے؟ حتی کہ یہ کہتا ہے کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا ہے؟ پس جب ایسی سوچ آئے تو ''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ'' کہے اور آئندہ ایسی سوچ سے باز رہے''۔

⑫ موت کے وقت شیطانی حملہ سے اللہ کی پناہ طلب کرنا

سیدنا ابو الیسر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ موت کے وقت شیطانی حملہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے' اور یہ دعاء فرماتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ التَّرَدِّي، وَالْهَدْمِ، وَالْغَرَقِ، وَالْحَرِيْقِ، وَأَعُوْذُ بِكَ أَنْ يَتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَأَعُوْذُ بِكَ أَنْ أَمُوْتَ فِي سَبِيْلِكَ مُدْبِرًا، وَأَعُوْذُ بِكَ أَنْ أَمُوْتَ لَدِيْغًا)) (۲)

''اے اللہ! ...... میں تیری پناہ مانگتا ہوں کسی چیز کے نیچے آنے سے' اونچی جگہ سے گرنے' ڈوبنے اور جلنے سے' اور تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ موت کے وقت شیطان مجھے خبطی بنائے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ تیری راہ میں جہاد سے بھاگتا ہوا مروں اور اس بات سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ کسی زہریلے جانور کے ڈسنے سے مجھے موت آئے''۔

یہ الفاظ سنن النسائی کے ہیں' جب کہ سنن ابی داؤد میں یہ دعاء اس طرح مروی

(۱) البخاری ۶/ ۳۳۶ (۳۲۷۶) مسلم ۱/ ۱۲۰ (۱۳۴) اوردہ النووی فی الاذکار ص ۱۱۵ والالبانی فی صحیح الجامع ۲/ ۱۳۲۴ وسلسلة الصحیحة (۱۱۷)

(۲) النسائی (مع التعلیقات) ۲/ ۳۱۸ ابوداؤد (مع العون) ۱/ ۵۶۸ والحاکم و صححه ووافقه الذهبی و صححه الالبانی ایضا انظر صحیح سنن النسائی ۳/ ۱۱۲۳ (۵۱۰۳) والمشکاة (۲۴۷۳) وصحیح الجامع ۱/ ۲۷۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْھَدْمِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ التَّرَدِّی وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْغَرَقِ وَالْحَرْقِ وَالْھَدْمِ ...... الخ))

◆ صبح و شام کا مخصوص استعاذہ

امام کائنات ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر تم ہر شام کو

((اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ، مِنْ شَرِّمَا خَلَقَ))

"میں اللہ کے مکمل کلمات کے ساتھ تمام چیزوں کے شر سے پناہ چاہتا ہوں جو اس نے پیدا کی ہیں"

پڑھ لیا کرو تو تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ (۱)

اس بارے میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث عنوان "صبح و شام اور بستر پر لیٹتے وقت اللہ کی پناہ طلب کرنا" کے تحت اوپر بیان کی جا چکی ہے۔

◆ بہترین استعاذہ

جسمانی، نفسانی اور روحانی امراض انسان کو اکثر پیش آتے رہتے ہیں خواہ وہ امراض وبائیہ ہوں یا حاسدوں کے شرور یا شیطانی وسوسے یا نظر بد یا سحر یا شرور کائنات، ان سب کے لئے معوذتین کا دم اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ چنانچہ سیدنا معاذ بن عبداللہ بن خبیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم بارش اور اندھیری آندھی سے دوچار ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرنے لگے کہ آپ ﷺ ہمیں نماز پڑھائیں۔ پھر آپ ﷺ ہمیں نماز پڑھانے کے لئے تشریف لائے، اور فرمایا:

((قُلْ، فَقُلْتُ: مَا اَقُوْلُ؟ قَالَ: قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ وَ الْمُعَوِّذَتَیْنِ حِیْنَ تُمْسِی وَحِیْنَ تُصْبِحُ ثَلَاثًا یَکْفِیْکَ کُلَّ شَیْءٍ)) (۲)

(۱) مسلم (۲۷۰۹) وذکرہ النووی فی ریاض الصالحین ص ۴۲۷

(۲) الترمذی فی الدعوات (۳۵۷۰) وقال: حسن صحیح غریب، ابوداؤد (مع العون) ←

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"پڑھو! میں نے عرض کیا: کیا پڑھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: صبح و شام تین مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اور مُعَوِّذتین (قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس) پڑھ لیا کرو۔ یہ تمہیں ہر چیز کے لئے کافی ہو جائیں گی (یعنی ہر قسم کے خوف اور مشکلات سے بے نیاز کر دیں گی۔"

"سنن النسائی" وغیرہ میں بسند حسن مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اے ابن عابس! کیا میں تجھے وہ بہترین چیز نہ بتاؤں کہ جس سے تعوذ (پناہ چاہنے والے تعوذ کرتے ہیں؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! ضرور بتائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَ قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس، هَاتَيْنِ السُّوْرَتَيْن)) (۱)

"قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس، یہ سورتیں۔"

بعض روایات میں:

((اِنَّ أَفْضَلَ مَا تَعَوَّذَ بِهِ الْمُتَعَوِّذُوْنَ الْمُعَوِّذَتَانِ))

کی بجائے

((مَا تَعَوَّذَ بِأَفْضَلَ مِنْهُمَا مَا تَعَوَّذَ بِمِثْلِهِنَّ أَحَدٌ لَمْ يَتَعَوَّذِ النَّاسُ بِمِثْلِهِنَّ لَا يَتَعَوَّذُ النَّاسُ بِمِثْلِهِنَّ))

اور

((مَا سَأَلَ بِمِثْلِهِمَا وَلَا اسْتَعَاذَ مُسْتَعِيْذٌ بِمِثْلِهِمَا))

کے الفاظ بھی وارد ہیں، اور "معوذتین" کے ساتھ "سورۃ الاخلاص" بھی شامل ہے۔

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مروی ہے: "رسول اللہ ﷺ جنوں اور انسانوں کی نظر بد سے (اللہ تعالیٰ کی) پناہ طلب کرتے تھے، حتیٰ کہ معوذتین نازل ہوئیں، پس

← ۴/ ۲۸۳ (۵۰۸۲) النسائی (مع التعلیقات) ۲/ ۳۰۹ ابن السنی ص ۴۱، وصححہ الالبانی فی صحیح الترغیب والترھیب ۱/ ۲۶۷

(۱) سنن النسائی مع التعلیقات ۲/ ۳۰۹ وصححہ الالبانی فی صحیح سنن النسائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے انہیں اپنا لیا اور ان کے ماسوا سب ترک کر دیا۔ (۱)

(ن) اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہنا

اللہ تعالیٰ کا ذکر وہ عظیم' مؤثر اور مجرب ذکر ہے جو بندوں کو شیطان سے نجات بھی دلا سکتا ہے اور محفوظ بھی رکھ سکتا ہے۔ سیدنا حارث الاشعری رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے اپنے نبی یحییٰ علیہ السلام کو پانچ باتوں کا حکم فرمایا تھا کہ وہ خود ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی ان پانچ باتوں کا حکم دیں (ان پانچ خصلتوں میں سے ایک حکم اللہ تعالیٰ کے ذکر سے متعلق بھی تھا)' فرماتے ہیں:

((وَآمُرُكُمْ أَنْ تَذْكُرُوا اللّٰهَ تَعَالَى ' فَإِنَّ مِثْلَ ذٰلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ خَرَجَ الْعَدُوُّ فِي أَثَرِهِ سِرَاعًا ' حَتّٰى إِذَا أَتٰى عَلٰى حِصْنٍ حَصِيْنٍ فَأَحْرَزَ نَفْسَهُ مِنْهُمْ ' كَذٰلِكَ الْعَبْدُ لَا يُحْرِزُ نَفْسَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ إِلَّا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى)) (۲)

''میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا حکم دیتا ہوں کیوں کہ اس کی مثال اس شخص جیسی ہے کہ جس کے پیچھے اس کا دشمن اس کی تلاش میں تیزی کے ساتھ نکل پڑا ہو' یہاں تک کہ وہ کسی محفوظ قلعہ میں آ جائے اور اپنے آپ کو ان دشمنوں سے بچا لے۔ اسی طرح بندہ اپنے نفس کو شیطان کے حملہ سے صرف اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی بچا سکتا ہے۔''

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اگر حقیقی طور پر ذکر میں یہ تنہا خصلت اور خوبی پیدا نہ ہو سکے تو بھی بندہ کو کبھی

(۱) الترمذی ۲/ ۲۶۶' وقال حسن غریب' النسائی ۸/ ۲۷۱ ابن ماجه ۲/ ۱۱۶۱ وصححه الألبانی فی صحیح الترمذی (۲۱۵۰)

(۲) احمد ولترمذی (مع التحفة) ۴/ ۳۸' وقال: هذا حدیث حسن صحیح غریب' وقال المبارکفوری فی التحفة' واخرجه ابن خزیمة وابن حیان فی صحیحیهما والحاکم وقال: صحیح علی شرط البخاری ومسلم واخرجه النسائی ببعضه

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی نہیں رکھنی چاہئے۔ ایسا ہر گز نہ ہو کہ وہ اللہ کے ذکر کو چھوڑ بیٹھے کیونکہ وہ اپنے نفس کو اپنے دشمن سے صرف اسی ذکر کے ذریعہ محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اس پر دشمن صرف غفلت کے دروازہ سے ہی داخل ہوتا ہے۔ یہی دشمن کی کمین گاہ ہے جہاں وہ گھات لگائے انتظار میں بیٹھا رہتا ہے۔ جوں ہی بندہ غافل ہوتا ہے' وہ اس پر جھپٹ پڑتا ہے اور اس کو اپنا شکار بنا لیتا ہے لیکن جب بندہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے تو اللہ کا یہ دشمن پیچھے ہٹ جاتا ہے' اپنے آپ کو بہت چھوٹا اور ہیچ محسوس کرتا ہے اور زار و قطار روتا بلبلاتا ہے' حتیٰ کہ ممولا (ایک چھوٹی چڑیا) اور مکھی جیسا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے ''اَلْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ'' کہا گیا ہے کیونکہ وہ لوگوں کے دلوں میں وسوسے پیدا کرتا ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو پیچھے ہٹ جاتا ہے یعنی رک جاتا ہے اور سمٹ کر سکڑ جاتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''شیطان ابن آدم کے دل پر جما رہتا ہے پس اگر وہ شخص بھولا یا غفلت میں پڑا تو وہ وسوسہ پیدا کر دیتا ہے' لیکن جب بندہ اللہ کا ذکر کرے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے۔''(۱)

امام ابن القیم رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

''شیاطین بندہ کا شکار کرتے ہیں کیونکہ وہ سب اس کے دشمن ہیں۔ لہٰذا جب کسی شخص کو یہ گمان ہو کہ اسے اس کے دشمنوں نے اپنا شکار بنا لیا ہے' اس پر اپنا غیظ و غضب ڈھا رہے ہیں' اسے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے اور ان میں سے ہر دشمن اپنی قدرت بھر اسے شر اور اذیت دینے میں مصروف عمل ہے تو اس بندہ پر سے ان کے اس ہجوم کو تتر بتر کرنے کا اللہ عزوجل کے ذکر کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے۔ (پھر آپ نے سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث نقل فرمائی ہے جس میں) مروی ہے کہ ایک دن رسول

---

(۱) الوابل الصیب ص ۶۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جب کہ ہم مدینہ میں صفہ کے چبوترہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ ہمارے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ''میں نے کل رات ایک عجیب خواب دیکھا ہے...... میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا جس پر شیطانوں نے ہلہ بولا ہوا ہے پس وہ اللہ عزوجل کا ذکر کرتا ہے۔ چنانچہ شیطان اس سے دور ہٹ جاتے ہیں ...... الخ۔ حافظ ابوموسیٰ المدینی رحمہ اللہ نے کتاب ''الترا غی فی الخصائل المنجیة' والترهیب من الخلال المردیة'' میں اس حدیث کی روایت کی ہے اور اسی حدیث پر اپنی کتاب کی بنیاد رکھی ہے اور اسے اس کی شرح بنایا اور فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن جدا (بہت زیادہ حسن) ہے۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس حدیث کی شان بڑھاتے تھے اور آپ رحمہ اللہ کے متعلق یہ بات مجھ تک پہنچی ہے' فرماتے تھے: اس حدیث کی صحت کے شواہد ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے منقولہ ارشاد (...... میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا ......) کا مقصود بھی حارث الاشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مطابقت رکھتا ہے' جس میں مذکور ہے کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا حکم دیتا ہوں کیونکہ اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جس کے پیچھے اس کا دشمن تیزی کے ساتھ اس کی تلاش میں نکل پڑا ہو' یہاں تک کہ وہ کسی محفوظ قلعہ میں آ جائے اور اپنے آپ کو دشمنوں سے بچا لے۔[1]

بندوں کو شیطان سے اس وقت تک چھٹکارا نہیں مل سکتا جب تک وہ اللہ عزوجل کے ذکر کے ذریعہ اس سے چھٹکارا حاصل نہ کریں۔ واضح رہے کہ ذکر الٰہی سے مراد صرف بعض مخصوص دعائیں اور کلمات ہی نہیں ہیں بلکہ ذکر میں استغفار

((أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ اِلَيْهِ))[2]

حوقلہ ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ))

تکبیر ((اَللّٰهُ اَكْبَرُ))'

تحمید ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ)'

(۱) الوابل الصیب ص ۱۴۴

(۲) کما جاء فی ابی داؤد ۱/ ۵۶۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقدیس ((سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ))

اور

((سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ))، [۱]

تہلیل ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)) [۲]

تسبیح ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ)) [۳]

قرآن کریم کی تلاوت، نوافل، درود ابراہیمی، مسنون اذکار اور دعائیں وغیرہ سبھی چیزیں شامل ہیں۔ [۴]

❀❀❀

---

(۱) كذا في تحفة الاحوذي ۴/ ۲۸۳

(۲) كما جاء في البخاري ۱۱/ ۲۰۱ (۶۵۰۳) ومسلم ۱۷/ ۱۷ (مع شرح النووي)

(۳) كما جاء في البخاري ۱۳/ ۵۳۷ (۷۵۶۳) ومسلم ۱۷/ ۱۹

(۴) جادو کی حقیقت طبع دارالسلام لاہور ص ۲۲۸ ...... ۲۴۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دارالابلاغ کی دیگر کتب

نمبر شمار	کتاب کا نام	مصنف کا نام	قیمت
(۱)	خطاؤں کا آئینہ	صالح عبدالعزیز آل شیخ	140/- روپے
(۲)	دعائیں التجائیں (احادیث صحیحہ پر مشتمل مسنون دعائیں)	شیخ الحدیث مولانا محمد داؤد راز دہلویؒ	120/- روپے
(۳)	میں نماز کیوں پڑھتا ہوں؟	عبدالرؤف الحناوی	36/- روپے
(۴)	تحفہ برائے خواتین (خواتین کے مخصوص مسائل)	ڈاکٹر صالح بن فوزان	80/- روپے
(۵)	محبتیں الفتیں (رسول اللہ ﷺ کا نظام تربیت)	سراج الدین احمد ندوی	120/- روپے
(۶)	مجالسِ خواتین	محمد امین بن مرزا عالم	36/- روپے
(۷)	دوست کیسے بنائیں؟	عبداللہ بن علی الجعیثن	40/- روپے
(۸)	بچوں کی تربیت کیسے کریں؟	سراج الدین ندوی	140/- روپے
(۹)	گناہوں کی نشانیاں اور ان کے نقصانات	امام ابن قیم الجوزیہ	40/- روپے
(۱۰)	گناہ چھوڑنے کے انعامات	ابراہیم بن عبداللہ الحازمی	100/- روپے
(۱۱)	سپنوں کا شہزادہ (ٹیلی فون کے غلط استعمال کے عبرتناک نتائج)	محمد طاہر نقاش	120/- روپے
(۱۲)	ایولی کی یلغاریں	محمد طاہر نقاش	44/- روپے
(۱۳)	جنت کی تلاش میں (جنت واجب کرنے والے اعمال)	عبداللہ بن علی الجعیثن	50/- روپے
(۱۴)	اصلاحِ عقیدہ	فضیلۃ الشیخ محمد بن جمیل زینو	12/- روپے
(۱۵)	بدعات سے دامن بچائیے	شاہ اسماعیل شہیدؒ	36/- روپے
(۱۶)	ادائیں محبوب کی (رسول اللہ ﷺ کی دلآویز اداؤں کا منظر)	محمد بن جمیل زینو	80/- روپے
(۱۷)	اپنے گھروں کو بربادی سے بچائیں	روبینہ نقاش	90/- روپے
(۱۸)	اسلامی طرزِ زندگی	ڈاکٹر علی محمد ہاشمی	220/- روپے
(۱۹)	اللہ کی تلوار	ابوزید شلبی	150/- روپے
(۲۰)	حسن عقیدہ	مرتبہ: محمد طاہر نقاش	66/- روپے
(۲۱)	عفت وعصمت کا تحفظ	ظفیر الدین ندوی	220/- روپے
(۲۲)	حسن وجمال کا چاند	حافظ عبدالاعلیٰ	116/- روپے
(۲۳)	حج توحید کے آئینہ میں	عبدالرزاق عبدالمحسن	42/- روپے
(۲۴)	جہنم میں لے جانے والی مجلسیں	عدنان طرشہ	100/- روپے
(۲۵)	حاسدوں کے شر سے بچو	ابن قیم الجوزیہ	130/- روپے
(۲۶)	زیبائش نسواں	عبدالعزیز المسند	100/- روپے
(۲۷)	تعویذ اور توحید	علی بن نفیع العلیانی	54/- روپے
(۲۸)	اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یورپی سازشیں	علامہ جلال العالم	68/- روپے
(۲۹)	نوجوان لڑکوں کے نام	سلمان بن فہد العودہ	46/- روپے
(۳۰)	نوجوان لڑکیوں کے نام	بنت الاسلام	46/- روپے
(۳۱)	مومنات کا پردہ اور لباس	شیخ الاسلام ابن تیمیہ	64/- روپے

المکتبۃ التیمیۃ
۹۹ - ج ماڈل ٹاؤن - لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاسدوں کے شر سے بچو

حسد ایک ایسا جذبہ ہے جو کسی کی تباہی و بربادی پر تکمیل پذیر ہوتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں یہ چلن عام ہو گیا ہے کہ لوگ خود تو محنت کرتے نہیں' چاہتے ہیں وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہیں اور یوں ان کو دنیا جہاں کی تمام آسائشیں اور نعمتیں بغیر کسی محنت ومشقت کے مل جائیں۔ اگر کوئی محنت کرتا ہے اور خون پسینے کی کمائی اور انتھک محنت و مشقت سے ترقی کی منزلیں طے کرتا ہے' تو اسے دیکھ کر خوش ہونے کی بجائے جل اٹھتے ہیں۔ خود بھی اس کی طرح محنت کا عزم کرنے کی بجائے یہ خواہش کرتے ہیں کہ اس کا سب کچھ تباہ و برباد ہو جائے' یہ خود بھی ہلاک ہو جائے اور اس کا تمام مال ومنال دولت و جائیداد ہمیں مل جائے۔ وہ دوسرے خوشحال بھائی کو تہی دست اور برباد کرنے کے لیے طرح طرح سے جتن کرتے ہیں۔ سیاسی چالیں چلتے ہیں' معاشرتی داؤ پیچ کھیلتے ہیں۔ سازشیں کرتے ہیں۔ جادوگروں اور عاملوں کے پاس جاتے ہیں' جادو ٹونے کے وار کرتے ہیں۔ الٹے سیدھے تعویذ ڈالتے ہیں۔ فریق ثانی کو نظر بد کا شکار کرتے ہیں۔

یوں معاشرہ حسد کی بنا پر ان مذموم ہتھکنڈوں اور مکروہ کارروائیوں سے جاں بلب ہے۔ ہر کوئی دوسرے سے خوفزدہ اور پریشان ہے۔ قرآن وسنت کی تعلیمات سے دوری کی بنا پر ہر شخص ایک دوسرے کا جانی دشمن بنا ہوا ہے اور حسد کی چنگاریوں میں جھلس رہا ہے۔ وہ خود تو حسد کی آگ میں جھلتا ہی ہے مگر دوسروں کو بھی جھلسا کر رکھ دیتا ہے۔ حاسد جب جادو ٹونے کے وار کرتا ہے تو پھر فریق مخالف کے گھر میں لڑائی جھگڑے' نا اتفاقی' بیماریاں' مصیبتیں اور پریشانیاں ڈیرا ڈال لیتی ہیں۔ کاروبار تباہ ہو جاتا ہے' سکون برباد اور صحت تباہ ہو جاتی ہے...... اس وقت معاشرہ حسد کے زخموں سے تڑپ رہا ہے' سسک رہا ہے...... اسلام نے چودہ صدیاں قبل اپنے آخری رسول پر نازل شدہ کتاب قرآن کے ذریعہ اس بیماری کے مہلک اثرات سے دفاع کا طریقہ ہمیں بتا دیا ہے۔ وہی طریقہ اس کتاب میں بتایا گیا ہے۔ اگر آپ سے حسد کرنے والا بھی کوئی ہے تو اس کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے اس کتاب سے راہنمائی حاصل کریں اور اپنے دامن کو جلنے سے پہلے ہی بچا لیں۔

دارالابلاغ
DARULIBLAGH
کتاب وسنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ